کنفیوشس ازم اور اسلام

(اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ)

تحقیقی مقالہ برائے

پی ایچ۔ڈی (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

ام فروا

پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر:435-PhD/IS/Fall12

نگران مقالہ

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز H-9 اسلام آباد

سیشن ۲۰۲۰ء

کنفیوشس ازم اور اسلام

(اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ)

تحقیقی مقالہ برائے

پی ایچ۔ڈی (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

ام فروا

پی ایچ۔ڈی علوم اسلامیہ

رجسٹریشن نمبر:435-PhD/IS/Fall12

نگران مقالہ

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری

ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

شعبہ علوم اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز H-9 اسلام آباد

سیشن ۲۰۲۰ء

©ام فروا

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ ودفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہے اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: کنفیوشس ازم اور اسلام

(اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ)

Confucianism and Islam

(Comparison in the Perspective of Ethical And Political Teachings)

نام ڈگری: ڈاکٹر آف فلاسفی علوم اسلامیہ

نام مقالہ نگار: ام فروا

رجسٹریشن نمبر: 435-PhD/IS/Fall12

ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری ______________________

(نگران مقالہ) نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی ______________________

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

میجر جنرل (ر) محمد جعفر ______________________

(ریکٹر نمل) ریکٹر نمل کے دستخط

تاریخ: ______________

حلف نامہ فارم

میں ام فروا ولد محمد مقبول چیمہ

رول نمبر: رجسٹریشن نمبر: 435-PhD/IS/Fall12

طالبہ، پی ایچ۔ڈی، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ بعنوان:

کنفیوشس ازم اور اسلام

(اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ)

Confucianism and Islam

(Comparison in the Perspective of Ethical And Political Teachings)

پی ایچ ڈی علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: ام فروا

دستخط مقالہ نگار: ____________

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	فہرست عنوانات	VI
۲.	مقالہ اور دفاع کی منظوری کا فارم	IV
۳.	حلف نامہ	V
۴.	انتساب	VIII
۵.	اظہار تشکر	IX
۶.	مقدمہ	X
۷.	ملخص مقالہ(Abstract)	XIV
۸.	**باب اول: کنفیوشس ازم کے عقائد و نظریات مذہب**	۱
۹.	فصل اول : کنفیوشس ازم کے حالات زندگی	2
۱۰.	فصل دوم: عقائد و نظریات	۱۳
۱۱.	فصل سوم: کنفیوشس ازم کا تعارف	۲۴
۱۲.	فصل چہارم: کنفیوشس ازم کی مذہبی و ادبی کتب	۲۸
۱۳.	**باب دوم: کنفیوشس ازم کی اخلاقی تعلیمات**	۳۳
۱۴.	فصل اول: زوجین کے تعلقات اور باہمی حقوق	۳۴
۱۵.	فصل دوم: والدین کے حقوق و فرائض	۴۳
۱۶.	فصل سوم: کنفیوشس ازم میں دوستی اور اس کے لوازمات	۶۲
۱۷.	فصل چہارم: اسلام کی اخلاقی و خاندانی تعلیمات کا جائزہ	۷۱
۱۸.	**باب سوم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی سیاسی تعلیمات کا جائزہ**	۹۸
۱۹.	فصل اول: کنفیوشس ازم کے اصول حکمرانی اور رعایا کے تعلقات	۹۹
۲۰.	فصل دوم: کنفیوشس کے اصول عدالت اور قضا	۱۴۶

۲۱.	فصل سوم: اسلام کی سیاسی تعلیمات کا جائزہ	۱۵۱
۲۲.	**باب چہارم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ**	۱۷۸
۲۳.	فصل اوّل: کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ اخلاقی تعلیمات	۱۸۰
۲۴.	فصل دوم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات	۱۹۸
۲۵.	فصل سوم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی متفرق اخلاقی تعلیمات	۲۲۲
۲۶.	فصل چہارم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی متفرق سیاسی تعلیمات	۲۴۴
۲۷.	فصل پنجم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی دیگر متفرقات	۲۵۶
۲۸.	**نتائج**	۲۶۳
۲۹.	**سفارشات**	۲۶۵
۳۰.	**فہرست قرآنی آیات**	۲۶۶
۳۱.	**فہرست احادیث نبویہ**	۲۷۴
۳۲.	**فہرست شخصیات**	۲۷۷
۳۳.	**اماکن**	۲۸۰
۳۴.	**فہرست مصادر و مراجع**	۲۸۱

انتساب

میں اپنی اس تحقیقی کاوش کو پیارے والدین کے نام کرتی ہوں

اور ان کے لیے دعا گو ہوں **رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا**

اور عظیم و مشفق اساتذہ کے نام جن کی دعائیں اور رہنمائی میرے

شامل حال رہتی ہیں۔

اظہارِ تشکر

الحمد لله الذى نور قلوب العارفين بنور الإيمان، وشرح صدور الصادقين بالتوحيد والإيقان وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وعلى آله وصحبه أجمعين۔

کسی بھی میدان میں علمی تحقیق و جستجو محنت طلب کام ہوتا ہے، بغیر محنت و مشقت کے انسان اپنا مقصود حاصل نہیں کر سکتا۔ علوم اسلامیہ میں تحقیقی کام نہ صرف دنیاوی تفاخر کا باعث بنتا ہے بلکہ آخروی ثواب کی بھی امید کی جاسکتی ہے۔ یہ محض اللہ تعالی کا فضل و کرم اور اس کی بے پناہ عنایات کا صدقہ ہے کہ میں اس تحقیقی کام کو پایہ تکمیل تک پہنچاپائی۔ میں اپنے نگران مقالہ **ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری صاحب** شعبہ علوم اسلامیہ نمل کی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے روز اول سے امور تحقیق کے معاملے میں میری ہمہ جہت رہنمائی فرمائی۔ میں اپنے دیگر اساتذہ کرام خاص کر ڈاکٹر ضیاء الحق صاحب (سابق صدر شعبہ علوم اسلامیہ نمل) کا خاص طور پر شکر ادا کرتی ہوں جنہوں نے موضوع کے انتخاب اور خاکہ تحقیق کی تیاری اور مقالہ ھذا کی ابتدائی تحقیقی کام کو دیکھا اور میری رہنمائی فرمائی۔

میں اپنے والدین کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری تعلیم و تربیت کو اوّلین ترجیح دی۔ اس کے ساتھ میں اپنے بہن بھائیوں، خاوند اور بیٹے کی بہت مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہر پریشانی سے بچائے رکھے اور دنیا آخرت کی تمام بھلائیوں سے نوازے۔ خصوصاً اپنے ان تمام دوستوں و احباب کا مشکور ہوں جنہوں نے اپنے ذاتی کام چھوڑ کر میرے تحقیقی کام میں فنی معاونت فراہم کی، اور دورانِ تحقیق میرے مقالہ کو گاہے بگاہے دیکھتے رہے اور غلطیوں سے آگاہ کرتے رہے۔ میرے تمام ہم جماعت جو کہ وقتاً فوقتاً مجھے تجاویز دینے اور حوصلہ دینے میں معاون رہے میں ان سب کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ انہوں نے ہر طرح سے میری معاونت کی۔ اللہ تعالی تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے، ان کے درجات کو بلند فرمائے اور تاحیات صراطِ مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اللہ پاک ہمیں ہر قسم کی علمی، عملی اور فکری لغزشوں سے محفوظ فرمائے۔

آمین

ام فروا

(مقالہ نگار)

مقدمہ

موضوع تحقیق کا تعارف اور اہمیت

اس وقت دنیا میں بے شمار الہامی اور و غیر الہامی مذاہب پائے جاتے ہیں، جن کی اپنی اپنی تہذیب وثقافت اور زندگی گزارنے کی لئے تعلیمات ہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات ان تمام مذاہب کی تعلیمات سے زیادہ معتدل، روشن اور عدل وانصاف کے تقاضوں پر پورا اترنے والی ہیں۔ بنیادی طور پر مذاہب کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ سامی مذاہب، ۲۔ غیر سامی مذاہب۔ سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام داخل ہیں، جبکہ غیر سامی مذاہب میں ہندومت، بدھ مت، جین مت زرتشت، کنفیوشس اور سکھ ازم شامل ہیں۔ دنیا کے تمام مذاہب اخلاقی اور سیاسی طور پر معاشرے کو سنوارنے اور اس کی اصلاح پر زور دیتے ہیں تاکہ معاشرے میں بسنے والے افراد کی ایسی ذہنی تربیت ہو کہ ہر جگہ امن و آشتی ہو۔ زیر تحقیق مقالہ اسلام اور کنفیوشس ازم کے اخلاقی اور سیاسی موضوع پر مبنی ہے۔ کنفیوشس ازم اور اسلام روایتی طور پر ایک آدمی کی خوشگوار زندگی گزارنے کا درس دیتے ہیں۔ اور کنفیوشس اور پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہی کو بنی نوع انسان کی تاریخ کے دو بڑے اساتذہ کے طور قبول کیا گیا ہے۔ کنفیوشس ازم زمین پر زندگی کی بھلائی پر زور دیتا ہے، اسلام اس پہلو پر بھی تاکید کرتا ہے اور اس کے ساتھ ہی آخرت میں اچھے نتائج کی خاطر زمین پر زندگی کی خوبی بھی بڑھاتا ہے۔

ماہرین کی رائے یہ ہے کہ کنفیوشس معاشرتی اور سیاسی مصلح ضرور تھے لیکن مذہبی رہنما تو نہیں تھے۔ کیونکہ وہ مابعد الطبعیاتی چیزوں کے بارے میں خاموش ہے۔ اس کی تعلیمات میں روزمرّہ زندگی کے امور اور سیاست پر کافی مواد موجود ہے۔ کنفیوشس نے اخلاق کے جن پہلوؤں پر زور دیا ہے وہ والدین کی اطاعت، حاکم کی اطاعت، عدل وانصاف اور عزیزوں کی امداد ہے۔ ان کی تعلیمات کا مقصد ایک ایسے انسان کی تربیت کرنا ہے جو دوسروں کو عزت اور وقار کے ساتھ جینے کی تعلیم دے سکے، کنفیوشس کا نظام اخلاق وسیاست یہ سکھاتا ہے کہ حکومت سے لے کر معاشرے کی سب سے چھوٹی اکائی یعنی خاندان کو کیسے مضبوط وتوانا بنایا جاسکتا ہے۔

کنفیوشس کا سیاسی فلسفہ یہ ہے کہ ہر فرد اپنی ذمہ داری پوری کرے یہ فلسفہ اپنی اساس میں احساس ذمہ داری پر قائم ہے۔ جو کردار کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں جبکہ کردار روایت میں موجود اقدار کی پیروی سے مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے محکوموں سے محبت کا سلوک روا رکھیں۔ اسی طرح عوام کو بھی چاہئے کہ وہ قانون کی حکمرانی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ قوانین کے اطلاق کے ذریعے سزائیں دے کر عوام کو جرم سے دور کرنے اور ان میں مثبت اقدار کو فروغ دینے کی کوشش کی نسبت کنفیوشس ایک دوسرا طریقہ کار اختیار کرنے پر اصرار کرتا ہے۔ کہ

حکمران اپنے اعلیٰ طرزِ حکومت اور رویے کے ذریعے عوام میں اخلاقی فضیلت کو بڑھانے کی کوشش کرے تاکہ لوگوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہو اور وہ سزا کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے احساس ندامت کی وجہ سے جرم اور گناہ سے گریز کریں۔ برے حکمران ہی عوام کے برے بننے کا باعث ہوتے ہیں۔ یوں حکمران کا اخلاقی طور پر اعلی درجے پر فائز ہونا کنفیوشس کے لیے معاشرتی اصلاح کے عمل میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔

مزید بر آں کنفیوشس نے چینی ثقافت اور تمام معمولات کو رواج دیا۔ چینی ثقافتی ورثہ ہمیشہ انسان کی ذات اور اس کے اخلاق کی تعمیر کا اہتمام کرتی ہے۔ جیسا کہ کنفیوشس کے دور میں معاشرہ بے چینی و انتشار کا شکار تھا اخلاق کے مفقود ہونے کے باعث ہر جگہ بد امنی اور لا قانونیت تھی۔ پس کنفیوشس ایک فاضل بزرگ شخص اور معاشرتی مصلح اور حکیم کے طور پر ابھرے اور اپنے مذہب کی بنیاد اس بات پر رکھی کہ وہ برے اخلاق کا سدِباب کریں گے۔ کنفیوشس کی تعلیمات نہ صرف چین میں رائج ہیں بلکہ کوریا، جاپان، ویت نام، سنگاپور مشرق اور مغرب کے بعض علاقوں غالبا دنیا کی آبادی کے پانچ فیصد لوگ اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔

موضوع تحقیق کی حد بندی:

مقالہ ھذا میں مذاہب عالم کے دو مذاہب کنفیوشس ازم اور اسلام کی تعلیمات میں سے صرف اخلاقی اور سیاسی کا انتخاب کیا گیا ہے اور کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ کیا گیا ہے۔

مقاصدِ تحقیق:

مقالہ ہذا کے درج ذیل مقاصد و اہداف ہیں:-

۱. کنفیوشس ازم کا تعارف کروانا۔
۲. کنفیوشس ازم کی کی اہم شخصیات اور کتب کا تعارف کرنا۔
۳. کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کو بیان کرنا۔
۴. اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کے حوالے سے اسلام اور کنفیوشس ازم کے مشترکات اور متفرقات کو جاننا۔
۵. کنفیوشس ازم اور اسلام کے پیروکاروں کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنا۔

تحقیقی سوالات:

اس تحقیقی مقالے کے درج ذیل تحقیقی سوالات ہیں:۔

۱. کنفیوشس ازم کا کب اور کہاں آغاز ہوا؟
۲. کنفیوشس ازم کی اہم شخصیات اور اہم کتب کون سی ہیں؟

۳.   کنفیوشس ازم کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کون کون سی ہیں؟

۴.   اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کے حوالے سے اسلام اور کنفیوشس ازم کے کون سے مشترکات اور متفرقات ہیں؟

۵.   کنفیوشس ازم اور اسلام کے پیروکاروں کے مابین کیسے ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔

سابقہ تحقیقی کام کا جائزہ:

کنفیوشس ازم اور اسلام کا ااخلاقی وسیاسی لحاظ سے موازنہ" پر تحقیقی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس موضوع پر براہِ راست کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا، البتہ اسلام کے اخلاقی اور سیاسی نظام پر مواد کنفیوشس ازم کی بنیادی کتب میں دستیاب ہے۔ کچھ مقالات اور تقابل ادیان کی کتب میں ضمنا اس موضوع کو ذکر کیا ہے۔اس موضوع پر اہل علم نے جو مختصر مضامین لکھیں ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ اس موضوع پر عثمان بن عبداللہ نے ایک مقالہ Filial Piety in Confucianism and Islam: A Comparative Literary Analysis of Qur'an, Hadith, and Four Chinese Classics تحریر کیا ہے۔اور یہ Gale Academic OneFile, میں شائع ہوا ہے۔اس مضمون میں والدین کے حقوق وفرائض کا کنفیوشس ازم اور اسلام کی روشنی میں اختصار سے بتایا گیا ہے۔

۲۔ایک اور مقالہ پاکستان میں محمد نعیم نے ایک انگریزی مجلے ایکٹا اسلامیکا میں فرزندانہ سعادت پر تحریر کیا گیا ہے۔مقالے کا موضوع Filial Piety in Confucianism and Islam (A Comparative Study) ہے۔ اور یہ Acta Islamica میں شائع ہوا ہے۔

۳۔ڈاکٹر ظفراللہ بیگ نے اردو زبان میں ایک مقالہ چینی فکر کی فکری اساس۔تمدنی اثرات اور اسلامی اقدار کے حوالے سے لکھا ہے۔

۴۔اس کے علاوہ ایک اہم مقالہ کے موضوع پر شیانگ ینگ نے تحریر کیا ہے۔
On the Historical Development ofConfucianists' Moral Ideas and Moral Education

۵۔ کنفیوشس ازم کے موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ عثمان نے اکیڈمک جرنل آف اسلامک سٹڈی میں لکھا ہے۔
Confucianism Ethic and the Spirit of Capitalism

۶۔Kenan Cetinkaya نے کنفیوشس ازم کے انسانیت کے تصور اور اسلام کے اسلام کے تصور کا موازنہ کیا ہے

۷۔ایک اور تحقیقی مقالے میں yang jie نے اسلام اور کنفیوشس ازم میں انسان کے تصور پر موازنہ کیا ہے
Between confucianism and islam: the comparison in the concept of man and its relations to sustainable development agenda

۸۔ کنفیوشس، زرتشت اور اسلام" عالمی شہرت یافتہ، عظیم اسلامی سکالر ، مبلغ، داعی، مذاہب عالم کے محقق تقابل ادیان کے مناظر اور عیسائی پادریوں کی زبانیں بند کر دینے والے عظیم مجاہد شیخ احمد دیدات رحمۃ اللہ علیہ کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ ہے۔

۹- FANG Xudong نے ایک مقالہ about Confucian Ethics and Impartiality: On the Confucian View of Brotherhood کے نام سے تحریر کیا ہے۔ یہ تحقیقی مقالہ Front. Philos. China 2012, 7(1): 1–19 میں شائع ہوا ہے۔

۱۰۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی میں پی ایچ ڈی سطح پر ایک تحقیقی مقالہ A Comparative Study of the Practice of Integrating Chinese Traditions Bewteen Hui Hui Muslim Scholars and Jesuits Missionaries during 1600A.D.- 1730A.D. کے موضوع پر ہوا اس میں بھی اخلاقی اور سیاسی موضوع پر نہیں ہوا۔

کنفیوشس ازم اور اسلام کے اخلاقی پہلوؤں ایم فل اور پی ایچ ڈی سطح پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔ اس موضوع کی اہمیت کی بناء پر ایک جامع علمی و تحقیقی کام کرنے کی ضرورت تھی اس لیے اس موضوع کا انتخاب کیا گیا ہے۔

اسلوبِ تحقیق:

۱. مقالہ ہذا کا اسلوبِ تحقیق بیانیہ اور تقابلی ہے جس کے لیے درج ذیل اسلوب اختیار کیا گیا ہے:
۲. موضوع کے متعلق مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد سے استفادہ کیا گیا ہے۔
۳. دورِ جدید کی سہولیات (مثلاً انٹرنیٹ) اور آڈیو ویڈیو مواد سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔
۴. اہل علم، ماہرین مذاہب ادیان کے انٹرویوز سے استفادہ سے کیا گیا ہے۔

دورانِ تحقیق پیش آمدہ مشکلات:

موضوع کے انتخاب اور جمع مواد سے لیکر تکمیل کے مراحل تک کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ چونکہ براہ راست موضوع سے متعلق کتاب میں موجود نہیں تھی۔ بحث میں حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ تحقیق کے بنیادی مسئلہ کو سامنے رکھتے ہوئے اہداف و مقاصد حاصل کئے جائیں تاکہ ایسے نتائج و سفارشات تک رسائی ممکن ہو جو انسانی معاشرے کی اصلاح و تربیت کے لیے رہنمائی فراہم کر سکیں، تحقیق ہذا میں جو خوبیاں ہیں میں اسے اللہ تعالیٰ کی کامل ذات کی طرف منسوب کرتی ہوں اور جو نقائص ہیں اسے اپنی طرف منسوب کرتی ہوں۔

ABSTRACT

It is indispensable to comprehend commandments including belief on God's absolute power, conception of universe and humans, their problems and solutions, morality, historical perspective of religion, comparative religious studies, and the idea of life hereafter. Considering the above mentioned elements, if we study Confucianism, it can be agreed that Confucius never claimed to be a Prophet. Additionally, there are a few ground rules of religion that are missing in his teachings as they fails to answer absolute authority of God, concept of heavens and creation of human specie and universe. Contrary to this, a number of religious aspects are evident in Confucianism such as political issues and its remedies, and morality in historical context, however after-life narrative is absent in it. The fundamental purpose of Confucius's teachings is to reform individuals socially and make them strong on the ladder of morality. He had the same rationale for family systems, that healthy marital relationships would contribute towards the harmonization of the society which would in result positively affect the functing of the state. Moreover, he also emphasized on inculcating values in child development and respecting elder ones. If we compare Confucianism with Islam, the later qualifies on the fundamentals of a religion. Islam provides explanation of God, life after death, humananity, universe, morality and rituals. If this debate is taken into account, it is imperative to conclude that Confucianism is a mere philosophy whose roots were already existed in the Chinese culture. Though like Islam, Confucianism stresses upon the notion of tolerance and forgiveness. However, this very discourse cannot be used to either label Confucianism as a religion or to consider it as a religion. The only commonality in Islam and Confucianism exists in the theme of tolerance, family system and marital relationships.

The thesis consists of four chapters. First chapter explains origin, believes, thoughts, liturtue and analysis of scholars about Confucius.It has been compared to Islam with the teachings of society, principles of society, and justice in political studies of Confucianism in Chapter II.In Chapter III, the moral teachings of Confucianism, which include the social status of the ruler, husband, wife and children. Also, the relationship between relatives and the social relations of the people while keeping all these notions related to Islam. The last chapter covers the conclusions of Confucianism and the political and the moral teachings of Islam. Also, the differences and similarities between both the philosophies. At the end of the Thesis, summary findings and recommendations are mentioned.

باب اول

کنفیوشس کے عقائد و نظریات اور مذہبی کتب

فصل اول: کنفیوشس کے حالات زندگی

فصل دوم: کنفیوشس کے عقائد و نظریات

فصل سوم: کنفیوشس ازم کا تعارف

فصل چہارم: کنفیوشس ازم کی مذہبی اور ادبی کتب

فصل اول

کنفیوشس کے حالات زندگی

حالات زندگی

کنفیوشس(551 B.C - 478 B.C)چین کی تاریخ کا ایک سیاست دان، فلسفی، مورخ، ملک وملت کا پیشوااور ہزاروں لوگوں کا مشفق استاد تھا۔اس کو عظیم صوفی کا خطاب (Zhi Sheng)1530عیسوی میں منگ سلطنت میں ملا۔[1] کنفیوشس کا اصلی نام چیو تھا جس کے لفظی معنی چھوٹی پہاڑی کے ہیں کیونکہ اس کے سر کی ساخت ایسی تھی کہ جیسے کہ چھوٹی پہاڑی ہو اس لیے وہ اس نام سے مشہور ہوئے۔ کنفیوشس دراصل کنگ فوتازو(Kung-Fu-Tzu)کی لاطینی شکل ہے جبکہ اس کا خاندانی نام کنگ(Kung)تھا۔جس کے معانی آقا یا کنگ(Kung)کے ہیں اور فوزے بمعنی فلسفی وعالم کے ہیں۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایرانیوں نے اس کو کنگ فوزی بنادیا اور سترھویں صدی میں چین جانے والے مسیحی پادریوں نے اس کو کنفیوشس کا نام دیا جو کہ آج دنیا بھر میں مشہور ہے۔[2]

پیدائش

محققین کے مطابق کنفیوشس 551 قبل مسیح چین کے صوبے لو(Lu)[3]میں اپنے والدین کے ہاں بڑی منتوں و مرادوں کے بعد پیدا ہوئے۔[4]جس وقت وہ پیدا ہوئے اس وقت تیسری تاریخی سلطنت چو(Chu)ختم ہونے کو تھی اور اس وقت کے حالات سازگار نہ تھے۔[5]کچھ مورخین کے مطابق اس کے والد (کنگ شولانگ) کو شاہی خاندان سے منسوب کیا جاتا ہے۔ کنفیوشس کی پیدائش کے بارے میں ایک بڑا دلچسپ واقع بیان ہوا ہے۔ماہرین کے مطابق آپ کی ماں نے کنفیوشس کی پیدائش سے پہلے ایک خواب میں پانچ بوڑھے آدمیوں کو ایک عجیب الخلقت مخلوق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اس جانور کی شکل اژدھے(Dragon)جیسی تھی۔اس کے بعد چین کے لوگوں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی کہ یہ ایک تاج کے بغیر بادشاہ ہوگا۔بعد میں جب کنفیوشس پیدا ہوا تو دو اژدھے(Dragon)اس کی حفاظت پر معمور تھے۔[6]پیدائش کے اس معجزاتی

---

(1) Wu Juan (AISHA), *A Comparative Study of the Practice of Integrating Chinese Traditions Bewteen Hui Hui Muslim Scholars and Jesuits Missionaries during 1600A.D.-1730A.D.* IIUI,2017,94.

(2) Xinzhong Yao, *An Introduction to Confucianism*(Cambridge University Press,2000),16.

(3) جو کہ آج کل شانگ تونگ Shanting میں واقع ہے۔

(4) Will and Ariel Durant, *The Story of Civilization* (New Dehli: Cosmo Publications,2014),658.

(5) Soothill, William Edward, *The Three Religions of China* (London:Hodder and Stoughton, 1929),28.

(6) Hoobler, Dorothy, and Thomas Hoobler, *Confucianism* (New Dehli: Infobase Publishing,2004),18.

انداز کی وجہ سے کنفیوشس کو اس کے ماننے والوں نے ایک بڑی مقدس ہستی ماننا شروع کر دیا۔[1]

والدین

کیو چولین (Qu Chulin) کے مطابق وہ کسی خاص مالدار گھرانے میں پیدا نہ ہوا کہا جاتا ہے کہ کنفیوشس کے والد کا نام شولیانگ (Shulaung) تھا[2] جو کہ ایک قدیم نوابی خاندان کے فرد اور لو (Lu) سلطنت میں نامی گرامی سپاہی تھے۔[3] شولیانگ (Shulaung) کی دو بیویاں تھیں پہلی بیوی سے نو لڑکیاں اور ایک اپاہج لڑکا تھا۔ روایتی چینی معاشرے میں لڑکیوں کی اتنی زیادہ قدر لڑکوں جیسی نہ تھی کیونکہ لڑکے ہی خاندان کے بزرگوں کی مذہبی رسومات کی ادائیگی کر سکتے ہیں۔

شولیانگ (Shulaung) کا چونکہ بیٹا معذور تھا اس لیے وہ نہ بزرگوں کی رسومات کی ادائیگی کر سکتا تھا نہ وہ خاندان کا نگہبان ہو سکتا تھا اس لیے کنفیوشس کے باپ کو بے پناہ مصائب کا سامنا کرنا پڑا[4] کنفیوشس کے باپ کی دوسری شادی ستر سال کی عمر میں سترہ سالہ لڑکی سے ہوئی۔ کنفیوشس کی والدہ چنگ زئی[5] (Zhengzai) ین (Yin) خاندان سے تھی، اس کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ایک عالم کی بیٹی تھی جب اس کے والد کو شادی کا کہا گیا تو اس نے اپنی بڑی دونوں بیٹیوں سے کہا دونوں نے ہی انکار کیا اور چھوٹی بیٹی نے والد کی بات کو من و عن قبول کیا۔

جس سے کافی منتوں مرادوں کے بعد کوہ ہانی (Mount Tai) کی خانقاہ[6] پر کنفیوشس پیدا ہوا۔ جب وہ تین سال کا تھا تب 549ق۔م میں اس کے والد کا انتقال ہو گیا[7] اس کے بعد 23 سال کی عمر میں 529ق-م میں اسکی ماں اس فانی دنیا سے کوچ کر گئیں۔[8]

ابتدائی حالات

جب کنفیوشس کے والد دنیا سے رخصت ہو گئے۔[9] تب حکومت کی طرف سے اس کی ماں کو ایک چھوٹا سا زمین کا

---

(1) Clements Jonathan, *Confucius: A Biography* (Mumbai: Indus Source, 2010),10.
(2) Chulin Qu and Haichen Sun, *The Life of Confucius* (Beijing: Foreign Languages Press, 1996),544.
(3) Kaizuka, Shigeki, and Geoffrey Bownas, *Confucius: His Life and Thought (*The Macmillan Company, 1956),48.
(4) Durant, *The Story of Civilization*,659.
(5) Jonathan, *Confucius: A Biography*,10.
(6) کوہ ہانی چین کی بڑی چوٹیوں میں ایک پہاڑی ہے جو کہ صوبہ شانگ تونگ کے قصبے کوفو میں واقع ہے۔ اس جگہ کنفیوشس کی ماں نے بیٹے کے لیے بہت دعا کی تھی اور اسی جگہ کنفیوشس کی پیدائش ہوئی۔
(7) Clarke Peter B, *The World's Religions* (New York: Routledge Taylor & Francis Group,2009),109.
(8) Miles Dawson Menander, *The Ethics of Confucius,* ed. G. P(New York:Putnam's Sons, 2000),XVII.
(9) Clarke, Peter, and Peter Beyer, *The World's Religions: Continuities And Transformations* (Routledge, 2009),109.

ٹکرا دیا گیا تاکہ وہ کاشت کاری کر کے اپنا گزارہ کر سکے۔ کنفیوشس کے والد کی وفات کے بعد تن تنہا اس کی ماں نے اس کی پرورش کی۔ کنفیوشس نے ابتدائی زندگی غربت میں بسر کی اور عام بچوں کی طرح کھیل کود میں مصروف نہ رہا بلکہ اس نے زندگی کے معاملات کو چھوٹی عمر سے ہی سنجیدہ لینا شروع کیا۔ اس کو پڑھنے کا بہت شوق تھا اس لیے سات برس کی عمر تک گھر میں والدہ ہی سے پڑھتا رہا۔ جب اس کی والدہ فوت ہوئی تو اس نے تین سال تک گوشہ نشینی اختیار کی۔[1]

کنفیوشس کی تعلیم

کنفیوشس کو سات برس کی عمر میں سکول میں داخل کروادیا۔ سترہ سال کی عمر تک اس نے تعلیم حاصل کی اور اپنے بلند اخلاق اور اطوار کی وجہ سے اعلیٰ ترین انسان بن گیا اور ہر کوئی کنفیوشس کے طرز عمل کی وجہ سے اس کو سراہنے لگا۔ اس کی والدہ کی وفات کی وجہ سے اس کو نوکری کرنی پڑی۔ موسیقی، شاعری، خطاطی ،رسومات ، تیر اندازی اور ریاضیات میں مہارت حاصل کی۔ کنفیوشس کو شاعری سے بہت شغف تھا اس نے خاص طور پر اس شاعری کو خوب پڑھا جس میں مذہب، مذہبی تخصیصات اور حاکم کے فرائض اور عام زندگی کے لحاظ سے شعر شامل تھے۔[2] کنفیوشس کا کہنا ہے۔

> "Music and poetry were two skills necessary for a complete education".[3]

(مکمل تعلیم کے لیے موسیقی اور شاعری دو ضروری ہنر ہیں)

عملی زندگی اور مشاغل

چینی رسم و رواج کے مطابق انیس برس کی عمر میں 532ق م میں کنفیوشس رشتہ ازدواج سے منسلک ہو گیا اور ایک بیٹے کی پیدائش کے بعد ہی ان کے درمیان رشتہ ختم ہو گیا۔ کنفیوشس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ :۔

> اس کی شادی خوشگوار نہ تھی اور اس کا اکلوتا بیٹا اس کی زندگی میں ہی وفات پا گیا تھا۔ کنفیوشس کی ساری تعلیمات تعلقات باہمی، پدرانہ شفقت، آداب خانہ اور خاندانی امور پر تھی لیکن اس کے اپنے گھر کے حالات انتہائی خراب تھے۔ بدقسمتی سے کنفیوشس کی نجی زندگی پرسکون نہ گزر سکی۔[4]

کنفیوشس نے اپنی نوکری ایک کلرک کے طور پر ڈیوک چو(Duke Chou)مندر میں کی، جہاں اس کو ہر قسم کی مذہبی رسوم میں شرکت کرنا ہوتی تھی۔ بعد ازاں وہ ایک گاؤں میں مذہبی رسوم کے لیڈر بن گئے اس نے گاؤں کے ماسٹر سے مذہبی کتب کے بارے میں پڑھنا شروع کر دیا اور جوانی میں کنفیوشس رسومات کا ماہر تسلیم کیا جانے لگا۔ کچھ مورخین کے مطابق

---

(1) Peter Beyer, *The World's Religions*,109.
(2) Dorothy, *Confucianism*,25.
(3) Ibid, 28.
(4) Tang, Chinghua, *A Treasury of China's Wisdom:A Story Book for Everyone(*Beijing:Foreign Languages Press 1996),53.

کنفیوشس نے سرکاری نوکری کے لیے مقابلے کے امتحان کی کافی کوشش کی لیکن ناکام رہا لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور 50 سال کی عمر میں اس نے یہ امتحان پاس کر لیا اور وہ چیف مجسٹریٹ بن گیا۔

کنفیوشس کے دل میں ابتداء ہی سے تھا کہ وہ کس طرح ملک و قوم کی خدمت کرے کیونکہ ایک شخص جس کے پاس دولت اور عسکری قوت نہ ہو تو وہ کس طرح ملک میں انقلاب لا سکتا ہے۔اس نے انسانی کردار میں والدین کی عزت کا درس سب سے پہلے دیا۔ جلد ہی چین اس کے خیالات سے منوّر ہوا اور وہ عظیم مفکر کے نام سے پہچانا جانے لگا۔ پھر حکومت وقت بھی اس کی جانب متوجہ ہوئی اور جلد ہی اسے ایک اونچے عہدے پر فائز کر دیا گیا۔اس نے ایسی بہت سی تجاویز دیں جن سے غربت کا خاتمہ ہو سکتا تھا۔اس نے ایک اسکول کی داغ بیل بھی ڈالی جس میں وہ کردار سازی کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ کیونکہ اس وقت چین کی سماجی اور معاشرتی حالت بہت خراب تھی۔ توچنگ(Tu -Cheng) میں اس نے اپنے خیالات کو نافذ کرنا شروع کیا۔اس کی اصلاحات اتنی زیادہ مشہور ہوئیں وہ اعلیٰ عہدوں کے لیے مقرر کیا جانے لگا آخر محکمہ عدل کا وزیر مقرر کیا گیا اس نے بخوبی اپنے فرائض انجام دیئے لیکن جاہل لوگوں نے اس کو استعفیٰ دینے پر مجبور کر دیا۔[1]

کنفیوشس نے پہلے تو خیال کیا کہ حکومت میں شامل ہو کر معاشرے کی اصلاح کرے مگر اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ پھر اس نے سقراط اور افلاطون کی طرح ملک کی اصلاح تعلیم و تدریس سے کی، اور وہ پوری قوت سے اس بات پر گامزن ہو گیا کہ اس نے لوگوں کی زندگیوں کو سنوارنا ہے۔اس طرح ایک معلم اور حکیم کی حیثیت سے اس کی شہرت سارے علاقے میں پھیل گئی اور لوگ بہت بڑی تعداد میں اس کے پاس علم کے حصول کے لیے آنے لگے۔

شاگرد

کنفیوشس مذہبی لیڈر کے طور پر شہرت نہ حاصل کر سکا لیکن ایک استاد کے طور پر مشہور ہوا۔اس کے شاگرد اس سے اس قدر متاثر تھے کہ انہوں نے اس کی تعلیمات کو دوسروں تک منتقل کیا اور اس کی باتوں، فرمودات اور اقوال کو جمع کیا۔ کنفیوشس نے بنیادی طور پر لوگوں کو اخلاقی قواعد و ضوابط بتائے، اور ان کو مذہبی رسومات کا پیروکار ہونے کا درس دیا اس نے اپنی زندگی میں چینی ادب کا نہ صرف گہرا مطالعہ کیا بلکہ وہ دوسروں کے ساتھ میل ملاپ سے بھی سیکھتا تھا۔اس نے اپنی زندگی میں اپنے تمام طلباء کو ذہنی اور روحانی طور پر سیراب کر دیا یا مالا مال کر دیا۔ایک روایت کے مطابق کنفیوشس کے تین ہزار شاگرد تھے۔ان میں سے 72 اسکے بہت قریب تھے۔[2] مشہور ترین مندرجہ ذیل ہیں۔ ذیلو(Zilu) سوسوما(Ssu Ma)، فان چیہ(Fan Chih)، چی گانگ تزو(Chi Kang Tzu)، (Yin Hui) وغیرہ شامل ہیں۔[3] جو اس پر اپنی جان نچھاور کرتے تھے، ان کو کنفیوشس نے ایک شریف آدمی بننے کی تربیت دی کیونکہ اس کے مطابق یہ لوگ معاشرے میں امن

---

(1) Chinghua, *Treasury of China's Wisdom,* 22.
(2) Cayne, Bernard S., ed, *The Encyclopedia of Americana (*Grolier, Inc.,1986),541.
(3) Chinghua, *Treasury Of China's Wisdom*, 56.

لا سکتے ہیں۔

کنفیوشس کے فلاحی ادارے

کنفیوشس کی وفات کے 2500 سال تک بھی وہ چین اور دوسرے علاقوں میں ایک دانا کی حیثیت سے مشہور تھا۔اس کا کارنامہ یہ بھی تھا کہ اس نے چین کا قدیم ادب پڑھا اس وجہ سے اس کو 492ء میں کامل استاد کا خطاب دیا گیا۔(1) چینی اور دوسرے ایشیائی ملکوں کے لوگوں نے کنفیوشس کی تعلیمات کو پڑھا اور انہوں نے کامل انسان کے فنون تصویر کشی، موسیقی ،گھڑ سواری، ریاضی اور شاعری سے سیکھا کہ جس سے نہ صرف ذہن بلکہ انسانی کردار کو بھی بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کو حاصل کرنے کے لیے کنفیوشس کو ایک معاشرتی اور سیاسی فلاسفر کے طور پر بھی زیادہ جانا جاتا ہے۔ مذہب کے لحاظ سے تو اتنا نہیں کہا جاتا کہ وہ ایک مذہبی رہنما تھا۔ کنفیوشس نے کبھی کسی مافوق الفطرت چیز کی بات نہیں کی، کنفیوشس کے مقبرے پر لوگوں نے عبادت کرنی شروع کر دی اور سارے ملک سے لوگ اس کے مقبرے پر آکر اپنی حاجتوں کے لیے دُعا کرتے۔ کنفیوشس جس جگہ فوت ہوا تھا وہ (کیوفو) تھی، وہاں ہر جگہ سے لوگ آتے ہیں۔وہ جگہ ایک مقدس جگہ بن گئی، کنفیوشس کے مقبرے جاپان، کوریا، ویت نام، انڈونیشیا اور ملائشیا میں بھی قائم کیے گئے ہیں۔

گیارہویں صدی کے آخر میں جب چین نے بہت سی کیمیونسٹ پالیسیوں کو چھوڑ دیا تو انہوں نے اپنی معاشی اور ثقافتی ترقی کو کنفیوشس کی تعلیمات کے ذریعے دوبارہ اجاگر کیا اس کے بعد چینیوں نے اپنی تہذیب کو دوبارہ دریافت کیا۔ محض بارہ سال کے عرصے میں کنفیوشس انسٹی ٹیوٹ نے پانچ سو سے زیادہ کیمپس کھولے ہیں، جو قریباً دو ملین عوام کو چینی کی سرکاری زبان اور ثقافت کی تعلیم دے رہے ہیں۔ غیر ملکی یونیورسٹی سے منسلک کنفیوشس انسٹی ٹیوٹ جن کی نگرانی چینی لسانی کونسل انٹرنیشنل کا دفتر ہانبان کرتا ہے، غیر منعفت بخش چین کی سرکاری زبان کا نیٹ ورک ہے جو چین کے بارے میں سیکھنے کے خواہاں ثقافتی مراکز اور تدریسی سکولوں سے بھی منسلک ہیں، اس انسٹی ٹیوٹ نے اپنا پہلا ادارہ 2004ء میں سیول (Seoul) میں کھولا تھا۔ آئندہ چند مہینوں میں مزید انسٹی ٹیوٹس قائم کئے جائیں گے، دنیا بھر میں 500 سے زیادہ انسٹی ٹیوٹس قائم ہیں چینی حکومت 2020 تک 1000 مزید ادارے بنانے کا عزم رکھتی ہے۔ان اداروں کا مقصد عوام الناس کی فلاح و بہبود ہے۔(2) کنفیوشس نے اپنے طالب علموں کی تربیت پر خاص توجہ دی اور ان کو لکھائی، موسیقی، تیر اندازی، ریاضیات، مذہبی علوم گھڑ سواری کے فنون سکھائے۔ اس لیے چین میں لوگ اس کو اوّل درجہ کے استاد کی حیثیت سے جانتے ہیں۔(3)

اصلاحات کا عملی نفاذ

کنفیوشس جب وزیر بنا تو اس نے لائق ترین شاگردوں ون (Wun) کی مدد سے صوبے لو(Lu) میں اپنی

---

(1) Mearthur, *Confucius, A ThroneLess* King (New York:Pegasus Books,2012), 3-4.
(2) Https://daily.urdupoint.com/livenews/-11-11/news-788185.html
(3) Dorothy, *Confucianism*,27.

اصلاحات کا نفاذ کرنا چاہا لیکن اس کے خیالات بہت اونچے تھے لوگوں میں وہ نہ چل سکے اور لوگ اس کے خلاف ہو گئے۔[1] آخر کار کنفیوشس نے اپنا علاقہ چھوڑ دیا اور اپنے کچھ پر خلوص طلباء کو لے کر وہ ہمسایہ ممالک میں 13 سال تک پھرتا رہا تاکہ اس کو ایک ریاست مل جائے جس میں وہ اپنے اصول نافذ کر سکے۔ایک دفعہ اس کو حکومت کی پیش کش ہوئی۔اس کو پتہ تھا کہ یہ حاکم اس کی بات نہیں مانے گا۔اس کے بعد بھی کنفیوشس نے کوشش کی کہ اس کو ایک حکومت مل جائے لیکن وہ ناکام رہے۔ اس دوران کنفیوشس نے لیویوگ(Luoyang) (جو کہ چو(Chou)سلطنت کا دارلحکومت تھا) کا سفر کیا پھر کنفیوشس کے ایک شاگرد نے اس کو دعوت دی کہ وہ وہ واپس لو(Lu) آجائے تو وہ واپس آگیا۔کیونکہ اسکو ہر جگہ سے مایوسی ہوئی اور حکومت نہ ملی الٹا اس کو خطرات کا سامنا کرنا پڑا لھذا اس نے سیاست کو چھوڑ دیا اور اپنی بقیہ زندگی تالیف و تربیت میں گزار دی۔[2] اس کی زندگی کا بڑا صدمہ اس کے قابل شاگردین ہوائی(Yen Hwuy)[3] اور تزولو[4] (Tzu Lu) کی وفات کا ہے۔[5] اس کا عقیدہ تھا کہ دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت دیانت داری اور اخلاقی قوت کی ہے۔اس نے ایسے کئی طریقے بتائے جن سے طبقاتی کشمکش دور کی جاسکتی تھی۔چین کا یہ دانائے راز اپنے بلند اخلاق کی وجہ سے آج بھی پوری دنیا میں ایک مثالی آدمی مانا جاتا ہے۔عظیم فلسفیوں اور مصلح افراد کی فہرست میں اس کا نام سنہرے حروف سے لکھا ہوا ہے۔کنفیوشس کی زندگی میں اس کی جو پذیرائی ہوئی وہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں جو اس کی موت کے بعد ہوئی۔

وفات

کنفیوشس کا انتقال 479 قبل۔مسیح میں ہوا اور اس وقت اس کی عمر 73 برس تھی۔120 قبل مسیح میں یعنی اس کی موت کے 250 سال بعد ایک ایسا دور آیا کہ چین کے لوگوں نے اس کو ''پیغمبر'' کے درجے پر فائز کر دیا۔اس کی تعلیمات "مذہب'' کی طرح اپنائی جانے لگیں اور یہ "مذہب'' حکومت وقت کے مذہب کی طرح سارے ملک میں نافذ کروایا۔479ق م میں اپنے دو مخلص شاگردوں کی وفات کے بعد وہ بھی دنیا سے رخصت ہوگیا اس وقت اس کی عمر 73 برس تھی۔اسے کیوفو(Qufu) مین دفن کیا گیا آج بھی اس کا مقبرہ ایک قومی زیارت ہے۔اس کے مقبرے پر یہ الفاظ تحریر ہیں۔"بہترین تعلیم، قدیم ترین معلم" کنفیوشس کی قدر اس کی زندگی میں تو نہ ہو سکی لیکن اس کی وفات کے بعد لوگوں کو اس کی قدر کا احساس ہوا۔اسکی وفات کے بعد پورے چین میں سوگ منایا گیا لوگ اس کے مقبرے پر جھوپڑی ڈال کر مجاور رین گئے۔لو(Lu) کے

---

(1) Sima Qian,*Records of the Historian*, Trans.Yang Xianya (Beijing: Foreign Language Press 1979),14

(2) Chinghua,*Treasury of China's Wisdom*,67.

(3) یہ کنفیوشس کا ایک قابل شاگرد تھا اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ دن رات پڑھنے کی وجہ سے اس کے بال سفید ہو گیے تھے۔اس کی وفات 481ق م میں ہوئی تو کنفیوشس نے اس کا گہرا صدمہ لیا۔

(4) تزولو بھی کنفیوشس کا ایک پر اعتماد شاگرد تھا اس کی وفات 480ق م میں ہوئی۔

(5) Wolfram Eberhard, *A History of China*(New York: Cosimo Classic, 2005),38.

حکمران نے کنفیوشس کی یاد میں عبادت گاہ بنائی پھر شو (Shu) خاندان کے چراغ گل ہونے سے یہ خیال پیدا ہوا کہ شاید کنفیوشس کی تعلیمات ختم نہ ہو جائیں چنانچہ پھر ایک اہم ہستی جس کا نام منشس تھا وہ منظر عام پر آئی۔ [1]

کنفیوشس ازم کی اہم شخصیات اور ادوار

وہ دور جس میں کنفیوشس پیدا ہوا وہ چین کی تاریخ کا سب سے اعلیٰ دور سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ اس دور میں چین میں سیاسی اور ثقافتی سرگرمیاں زوروں پر تیزی تھی۔ ظالم حکمرانوں نے چو[2] (Chu) سلطنت ختم کرنے کی کوشش کی[3] کیونکہ چو (Chu) کی حکومت زوال کا شکار تھی۔ اس لیے بادشاہ کا کنٹرول صرف چھوٹے ملازمین پر تھا جہاں یہ وہ مذہبی رسوم کی ادائیگی کرتا تھا اور اس سے اس کو اجرت ملتی تھی۔ باقی علاقوں میں اسکی گرفت کمزور تھی، طوائف الملوکی اور انتشار کی وجہ سے لوگ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ یہاں تک ملکی سرحدوں پر بھی بدامنی تھی اور چین میں جاگیرداری کا نظام اپنی موت آپ مر رہا تھا اور ایک نئے انقلابی چین کا آغاز ہو رہا تھا۔[4] کنفیوشس ازم اس دور کی پیداوار تھی جب معاشرے میں بے سکونی اور بے اطمینانی تھی۔ اس لیے کنفیوشس کی زندگی میں اس کے نظریات کو اتنی قدر نہ دی گئی، لیکن پھر بھی اس کے چند شاگرد تھے جنھوں نے اس کے نظریات پھلانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کے دور کی اہم شخصیات درج ذیل ہیں۔

کنفیوشس ازم کی اہم شخصیات

کنفیوشس ازم کی اہم شخصیات درج ذیل ہیں:۔

1۔ منشس (Mencius 390-305 B.C)

منشس چین کی ایک چھوٹی ریاست تسو (Tsu) میں پیدا ہوا اس کے نام لاطینی کی شکل (Mengzi) تھی۔ اس کو دانائے ثانی بھی کہتے ہیں۔[5] اس نے اپنی ساری زندگی انسانیت کی خدمت میں گزاری۔ یہ کنفیوشس کے پوتے کا شاگرد تھا۔ اس نے کنفیوشس کے فلسفے کا چین کے چپے چپے پر پرچار کیا۔ یہ بھی کنفیوشس کی طرح ایک معلم تھا اس کی تعلیمات کنفیوشس سے ماخوذ ہیں۔[6] اس نے کنفیوشس کے پوتے زیسی (Zisi) کے شاگرد سے پڑھا تھا اور اپنی زیادہ زندگی سفر میں گزاری۔ منشس نے کنفیوشس کی تعلیمات کو پھیلانے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس نے اچھائی کا پرچار کیا کیونکہ انفرادی طور پر انسان اچھا ہو گا تب

---

(1) Smith Huston, *The World's Religions* (Lahore: Suhail Academy,2002),156.

(2) چو چین کی ایک چھوٹی سی طاقت ور سلطنت تھی جس کا بانی مان زن تھا مان ایک فوجی گورنر تھا جو کہ خود کو چو کا بادشاہ کہلاتا تھا۔

(3) S.A Nigosian, *World Religions* (New York: Bedford, 2000),120 -121.

(4) رابرٹ، ڈی ویئر: (ترجمہ: ملک اشفاق)، تاؤازم اور کنفیوشس ازم (لاہور: بک ہوم 2006)، 12-

(5) Tien Li, *Selected Articles Criticizing Lin Piao and Confucius* (Peking: Foreign Languages Press,1975), 20.

(6) Wing Tsit Chan, *Chinese Philosophy*, 49.

ریاست بھی اچھی ہوگئی۔[1]۔اس نے زندگی کا بیشتر حصہ اپنے آبائی تسو(Tsu) سے باہر سفر میں گزارا۔وہ چھ سال تک ریاست چی میں ایک سکالر کے طور پر کام کرتے رہے، لیکن نوکری ان کے مزاج کے موافق نہیں تھی،اس لیے اپنی والدہ کی وفات پر نوکری سے رخصت لی اور تین سال کے لیے عزلت گزینی کی زندگی اختیار کی۔منشس کی والدہ کا ان کے کردار کی خاص انداز میں تربیت میں نہایت اہم کردار ہے۔ان کی والدہ کو چینی روایت میں معروف ترین اور مثالی عورتوں میں شمار کیا جاتا ہے۔[2]

منشس کی والدہ نے تین بار نقل مکانی اپنے بیٹے کے اچھے مستقبل کے لیے کی۔کہا جاتا ہے کہ بڑھاپے کی آمد کے ساتھ ہی منشس اپنے آبائی صوبے میں لوٹ آئے۔تب ان کی عمر 59 برس تھی۔بقیہ عمر انہوں نے وہیں تعلیم و تدریس میں بسر کی۔ایک روایت کے مطابق منشس کا سن وفات 289 قبل مسیح ہے۔[3]منشس نے کنفیوشس کی طرح ہر علاقہ چھان مارا کہ اس کو ایک ایسا علاقہ مہیا ہو سکے کہ جس میں وہ اپنے نظریات کو عملی جامہ پہنا سکے وہ تسو(Tsu) کا باشندہ تھا۔اس نے بھی اپنے استاد کی طرح اخلاق و تربیت پر زور دیا اس کی تعلیمات کے دو ہی مقاصد تھے۔ایک ایسی حکومت ہو جس میں طاقت کی بجائے اچھے اطوار ہوں وہ کہتا ہے کہ :-

> " حکمران نیک ہوگا تو وہ لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرے گا اور دوسرا انسان میں فطری طور پر اچھائی ہونی چاہیے"۔[4]

منشس کو خدا کی ذات پر یقین تھا وہ کہتا تھا خدا ہی انسان کو آزمائشوں میں صبر دیتا ہے۔اس نے ہمیشہ مظلوم طبقے کی خدمت کی اور اس نے کہا کہ حکمرانوں کو عوام کی خواہشات کا احترام رکھنا چاہیے۔اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ کنفیوشس کے خیالات کی ترویج نہ کرتا تو یہ مذہب اتنا مقبول نہ ہوتا۔ منشس کا سب سے اہم کارنامہ اس کی کتاب "کتاب منشس" ہے، جو چین میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔اس نے عام لوگوں سے زیادہ بوڑھوں اور نادار افراد کے لیے جائیداد میں برابر حصہ داری کی حمایت کی۔عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ کم کرنے،آزاد تجارت اور فلاحی سکیموں میں اضافے کی حمایت کی۔انہوں نے بچوں، عمر رسیدہ افراد اور عورتوں کے حقوق اور ان کی سماجی حیثیت پر بھی تفصیل کے ساتھ بات کی۔[5]

2۔ زوجی (Xunzi)

زوجی کی ابتدائی زندگی کے بارے زیادہ معلومات نہیں ملتی ہیں وہ اپنی عمر کے پچاسویں سال میں ''چی'' ریاست کا اعلیٰ عہدے دار بن گیا اس کے بعد چو(Chu) میں بھی اس نے ایسا ہی عہدہ لینے کی کوشش کی۔اس نے اپنے استاد کنفیوشس کی

---

(1) Waley Arthur, *Three Ways of Thought in Ancient China*(Stanford: Stanford UniversityPress,1982),92.
(2) Tang,Treasury Of China's Wisdom,82.
(3) Yao, Dan,*Chinese literature* (Chinese University Press,2008),23.
(4) James Legge(Trans) *The Works of Mencius*,V,1-6 (New York:1870) Chap. VI.-2, 258.
(5) De Bary, Wm Theodore, and Richard Lufrano, eds, *Sources of Chinese Tradition*,(Columbia:Columbia University Press, 1999), 1/92.

طرح بہت سی توہمات کی مذمت کی۔انسان اور کائنات کے بارے میں عقلی دلائل پیش کیے اور کنفیوشس اور منشس کی طرح تعلیم کو ہی تبدیلی کی بنیاد قرار دیا کہ تعلیم ہی سے انسان اپنی شخصیت کو نکھار سکتا ہے۔اس نے کہا کہ انسانی فطرت بری ہوتی ہے صرف تعلیم سے ہی انسان اچھائی کی طرف مائل ہو سکتا ہے۔معاشرے میں اچھائی صرف تعلیم و تربیت سے آتی ہے۔جیسا کہ خم دار لکڑی کو ترکھان بڑی محنت سے سیدھا کرتا ہے تب کہیں جا کر لکڑی سیدھی ہوتی ہے اور انسان کی خراب فطرت کو استاد اور اصول و ضوابط ہی اچھا کرتے ہیں۔[1] حکومت کے بارے میں زوجی کہتا ہے نیک اور ایمان دار عہدے دار ہونے چاہیے لیکن حکومت کی مضبوطی کے لیے قانون کا نافذ ہونا ضروری ہے تاکہ سزا کے خوف سے لوگ اپنے آپ کا محاسبہ کر سکیں۔[2]

اہم چینی ادوار

1۔ چن سلطنت(Qin)

221ق۔م میں چن(Qin)خاندان کے بعد کنفیوشس کے برے دن شروع ہو گئے اس خاندان سے کنفیوشس کے نظریات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی اور کنفیوشس کے خیالات کی تدریس کو ممنوع قرار دے کر کنفیوشس کی تمام کتب کو جلا دیا، کہا جاتا ہے کہ وہ کتب اتنی تھیں کہ تین ماہ تک جلتی رہیں لیکن کچھ لوگوں نے چھپالیں۔جب اس خاندان کو زوال آیا تو کنفیوشس کو ماننے والے اور چاہنے والوں نے سکون کا سانس لیا۔[3]

2۔ ہان خاندان(Han Dynasty)

ہان خاندان(206BC-220AD)نے 400 سالوں تک حکومت کی۔اس نے حکمران لیو پانگ (Liu Pang) کنفیوشسی اصولوں کی عوامی تعلیمات کو بحال کیا بلکہ اس سے کہیں آگے چلا گیا۔[4] 195ق م میں پہلی بار اُس نے ذاتی طور پر کنفیوشس کے مزار پر قربانی پیش کی۔وہ پہلا حکمران تھا جس نے کنفیوشس کی اِس قدر تعظیم کی لیکن اُس کا دورہ ایک سیاسی حربہ تھا۔[5] جو کتب چینُ ان(Qin) خاندان کی حکومت کے دوران محفوظ رہ گئی تھیں ان کی مرمت کی یا انہیں دیکھا گیا۔[6]

چین کے تمام حکمرانوں میں سے وین (Wen) یہ ایک ایسا حکمران تھا جو کنفیوشس کو بہت پسند کرتا تھا۔اُس کی سلطنت مکمل طور پر کنفیوشس کی تعلیمات کے مطابق چلتی تھی۔اس نے محصولات کم کیے وہ اپنی ذاتی رقم سے اخراجات کرتا اور فضول خرچی سے پرہیز کرتا۔وہ لوگوں سے کہتا وہ حکمران پر تنقید کریں۔اپنے ذاتی معاملے میں وہ اس درخواست میں مخلص تھا اور

---

(1) Richard Lufrano,*Sources Of Chinese Tradition*,104.
(2) Mearthur ,*Confucius A ThroneLess King*,166.
(3) Ibid,167-168.
(4) Herbert. H.Gowea, *Outline History Of China* (Boston: French & Company, 1917),83.
(5) Vergilius Ferm, Littlefied, *Living Schools Of Religion*, (USA:Adams & Co 1958),107.
(6) Mircea Elide, *The Encyclopedia of Religion* (Macmillan Publishing Company, 1987),/2266.

انتظامیہ کے لیے وہ قابل اور اہل لوگوں کو تلاش کرتا تھا۔ وہ قحط سے بہت خوف زدہ رہتا تھا۔ اس لیے اُس نے کھیتوں کی پیداوار اور زمین کے محصولات ختم کردیے۔ وہ قحط کے معاملے میں حکومتی خرچے پر عملی اقدامات کرتا اُس نے بزرگوں کے لیے پینشن کا طریقہ نکالا، اُن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے وہ(The Book of Mencius)کی ہدایت پر عمل کرتا۔ اس نے ایسے قوانین منسوخ کردیے جو حکومت اور حکمران پر تنقید کرنے والے کے لیے سزا سناتے تھے کیونکہ اُس کا خیال تھا کہ ایسے قوانین سے حکمران کو اپنی غلطیوں کے بارے میں علم نہیں ہو سکتا۔ اس نے ہاتھ، پاؤں کاٹنے والی سزائیں ختم کیں اور انصاف کی تعظیم کی۔ وہ سنجیدگی سے اِس بات کا خواہش مند تھا کہ اُس کے بعد سلطنت اُس کے بیٹے کو ملنے کی بجائے کسی مستحق قابل شخص کو ملے۔ اُس کے دور میں چین نہایت خوشحال اور مشہور ہو گیا۔

اس دور میں کنفیوشس کے خیالات کی ترویج کی گئی اور ان خیالات کو مذہب کے طور پر سرکاری سرپرستی حاصل ہوئی۔ عبادت گاہیں تعمیر کی گئی، جہاں قربانی، مذہبی رسوم اور موسیقی کے ذریعے کنفیوشس کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ کنفیوشس کی مورتی بنائی گئی اور ان تعلیمات کو زندہ رکھنے کے لیے لکڑی کی تختیوں پر کندہ کیا گیا۔ سال میں دو بار خزاں اور بہار میں ہان خاندان کا بادشاہ خود مذہبی رسومات میں حصہ لیتا تھا۔[1]

3۔تانگ خاندان(Tang Dynasty)

Tai Tsunنے اُس دور میں(618-907 CE) اس مذہب کو ایک نئی بنیاد فراہم کی۔630 میں اُس نے حکم دیا کہ سلطنت کے تمام اضلاع میں کنفیوشس کے ایسے مزار بنائے جائیں۔ جن میں شاہی چغوں میں ملبوس کنفیوشس کے مجسمے رکھے جائیں اس نے مذہب کو ہمہ گیر بنا دیا۔647 میں اُس نے علماء اور سرکاری افسران کے لیے کنفیوشسی مزار Hall of fameتعمیر کروایا۔ دارالحکومت میں اُس نے شاہی کالج قائم کیے جن میں کنفیوشس کی تعلیم دی جاتی۔

ان کالجوں کے گریجویٹ طلباء امتحانات اور حکمران کی طرف سے لیے گئے خصوصی امتحانات کے ذریعے سرکاری زندگی میں داخل ہو سکتے تھے۔ اس کی وجہ سے کنفیوشس صرف کنفیوشسی گروہ کا ہی سرپرست نہ رہا بلکہ حکومت اور عوامی اتحاد کی علامت کا سرپرست بن گیا۔665 میں کنفیوشس کو "اعلیٰ معلم" کا لقب دیا گیا۔735 میں اس کو " بادشاہ" کا لقب دے دیا گیا۔ اس دور میں کنفیوشس سے وابستہ Han-lin Academy قائم کی گئی۔ احتساب کا احیاء کیا گیا اور کنفیوشسی پیروکار اس اصول سے مطابقت رکھتے ہوئے فخر کا اظہار کرتے، کہ انسان کو کنفیوشس کے رستے کی اطاعت کرنی چاہیے نہ کہ حکمران سمیت تمام لوگوں کی۔[2]

---

(1) Mearthur, *Confucius A Throne Less King*,141.
(2) Richard Lufrano,*Sources Of Chinese Tradition*,369.

4۔ سنگ خاندان (Sung Dynasty)

سنگ خاندان (Sung Dynasty)(960 CE –1276 CE) میں کنفیوشس ازم نے ایک نئی زندگی میں قدم رکھا۔ اس دور میں زہوبی جی فلاسفر نے کنفیوشس ازم کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا۔ اس نے کنفیوشس اور اس کس شاگروں کی کتب کو اکٹھا کر کے ایک کتابی شکل دی۔ بڑے بڑے فلسفیوں کے نظریات کے نظام کو مغرب میں جدید کنفیوشس ازم (Neo-Confucianism) قرار دیا جاتا ہے۔ جدید کنفیوشس ازم پیروکاروں نے اخلاقیات اور انسانی وجود کی انتہائی معانی پر روایتی کنفیوشسی اصرار کے آگے بڑھایا۔ مابعد الطبیعیات، علم کائنات اور نفسیات میں جدید کنفیوشسی پیروکاروں نے بدھ مت اور تاؤمت کا سہارا لیا۔[(1)]

5۔ منگ خاندان (Ming Dynasty)

(1368 CE - 1644 CE) اس دور میں بھی کنفیوشس ازم کو ترقی دی گئی، اس میں مدرسے بنائے گے اور ایک زبردست عالم Wan Yang Ming نے ان تعلیمات کی تشریح کی اور ایک نئے فکر کو اجاگر کیا۔ اس نے کہا کہ ہر کوئی نیک بن سکتا ہے اور کسی بھی زیادہ تعلیم یافتہ انسان سے ایک کسان زیادہ ذہین ہو سکتا ہے۔[(2)] وہ اور اس کے ساتھیوں نے معاشرے کے کم تر لوگوں اور عورتوں کو تعلیم کی ترغیب دی۔ یہ نیا مکتبہ نو کنفیوشس کہلایا۔ ان لوگوں نے کنفیوشس ازم کی بحالی کے لیے کتب لکھیں پھر لوگوں نے سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ 1912ء تک کنفیوشس مت چین کا مذہب سرکاری طور پر رہا اس کے بعد 1916 میں ہان شئ کئی کے عہد میں اسے احیا نصیب ہوا۔

1924 میں پرانی رسومات کو زندہ کرنے کی کوشش کی گئی اور ہان شئ کئی کے یوم پیدائش پر بھٹی رکھی گئی۔ 1949 سے لے کر 1965ء تک مارکسی نظریات کے حامیوں خصوصا ماؤزے تنگ نے کنفیوشس ازم کی بہت مخالفت کی۔ چینی کمیونسٹ پارٹی کی وجہ سے کنفیوشس کو ایک طرف رکھنے کی کوشش ہوئی۔ ماؤ (Mao) نے ایک تحریک شروع کی جس سے کنفیوشس کے خاندانی نظام کو ختم کیا گیا۔ پھر اس مذہب کے خلاف تحریکیں شروع ہوئیں اس دوران ماؤ کی موت کے بعد 1989ء میں کنفیوشس کی یوم پیدائش پر بیجنگ اور کیو فو (Qufu) میں کانفرنس منعقد ہوئی تاکہ مذہب کا احیا ہو۔ کنفیوشس ازم کی مقبولیت کی بنیادی وجہ اس کا قدیم مذہبی نظریات یعنی آباء پرستی، مظاہر پرستی اور ارواح پرستی کو نہ چھیڑنا تھا، وہ قدیم نظریات کا پابند رہا، اس لئے چین کے لوگوں نے اس کی مخالفت نہ کی، چین کے لوگ بیک وقت تینوں مذاہب بدھ ازم، تاؤازم اور کنفیوشس ازم کے پیروکار بن گئے۔[3] ایک اندازے کے مطابق چین اور جاپان میں کنفیوشس کے ماننے والوں کی تعداد پنتالیس کروڑ ہے۔[(1)]

---

(1) Mearthur *Confucius , A Throne Less King*, 172.
(2) Ebrey,Patricia,Houghton,*East Asia: A Cultural Social and Political History* (Boston: Milfflin Company,2006),281.

(3) مولانا عبدالقدوس ہاشمی، چین کے دومذاہب، 1982، فکرونظر ج،20۔ نمبر3، 27۔28۔

فصل دوم

کنفیوشس کے عقائد و نظریات

کنفیوشس نے تمام پرانی مذہبی کتب کا مطالعہ کر کے اس کی چھان پھٹک کی اور انہیں عام لوگوں کے لیے قابل فہم بنایا۔ اس سے پہلے حکومتی امراء عام لوگوں کو مذہبی کتب کی رسائی نہیں دیتے تھے۔[2] کنفیوشس کے بقول وہ کچھ نہ تھا اس نے اپنے بارے میں کہا تھا کہ

> I transmit but do not innovate; I am truthful in what I say and devoted to antiquity.[3]

(میں (اسلاف کا سرمایہ) منتقل کرنے والا ہوں خود کچھ بنانے والا نہیں ہوں میں جو کہتا ہوں سچ کہتا ہوں، مجھے اسلاف سے محبت بھی ہے اور عقیدت بھی)۔

کنفیوشس کے مطابق اخلاقی اقدار، محبت، انسانیت بہت بڑی خوبیاں ہیں اور مناسب تربیت سے انسان کی چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔ لوگ آسمان کے قائم کردہ حدود اور قیود میں ہی زندگی بسر کرتے ہیں نیز یہ کہ انسان اپنے اعمال اور بالخصوص دوسرے کے ساتھ سلوک کے بھی خود ہی ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کنفیوشس نے جین (Jen) اور لی (Li) پر بڑا زور دیا ہے۔ جین (Jen) سے محبت، یعنی دیگر انسانوں سے ایک محبت بھرا رشتہ ہے۔ اور لی (Li) سے مراد آداب، رسومات، رواج، اطوار اور خوش اخلاقی لی جاتی ہے۔ ماں باپ کی عزت، بیوی سے حسن سلوک اور حاکموں کو اپنے محکموں کے ساتھ پر خلوص ہونا چاہیے۔ وہ آمریت کے خلاف تھا۔ اس کے مطابق حکومت کا مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود ہے۔ ایک حاکم کو اخلاق کی بنیاد پر حکومت کرنی چاہیے۔ اس نے کہا کہ:

> "Do not impose on others what you yourself do not desire."[4]

(جس فعل کو تم اپنے لیے ناپسند کرو ویسا دوسروں کے ساتھ نہ کرو)

کنفیوشس کے درج ذیل عقائد ہیں۔

1۔ عقائد

خدائی تصور

(1) Taylor R Brown, *The Encyclopedia of Religion and Nature*, (London:Continiousm, 2005),1/8.

(2) Chai,*Confucianism*,32.

(3) Arthur Waley, *The Analects Of Confucius, (*London: George Allen and Unwin Ltd,1949),86, Chap :Vii-1

(5) Ibid,.86, Chap Xv-24.

کنفیوشس کے خُدائی تصور کے بارے میں متضاد خیالات ہیں۔ کنفیوشس کے اقوال سے عیاں ہوتا ہے کہ کہ وہ آسمان کو خدائی درجہ دیتا ہے کیونکہ اس کے مطابق تمام دنیا کے نظام کو آسمان ہی کنڑول کرتا ہے۔ کنفیوشس کی کتاب میں اس کے بارے درج ذیل اقوال ملتے ہیں۔آسمان (Tien) کی اصطلاح کے مختلف معانی ہو سکتی ہے۔ اس کا مطلب آسمان کے طور پر Heavenہو سکتاہے۔جیساکہ Analects میں درج ہے:

"At fifty, I knew the decrees of Heaven"[1]

(پچاس سال کی عمر میں میں نے آسمان کا عرفان حاصل کر لیا)۔

کنفیوشس مقاصد کی تکمیل کے لیے "آسمان کے حکم" کے مطابق زندگی کی تنظیم کو ضروری سمجھتا تھا۔ " آسمان کے فرامین کو پہچانے بغیر عظیم انسان بننا ناممکن ہے۔"[2] جب لوگ کنفیوشس کو نہ سمجھ سکے تو اس نے احتجاج کرتے ہوئے کہا:-

"Alas! There is no one that knows me." Zi Gong said, "What do you mean by thus saying - that no one knows you?" The Master replied, "I do not murmur against Heaven. I do not grumble against men. My studies lie low, and my penetration rises high. But there is Heaven - that knows me!"

(افسوس! اس دنیا میں کسی نے میری قدر نہیں کی۔ جب اس کے شاگرد ذی کانگ نے اس سے پوچھا: کسی نے میری قدر نہیں کی" سے آپ کی کیا مراد ہے؟ اس نے جواب دیا: میں آسمان کا شاقی نہیں ہوں اور نہ ہی مجھے لوگوں سے شکایت ہے، اگرچہ میرا علم عاجز ہے میرا ذہن بہت اوپر بڑھ چکا ہے اور آسمان مجھ سے خوب اچھی طرح واقف ہے)۔[3]

جب کنفیوشس سے پوچھا گیا کہ کیا آسمان بولتا ہے تو اس نے کہا کہ آسمان اپنا کام کرتا ہے۔

"Does Heaven speak? The four seasons pursue their courses, and all Things are continually being produced, but does Heaven say anything?"[4]

(کیا جنت بولتی ہے؟ چار موسم اپنے رستے کا تعاقب کرتے ہیں، اور سبھی چیزیں مسلسل تیار کی جارہی ہیں، لیکن کیا آسمان کچھ کہتا ہے؟)

کنفیوشس آسمان کو اپنے طرزِ عمل پر فیصلہ دینے پر بھی تیار ہو گیا تھا۔ اس کا کہنا تھا:۔

(1) Waley,*The Analects of Confucius*,.88,Chap:II:4
(2) Ibid,.233, Chap: Xx,3.
(3) Ibid,.189, Chap :Iv,37.
(4) Ibid,,.160, Chap :Xix,3.

"Wherein I have done improperly, may Heaven reject me! May Heaven reject me?" (1)

(جہاں کہیں میں غیر مناسب طرزِ عمل اختیار کروں، آسمان مجھے رد کر سکتا ہے، آسمان مجھے رد کر سکتا ہے)

جب کنفیوشس کو Huan Tui، ریاست سنگ (Sung) کے ایک اعلیٰ افسر کی جانب سے قتل کیے جانے کا خطرہ درپیش تھا تو اس نے پُرسکون انداز میں کہا:

"Heaven produced the virtue that is in me. Hwan Tui what can he do to me?"(2)

(آسمان نے خیر کو پیدا کیا ہے جو میرے اندر موجود ہے۔Huan Tui، وہ میرے ساتھ کیا کر سکتا ہے)

ایک اور موقع پر جب کنفیوشس سے پوچھا گیا:۔ کیا یہ بہتر ہے کہ دیوان خانے کے خدا کی بجائے آتشدان کے خدا کے سامنے کورنش بجالایا جائے؟ کنفیوشس نے جواب دیا،

"He who offends against Heaven has none to whom he can pray."(3)

(جو شخص آسمان کا گناہ گار ہے اس کے لیے عبادت کرنے کی کوئی جگہ نہیں بچتی)

کنفیوشس یقین رکھتا تھا کہ لوگ آسمان کی حدود و قیود میں زندگی گزارتے ہیں اور کنفیوشس جانتا تھا کہ آسمان نے اسے کیا ذمہ داری سونپی ہے۔ اس لیے اس نے کہا کہ میرے ماننے والے آسمان کو نذرانے دیں۔

آباء پرستی

کنفیوشس سے پہلے لوگ اپنے آباء واجداد کی ارواح کی پوجا کرتے تھے وہ کہتے تھے کہ روحیں اپنے آباء واجداد کے ساتھ دنیا میں رہتی ہیں۔ اس لیے وہ مال خرچ کرتے تھے، قربانیاں دیتے تھے، موسیقی کا اہتمام کرتے تھے۔ انھوں نے اپنے گھروں میں ایک جگہ بنائی ہوئی تھی جہاں گھر کا سربراہ عبادت کرتا تھا۔(4) کنفیوشس کہتا تھا کہ ارواح احترام کے قابل ہیں اور فانی انسانوں کی نسبت روحوں کی خدمت کرنا زیادہ مشکل ہے۔ کنفیوشس ازم میں آباؤ واجداد کی پرستش کے نفاذ کی پرزور تائید و حمایت کی بنیادی وجہ یہی ہے۔ آثار قدیمہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ شانگ (Shang) کے دور میں آباء پرستی بہت مقبول تھی۔ کامیاب اور نیکوکار عظیم تاریخی شخصیات، جو کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتی ہوں، پیشرو کی حیثیت سے پرستش Hall of Light میں کی جاتی۔ جہاں "آسمان کی پوجا کی جاتی تھی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا کہ آباء پرستی اتنی ہی اہم ہے جتنی آسمان کی پرستش کنفیوشس نے اس طرز عمل کی حوصلہ افزائی کی ہے۔(5)

---

(1) Waley, *The Analects of Confucius*,127,.121, Chap :Vi,26.
(2) Ibid, Chap :Vii,22.
(3) Ibid.97, Chap : iii,13.
(4) Holt, Fellowers, Ward j, *Religions caster wert(* New York: 1979),226 – 227.
(5) Vergilius Ferm, *Living Schools of Religions*(Littlefield, Adam & Co, 1958),102.

مردہ پرستی

کنفیوشس نے مردے کے لیے مرگ اور سوگ کی رسومات کی انجام دہی پر زور دیا کنفیوشس نے لو(Lu)کے آباؤ واجداد کے مزار میں قربانی پیش کرنے کے بعد کہا۔

(مجھے مزید دیکھنے کی خواہش نہیں ہے)

اس بات کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ اس کے نزدیک تقریب نہایت تفصیل سے ہونی چاہیے۔[1] کنفیوشس کے مطابق آباء و اجداد کی ارواح کے لیے قربانیاں مردوں کی تعظیم کے لیے اعزازی تقریب کے طور پر ہونی چاہییں نہ کہ یہ امداد کی التجا کا ایک طریقہ ہو۔[2] اس نے نصیحت کی کہ باقی تقاریب مقرر شدہ اچھے آداب اور اصولوں کے مطابق ادا کی جانی چاہیے۔ کنفیوشس کے ایک شاگرد نے رسوم سے متعلق بعض اہم قوانین کے متعلق پوچھا۔ کنفیوشس نے کہا۔

(یہ بہت بڑا سوال ہے۔ عمومی رسوم میں ایک محتاط اصول یہ ہے کہ بے انداز خرچ کرنے کی بجائے کفایت شعاری سے کام لیا جائے اور مرگی رسومات کے خاص معاملات میں خوف کی بجائے رنج و غم سے ادا کی جانی چاہیں)[3]

کنفیوشس کے مطابق پرستش میں سب سے اہم چیز رسومات کے لیے صرف ظاہری توجہ نہیں بلکہ تعظیم کی اندرونی یا ذہنی کیفیت ہونی چاہئے۔ The Book of Rites میں ہے۔قربانی باہر سے آنے والی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ دل سے نکلتی ہے۔[4] کنفیوشس اپنے خداؤں اور آباء واجداد کو اس طرح قربانیاں پیش کرتا ہے جیسے وہ موجود ہوں۔ وہ خداؤں کے لیے اس طرح قربانیاں کرتا ہے جیسے وہ موجود ہوں۔ کنفیوشس نے کہا کہ موجودگی کے احساس کے بغیر قربانی کرنا میرے لیے ایسے ہے جیسے قربانی کی توہین کرنا۔[5] قربانی کرتے وقت دانشور کے خیالات مؤدبانہ ہوتے ہیں۔ سوگ کی رسم میں اس کے خیالات دکھ پریشانی سے متعلق ہوتے ہیں۔ جنہیں اس کو محسوس کرنا چاہیے۔[6] کنفیوشس نے دوسروں کے بزرگوں کی پرستش کو خوشامد قرار دیتے ہوئے ناپسند کیا۔ کسی آدمی کا ایسی روح کے لیے قربانی پیش کرنا جو اس سے متعلق نہیں، خوشامد ہے۔[7]

جب نئی اموات واقع ہوتیں تو گھر کے مقدس مقام پر نئی الواح رکھ دی جاتیں اور پرانی الواح کو قبیلے کے متحدہ آبائی ہال میں منتقل کر دیا جاتا، رشتے کی پہچان خاندان کے ناموں سے ہوتی اور یہاں متحدہ سرگرمیوں اور دیگر فرائض کو بھی سرانجام دینا ہوتا۔

---

(1) Parrinder, Edward Geoffrey, *What World Religions Teach (*London: G.Harrap & Co, 1968),75.
(2) E F Bozman, *Everyman's Encyclopedia (*London: J M Dent& Sons Ltd,1958),4/6.
(3) Waley,*The Analects of Confucius*,.94,Chap:iii,4.
(4) Ferm,*Living Schools of Religions*,105.
(5) Waley,*The Analects Of Confucius*,.97, Chap:iii,12.
(6) Ibid,.224, Chap:xix,1.
(7) Ibid,93, Chap:ii,24.

قبیلے کے افراد مل کر آبائی ہال تعمیر کرتے اور ان سے ارد گرد خوبصورت مقامات جہاں درخت ہوتے اور بعض اوقات چاول کے کھیت کے مربعے بنائے جاتے۔ بہار اور خزاں کے میلوں میں ڈیوڑھی کو بعام گاہ کے طور پر استعمال کیا جاتا۔ ہال کے اندرونی کمرے میں قربان گاہ اور الواح کی قطاریں ہوتیں۔ سردیوں اور گرمیوں کے نقطہ انقلاب کو قربانیاں کی جاتیں۔ بزرگ قربان گاہ پر بیل، بھیڑ یا سور کی قربانی کرتے اور اس کے ساتھ کھانے، شراب اور چائے بھی پیش کرتے۔ موم بتیاں اور دھونی جلائی جاتی اور پٹاخے اور بندوق چلائی جاتی۔ اس آواز سے زیادہ متاثر کن ان اہم بزرگوں کی آواز ہوتی جو تمام قبیلے کی حفاظت کے لیے مشہور گیت گا رہے ہوتے۔[1]

حیات بعد الموت

کنفیوشس کے حقیقی شاگردوں کی دستاویزات کے مطابق کنفیوشس نے اپنی تعلیمات میں ارواح اور مابعد الطبعیات جیسے مسائل پر بہت کم بات کی ہے۔ کنفیوشس اور اس کے ایک شاگرد کے درمیان درج ذیل گفتگو اس قسم کے مسئلے پر کنفیوشس کے رجحان کو واضح کرتی ہے۔ چی لو(Chi Lu) نے مردہ لوگوں کی ارواح کی خدمت کے بارے میں پوچھا۔ کنفیوشس نے کہا:۔

جب تم انسانوں کی خدمت نہیں کر سکتے تو ان کی ارواح کی خدمت کیسے کرو گے؟(چی لو(Chi Lu)نے مزید کہا) میں نے موت کے بارے میں پوچھنے کی جرات کی، اس نے جواب دیا:

"While you do not know life, how can you know about death?"[2]

(جب تم زندگی کی حقیقت نہیں جانتے تو تم موت کو کیا سمجھ سکتے ہو)

کنفیوشس کے بعض اقوال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ متوفی لوگوں کی موجودگی کا قائل نہیں ہے لیکن یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ وہ متوفی کے لیے قربانیاں کرنے پر بڑی سختی سے کاربند رہتا تھا۔ وہ مردوں کے لیے قربانیاں کرتا جیسے وہ موجود ہوں اور ارواح کے لیے جیسے وہ موجود ہوں۔ اگر وہ ایسی تقریب میں حاضر ہونے سے رہ جاتا اور اپنی جگہ کسی اور کو بھیجتا تاکہ اپنی غیر متوفی لوگوں کی ارواح پس ماندگان کی خوشحالی کی سرپرست بن جاتی ہیں۔ اگر وہ اچھے کاموں کی جدوجہد کرتے رہیں تو ان پر رحمت و برکت برساتی ہیں اور اگر وہ غلط کام کریں تو ان کو سزا دیتی ہیں۔ ان دونوں معاملات میں خدا کی مرضی شامل ہوتی ہے۔[3]

کائنات کا تصور

کنفیوشس کو تخلیق کائنات سے کوئی دلچسپی نہ تھی نہ ہی اس کو اس سوال سے لگاؤ تھا کہ دنیا کب ختم ہو گی اس نے اس

---

(1) Parrinder, *The Handbook Of Living Religion*,16.
(2) Waley,*The Analects Of Confucius*,155, Chap:Xi,11.
(3) Wing-Tsit Chan, *The Great Asian Religion*, (London:The Macmillan Company 1969),128.

بات پر غور کرنے کی بجائے کہ دنیا کب ختم ہو گی اس نے اپنی تمام توجہ اس امر کی طرف مرکوز کی کہ کیسے زندگی بسر کرنی ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ لوگ جب دنیا میں آتے ہیں سب نیک ہوتے ہیں۔ اس لیے انسان کا اہم ترین مقصد یہ ہے انسان اپنے آپ کو اچھا رکھے۔[(1)]

تصور جزا و سزا

کنفیوشس کے ہاں تصور جزا و سزا کے بارے میں مبہم اشارات ملتے ہیں۔ کنفیوشس نے ایک موقع پر کہا کہ

(اچھے بادشاہ اور نیکوکار عہدیدار جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کیے ہوں گے، مرنے کے بعد انہیں آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہو گی اور ان کو اپنے ان مشاغل کو دیکھنے کا اختیار ہو گا جو دنیا میں ان کو پسند تھے)

یی کنگ (Yi- King) نامی کتاب جو کنفیوشس کی جانب منسوب کی جاتی ہے اس میں تحریر ہے کہ

(جو خاندان نیکی کرتا ہے وہ بے انتہا خوشیاں جمع کرے گا اور جو گھرانہ برائیوں کے درپے رہتا ہے اسے غم و افسوس سے واسطہ پڑے گا)[(2)]

ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ والدین کی اچھائیاں اور برائیاں بچوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کنفیوشس ادب میں کسی جزا اور سزا کا ذکر نہیں ملتا۔

2۔ نظریات

سیاسی نظریات

کنفیوشس چین کی تاریخ میں ایک ایسی حیثیت کا حامل ہے جس کی مثال بہت کم ہے کنفیوشس کی تعلیمات نے چینیوں کی زندگی پر ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ کنفیوشس کو فوت ہوئے تقریباً پچیس سو سال ہو چکے ہیں لیکن اس کی تعلیمات عصر حاضر میں بھی موجود ہیں۔ اس نے کبھی اعلیٰ ارفع ہستی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ وہ ایک مصلح تھا کہ جس نے اپنے آباء و اجداد کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کیا۔[(3)] کنفیوشس کے دور میں چین کے تمام چھوٹے بڑے بادشاہ، ولی عہد، شہزادے، وزراء، جاگیر دار، اور سرمایہ کار، ادب اور دانش سیکھنے کے لیے کنفیوشس کے پاس جایا کرتے تھے۔ کنفیوشس کے حقیقی خیالات اور نظریات کی درست عکاسی اس کی مشہور کتاب "مکالمات کنفیوشس" سے ہی ہوتی ہے۔[(4)] یہ کتاب کنفیوشس کی خود کی تحریر نہیں بلکہ اس کے

---

(1) Edward J Jurji, *The Great Religions Of The Modern World* (Press New Jersey: Preston University,1952),3.

(2) *Collection of address, Religious system of the world* (New York: Macmillian & Co,1892),74.

(3) Chan,*Chinese Philosophy*,3.
See also Philip Novak, *The World's Wisdom*, (Lahore: Suhail Academy 2004),114.

(4) او۔پی۔گھی، اخلاقیات مذاہب عالم کی روشنی میں (لاہور: اپنا ادارہ، 2002)، 52۔

شاگردوں نے اس کی سنہری باتوں کو لکھ کر محفوظ کیا تھا۔ کنفیوشس کا دور ایک ایسا دور تھا جب بہت سے گروہ "چو" سلطنت کو ختم کرنے کے لیے باہم برسرپیکار تھے۔اس دور میں اس نے سیاست میں اخلاقی اور انسانیت پسندانہ اصول متعارف کروائے۔ کنفیوشس نے اس بات پر زور دیا کہ ہمیشہ دوسروں کے ساتھ عمدہ سلوک کیا جائے۔

کنفیوشس کی تعلیمات ایسی تمام اقدار کی حامل ہے، جن سے نئی دنیا کی تعمیر کے لیے ضروری اسباب حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ یہ اخلاقی فلسفہ مذہبی عبادات اور خیرات، سماجی و سیاسی اداروں اور روز مرہ کے آدابِ زندگی سے متعلق اصول و قوانین پر مشتمل ہے۔اسی اخلاقی فلسفے پر کنفیوشس نے اپنے سیاسی خیالات کی بنیادیں استوار کیں۔ایک باکردار شخص غیر قانونی فعل سے احتراز کسطرح احساس ندامت سے بچنے کے لیے کرے،یوں محض قانون شکنی کی سزاہی کافی نہیں،انسان کو جرم سے دور رکھنے کے لیے بلکہ اس میں کردار کی سطح پر احساس ندامت اور احساس جرم پیدا کیا جانا ضروری ہے تاکہ اگر وہ قانون کی زد میں آنے سے بچ جائے، پھر بھی اپنے ضمیر کی آواز کو خاموش نہ کرپائے۔[1] کنفیوشس بادشاہت کے خلاف نہیں تھے، لیکن حکمرانوں کے آمرانہ رویے کو غیر اخلاقی اور ناقابلِ قبول قرار دیتے اور اُن کے اختیارات کو محدود کرنے پر اصرار کرتے تھے۔ وہ عوام کے ساتھ نرم اور منصفانہ رویہ کو حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری قرار دیتے تھے۔ عوام کو صالح حکمرانوں کی اطاعت کی تلقین کرتے ہیں۔ قدیم اخلاقی و سماجی معیارات اُن کو بھاتے تھے اور وہ لوگوں کو اُنھیں اپنانے کا درس دیتے۔ کنفیوشس کے رہنما اقوال آج بھی سیدھا راستہ متعین کرنے میں بنی نوع انسان کی مدد کرتے ہیں۔ کنفیوشس ازم کا بنیادی اصول ہے دوسروں سے محبت کرو۔اس کا قول ہے۔

"Do not impose on others what you yourself do not desire."[2]

(جس فعل کو تم اپنے لیے ناپسند کرو ویسا دوسروں کے ساتھ نہ کرو)

وہ اپنے افکار کو سیاسی میدان میں لاگو کرنے کے خواہاں تھے اور ایسے حکمران کو تخت پر دیکھنا چاہتے تھے، جو اہلِ نظر اور صاحبِ علم بھی ہو۔ شاہی نوکری کے دوران وہ اسی خواب کی تعبیر دیکھنے کے لیے ایک شاہی بغاوت میں شریک ہوئے، لیکن بغاوت کی ناکامی کے باعث وہ شاہی عتاب کی زد میں آئے۔ یہی عمر کا وہ حصہ تھا جب اُنھوں نے سفر گردی کو اپنی زندگی کا طور بنالیا اور جلاوطنی کی زندگی اختیار کرکے طویل سفر پر نکل کھڑے ہوئے، تاہم جب سفر سے لوٹے، تو وہ عمر عزیز کے 68 برس گزار چکے تھے۔اس دوران وہ ایک سفری استاد کی حیثیت سے اپنے افکار کی تعلیم دیتے، اپنے حلقۂ ارادت منداں کو وسیع کرتے اور مختلف ریاستوں کے درباروں میں اپنے سیاسی افکار کی عملی تعبیر کے لیے کوشش کرتے رہے۔[3] کنفیوشس کے نزدیک ایک حاکم کے لیے کیا ضروری ہے کہ وہ اچھی طرح سے حکومت کا نظام چلا سکیں۔اور رعایا اس کے اخلاص کے ساتھ چل سکیں۔ایک مستحکم معاشرے کے لیے عدلیہ کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ ایک حکومت اپنے نمائندگان کو اس بات کا اہل بناتی ہے کہ وہ عقیدہ،

(1) The Encyclopedia Britannica (Chicago: Encyclopedia Britannica Inc 1994),3/530
(2) The Analects of Confucius,86, Chap Xv-24.
(3) Shigeki, *Confucius: His Life and Thought*,167.

ذات، برادری، طبقہ سیاسی نقطۂ نظر اور اجتماعی وابستگی وغیرہ سے قطع نظر عوام کے مفاد کے لیے سوچ سکیں اور ایسے اقدام کر سکیں جس سے عوام کو صاف ستھری، خوشحال اور خود مختار زندگی کا موقع مل سکے۔اچھی حکومت کا لچک دار ہونا ضروری ہے اور اس تصور کے احاطہ میں درج ذیل باتوں کا ہونا انتہائی اہم اور معنی خیز ہے:

أ. موثر شرکت کا مکمل احترام

ب. انسانی حقوق

ج. قانون کی حکمرانی

د. مختلف شعبوں کے افراد کی شرکت

ہ. احتساب کا عمل

و. سیاسی تکثیر/کثرت

ز. شفافیت

ح. اقدار

ط. ذمہ داری

ي. یکجہتی اور رواداری

یہ وہ چیزیں ہیں جو عمدہ طرز حکمرانی کا تصور پیدا کرتی اور فروغ دیتی ہے۔

اخلاقی نظریات

کنفیوشس کی تعلیمات کا بنیادی مقصد ایک کامل انسان کا ہونا ہے۔کامل انسان تمام رسومات اور اخلاقی اصولوں کا پابند ہوتا ہے۔ کنفیوشس خود بھی بہت تعلیم یافتہ تھا۔ وہ مختلف علوم جیسا کہ ، ریاضی ، خطاطی، گھڑ سواری، موسیقی، تصویر کشی اور شاعری کا ماہر تھا۔ایسا انسان بہر حال دوسروں کو متاثر کر سکتا ہے۔ لیکن بد قسمتی سے وہ اپنی زندگی میں ایسا نہ کر سکا اگرچہ اس کے شاگردوں نے خلوص کے ساتھ اس کی تعلیمات کو مانا تھا۔چینیوں کے دلوں میں کنفیوشش کی اتنی تعظیم اس وجہ سے ہے کہ اس کی تمام اخلاقیات انسانیت پر مبنی ہیں کسی فوق الفطرت کے اسرار روحانیت پر نہیں ہے۔[1]

دیگر نظریات

شاعری

کنفیوشس کے دور میں موجودہ شاعری کی کتاب (The Book of Poetry) مقبول اور اپنے وقت کی ایک اہم تحریر

(1) Xinping Zhu, *Religious Faith of the Chinese (*Springer:China Social Sciences Press,2018),60.

دستاویز تھی۔ یہ مختلف مواقع مثلا تہواروں اور قربانیوں وغیرہ پر بڑی کثرت سے پڑھی جاتی تھی۔اس کے علاوہ خط نویسی، مضمون نویسی اور اکثر اوقات دانشور اس کو روز مرہ کی گفت و شنید میں استعمال کرتے۔ یہ متعدد بار سفارتی تعلقات میں خیالات کے تبادلے کے اہم ذریعے کے طور پر استعمال ہوتی رہی۔ زیادہ تر سفارتی تبادلہ خیال تہواروں کے موقع پر ہوتے تھے۔

تہواروں اور ضیافتوں میں مہمانوں کا دل بہلانے کے لیے گیت گانے کا عام رواج تھا۔ یہ مہمان گیتوں کے مجموعے میں سے ایک یا دو گیتوں کا انتخاب کرتے اور پیشہ ور گانے والوں سے سننے کی فرمائش کرتے۔ یہ گیت موقع کی مناسبت سے ہوتے اور منتخب کرنے والوں کی خواہشات کی ترجمانی کرتے، لیکن اس کے ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا جاتا کہ یہ دوسروں کے احساسات کو ٹھیس نہ پہنچائیں۔(1)

کنفیوشس نے اپنی تعلیمات میں شاعری پر بہت توجہ دی۔اس نے اس کی معاشرتی، اخلاقی اور علمی اہمیت کو اجاگر کیا۔ شاعری گفتگو میں نکھار پیدا کرتی ہے اور دسترس مہیا کرتی ہے، جہاں اس کی بنیادی معاشرتی اہمیت ہے۔ کنفیوشس نے اپنے بیٹے کو شاعری سکھانے پر زور دیا۔اس کے بیٹے پویو (Po-Yu) کے مطابق:

"ایک دن جب وہ اکیلے کھڑے تھے اور میں تیزی سے صحن میں سے گزر رہا تھا تو انہوں نے کہا، کیا تم نے شاعری پڑھی ہے؟ میں نے جواب دیا، ابھی نہیں۔انہوں نے کہا، اگر تمہیں شاعری نہیں آتی تو تم گفت و شنید کرنے کے قابل نہیں رہو گے۔ چنانچہ میں واپس ہو گیا اور شاعری کا مطالعہ کیا"۔(2)

ایک اور جگہ کنفیوشس اپنے بیٹے کو کہتا ہے:۔

Why do you not study the Book of Poetry?

"The Odes serve to stimulate the mind. They may be used for purposes of self-contemplation. They teach the art of sociability. They show how to regulate feelings of resentment."(3)

(آپ کتاب شاعری کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے ہیں؟ شاعری ذہن کو متحرک کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ ان کا استعمال خود غور و فکر کے مقاصد کے لئے کیا جا سکتا ہے۔ وہ ملنساری کا فن سکھاتے ہیں۔ وہ ناراضگی کے جذبات کو کس طرح قابو کرنے کا طریقہ دکھاتے ہیں)۔

شاعری کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے کنفیوشس نے اس کے تمام روایتی استعمالات کی حوصلہ افزائی کی مثلاً اس کو ہر طرح سے لکھا جا سکتا تھا اور ہر طریقے سے گایا جا سکتا تھا، چاہے انفرادی طور پر ہو یا چاہے تمام لوگوں کے سامنے۔ کنفیوشس نے شاعری کے ایک خاص استعمال کی طرف زور دیا تھا اور وہ یہ کہ ان گیتوں میں سے نظریات اور اصولوں کو مستنبط کیا جاتا اور انہیں زندگی کے

---

(1) Chen Jingpan, *Confucius As A Teacher*, (Beijing:Foreign Languages Press,1994),330.
(2) Waley,The Analects of Confucius,207, Chap:xvi,13
(3) Ibid,157, Chap. ix. 1

مخصوص حالات میں استعمال میں لایا جاتا۔ بعض اوقات یہ نظریات ان گیتوں کو ترتیب دینے والوں کے نظریات سے بہت مختلف ہوتے تھے تاہم اگر یہ گیت ایسے تصورات دیتے جو بعض حالات میں قابل عمل ہوتے تو ان کو حوالے کے طور پر لکھ دیا جاتا۔ کنفیوشس کے ابتدائی شاگردوں کی روایات کے مطابق وہ اس وقت بہت خوش ہوا جب اس کے شاگردوں کو اس کے انداز سے شاعری کا استعمال کرنا آگیا۔(1)

تاریخ

چین میں مختلف اداروں اور جگہوں کے عظیم واقعات کی تاریخی دستاویزات محفوظ کرنے کا کام بہت پہلے سے جاری تھا۔ کنفیوشس کے دور میں ہر ریاست میں سرکاری مورخین کا ایک گروہ موجود ہوتا۔ ان کا بنیادی کام رونما ہونے والے اہم واقعات خصوصاً ان کی اپنی ریاستوں کے واقعات کی دستاویزات کو احتیاط سے محفوظ کرنا تھا۔ کنفیوشس کے دور میں تحریری و تاریخی دستاویزات کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جس سے اس نے اپنا زیادہ تر تعلیماتی مواد اخذ کیا تھا۔

ماضی بعید کے عظیم واقعات پر مبنی نہایت قدیم تاریخی مواد بھی ملتا ہے، The Book of History بھی اسی طرز کی ایک کتاب ہے۔ کنفیوشس کے نزدیک ان واقعات میں سے بعض قابل یقین تھے اور بعض کے بارے میں اسے شک تھا۔(2)

رسومات(Li)

لفظ (Li) دراصل ان قربانیوں کو ظاہر کرتا ہے جو آباؤ اجداد کی ارواح کی تعظیم میں شرفاء کے خاندان یا قبیلوں کے سربراہ پیش کرتے تھے۔(3) بعد ازاں اس کے معانی وسیع ہو گئے اور اس میں غیر مذہبی رسومات مثلاً شادی، سوگ، تہوار، تیر بازی کی رسومات اور سیاسی نشستیں بھی شامل ہو گئیں۔ آخر کار عموماً لحاظ سے لی (Li) کا مطلب مناسب رویہ اچھے آداب، عظمت، تہذیب ہو گیا۔ کنفیوشس کے خیال میں (Li) جذبات کے اظہار کا معاشرتی طور پر پسندیدہ ذریعہ، احساسات کو ضبط میں لانے اور بے اعتدالی سے بچانے کا طریقہ تھا۔(4)

موسیقی

موسیقی سے مراد صرف آلاتی اور صوتی موسیقی ہی نہیں بلکہ اس میں گیت اور ان کے ساتھ رقص بھی شامل ہے۔ موسیقی کا Li سے بہت گہرا تعلق ہے ان دونوں سے مل کر قربانی کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ کنفیوشس کا خیال تھا کہ موسیقی ہم آہنگ اور موزوں تعلقات پر مشتمل ہوتی ہے۔ کنفیوشس ازم میں موسیقی کا مقصد کسی شخص کو اپنے آپ سے اور معاشرے

---

(1) Jingpan, *Confucius As A Teacher*, 331.
(2) Ibid,.333.
(3) Homer Dubs, *The Works of Hsüntze (*London: Arthur Probsthain, 1928),113.
(4) Zhang Jinfan, *The Tradition and Modern Transition of Chinese Law (*New York, Springer 2014),24.

سے ہم آہنگ کرنا تھا۔[1]

(1) Yao, *An Introduction to Confucianism,* 21.

فصل سوئم

کنفیوشس ازم کا تعارف

کنفیوشس ازم کے بارے میں آراء

کنفیوشس ازم ایک فکری نظام ہے لیکن یہ کوئی مذہب نہیں، اور نہ ہی کنفیوشس نے کبھی اسے ایک مذہب کی صورت میں پیش کیا اور نہ اُنھوں نے مابعد الطبعی مسائل میں دلچسپی لی ہی[1] جن کی بنیاد پر مذاہب اپنا اخلاقی اور معاشرتی نظام استوار کرتے ہیں۔ اُن کی دلچسپی کا مرکز انسان کی اخلاقی اور سیاسی شخصیت کی تعمیر و ترقی تھا۔[2] روحانی معاملات میں کنفیوشس نے عمداً کبھی کوئی رائے نہیں دی۔ لیکن چینیوں نے کنفیوشس ازم کو ایک مذہب ہی کی صورت میں قبول کیا۔ آج یہ چین کے پانچ بڑے مذاہب میں شمار کیا جاتا ہے۔

کنفیوشس چینی تاریخ میں سب سے زیادہ اور بااثر مفکر تھا۔ کنفیوشس نبی تھے یا مصلح؟ یہ معاملہ بہت پیچیدہ ہے۔ اور بہت گہرے علمی مطالعہ کا محتاج ہے۔ اسکا حل ایک مختصر تحریر میں ممکن نہیں ہے۔ عالمِ اسلام کے اکثر مسلمان علماء کے نزدیک کنفیوشس نبی نہیں تھے۔ ان کے نزدیک کنفیوشس ازم ایک وضعی دین ہے۔

اس بارے مولانا ابوالاعلی مودودی فرماتے ہیں:۔

> "ہم سب رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ چاہے وہ بلادِ ہند میں آئے ہوں یا چین، ایران، مصر، افریقہ، یورپ اور دنیا کے تمام کونوں میں، لیکن ہم یہ نہیں کہہ سکتے ان سب سے کسی کے بارے میں وثوق سے کہ وہ رسول من اللہ تھے یا نہیں اور اس لیے کہ ہمیں اس بارے میں کوئی خبر نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں مکمل سکوت اختیار کریں جنہوں نے ان ادیان کی بنیاد رکھی تاکہ ہم سے کوئی ایسی بات نہ ہو جو کسی رسول کی شان میں ادب کے خلاف ہو۔"[3]

چین کے مسلمان علماء جن میں وانغ دی یو Wang Dayi[4]، ماجو Ma Zhu[5] اور لیو جی Liu Zhi[1] ہیں۔ تو ان کا

---

(1) *The World Book Encyclopedia*(Chicago: World Book,Inc,2006),4/936.
(2) Fingarette Harbert *Confucus:The Secular as Sacred (*Prospect Heights, Illinois Wave Land Press,Inc.,1972),12.

(3) الامام ابوالاعلی المودودی، الف باء الاسلام (القاھرہ: مکتبۃ التراث الاسلامی، طبعہ، ثالث، 1983م)، 100۔101-

(4) وانغ دی یو (1660-1560) چین میں پہلا مسلمان عالم تھا۔

(5) ماجو بھی ایک مسلمان عالم تھا اسنے بھی وانغ کی طرح اسلام کی تبلیغ کی، اس کی کتاب ارشادات الاسلامیہ کا اہل چین پر کافی گہرا اثر ہے۔

میلان اس بات کی طرف ہے کہ کنفیوشس اللہ تعالیٰ کے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے ایک نبی تھے جن کو بلاد چین کی طرف بھیجا گیا ماجو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ 24 ہزار انبیائے کرام علیہم السلام بھیجے تاکہ وہ لوگوں کو تعلیم دیں اور وجود حقیقی کی طرف ان کی راہنمائی کریں۔ یہاں تک کہ وہ انہیں صراطِ مستقیم کی طرف لے جائیں۔ یہ انبیاء علیہ السلام تین مراتب پر تھے:

پہلا درجہ:۔ نبی جن پر اعلانیہ وحی نازل ہوئی تھی اور ان پر آسمانی کتاب اتاری گئی۔

دوسرا درجہ:۔ ایسے نبی جن پر ادراکی طور پر الہام کیا جاتا تھا۔

تیسرے ایسے تھے جن کے سینے کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت و حق کیلیے کھول دیا ہو اور وہ پہلے دونوں درجات کے انبیائے کرام کی اقتداء کرنے والا ہو۔ (2)

ماجو لکھتے ہیں کہ

> "کنفیوشس تیسرے درجے کے انبیاء علیہم السلام میں سے تھے۔ کنفیوشس کو بلاد چین کیطرف بھیجا گیا۔ اسلام اور کنفیوشس نام کے لحاظ سے تو مختلف ہیں لیکن اصولوں کے لحاظ سے متفق ہیں۔ لیکن کنفیوشس کی وفات کے بعد کنفیوشس ازم میں بدعات و تحریفات آگئیں۔ اور ان کی اکثر حقیقی (اصلی) تعلیمات زائل ہو گئیں اور اگرچہ کنفیوشس ازم کے متعدد مصلح بھی تھے لیکن وہ اس کی تعلیمات کو محفوظ نہ کر سکے اس کے برعکس اسلام ایک دینِ حق ہے بدعت و تحریف سے محفوظ ابتداء سے اب تک اسلام کی تعلیمات ایک جیسی اور متابع ہیں"۔ (3)

میری رائے میں کنفیوشس کی تعلیمات تحریفات کا شکار ہو گئیں۔ کنفیوشس نبی مرسل نہیں تھے کیونکہ اسلام میں نبوت کی تعریف یہ ہے کہ

> "نبی وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ سے وحی لے کر تعلیم دے اور یہ نبی تبلیغ کے مکلف ہوں"۔ (4)

اور اس تعریف سے ہم سمجھتے ہیں کہ نبی ہو ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمائے۔ یہ یکساں ہے کہ تبلیغ پر مامور ہو یا نہ ہو۔ اور یہ سب کنفیوشس کے ہاں نہیں ملتا۔ اسی طرح اسلام میں نبوت کی معروف شرائط ہیں۔ ان میں سے پہلی یہ ہے کہ کوئی شخص

---

(1) لیوجی بھی چین کے ایک مشہور عالم تھے وہ وانغ کی وفات کے بعد 1670ء میں پیدا ہوئے۔ ان کی کتاب الطائف اور الشائر الاسلامیۃ چین میں وسیع پیمانے پر مشہور ہوئی۔

See Also,Sachiko Murata,William C. Chittick,*Chinese, trans. Gleams of Sufi Light*,(New York: State University,2000),24.

(2) ماجو، کتاب الارشادات الاسلامیہ (دار الطباعت شعبۃ بنیغشیا، طبعہ، اولیٰ، 1988م)، 126۔

(3) ایضا، 128۔

(4) ایضا، 88۔

نبوت کا دعویٰ کرے اور یہ بھی کنفیوشس نے نہیں کیا۔ بلکہ اپنے بارے میں نبوت کا انکار کیا۔ یہ کنفیوشس ازم میں واضح ہے جس میں انہوں نے کہا:۔

"I am not one who was born in the possession of knowledge;

I am one who is fond of antiquity, and earnest in seeking it there"[(1)]

(میں وہ نہیں ہوں جس کو پیدائشی طور پہ علم دیا گیا ہو میں ماضی کے حالات پڑھنے کا شوقین ہوں اور علم کو ماضی میں ہی تلاش کرتا ہوں)

ڈاکٹر ظفراللہ بیگ اپنے مقالے چینی مذہب کی فکری اساس میں لکھتے ہیں:۔

وہ حکماء جو کنفیوشس ازم کو فلسفہ سمجھتے ہیں ان کا کہنا ہے۔ کہ اس مذہب میں نہ تو کوئی مذہبی نظام اور ادارہ ہے۔ اور نہ ہی کسی کے حکم ماننے یا انکار کرنے کی سزا اور جزا ہے اس میں صرف اعلیٰ اخلاقی اقدار اور نظریات پیش کیے گے ہیں۔[(2)]

ہم اس سے دو اہم نکتے اخذ کر سکتے ہیں پہلا: کہ کنفیوشس نبی مرسل نہیں تھے، بلکہ ایک حکمت و فضائل والے شخص تھے اور عظیم اجتماعی (معاشرتی) مصلح تھے۔ دوسرا: کہ کنفیوشس کے دور میں چین میں رسالتِ آسمانی کے کچھ آثار باقی تھے انہوں نے ان کو لیا اور اپنے مذہب میں ضم (شامل) کر لیا۔ ان نکات کی وضاحت کی ضرورت ہے۔ پہلا نکتہ: کنفیوشس اسلام کے تعریفی اعتبار کے لحاظ سے نبی مرسل نہیں تھے۔ بلکہ ان کی وفات کے بعد بعض اہل چین نے ان کو مدحاً اور تعظیماً نبی کا نام دے دیا تھا۔ دوسرا: نکتہ: انہوں نے نبی کے طریقہ کی اقتداء کی اور حقیقی رحمت کی تکمیل کی۔ یہ بات اشارہ کرتی ہے کہ کچھ ایسے انبیاء علیہم السلام سلف ہیں جو کنفیوشس سے قبل بلادِ چین میں بھیجے گئے۔ اور ان کی رسالت اور تعلیمات ان کے دور تک باقی تھیں۔ جنکو انہوں نے لیکر اپنے مذہب میں شامل کر لیا تھا۔ کنفیوشس کا قول ہے:۔

(ابھی تک میری ملاقات کسی نیک آدمی سے نہیں ہوئی لیکن میں کسی مستحکم آدمی سے ملاقات کر کے ہی قانع ہو جاؤں گا)[(3)]

یہ بھی کہا کہ:۔

"There are three things of which the superior man stands in awe

lie stands in awe of the ordinances of Heaven. He stands in awe of

(1) James Legge, *The Four Books, Analects of Confucius*(Hong Kong: The international Society,1990) Book VII. Chap. XIX,51.

(2) ڈاکٹر ظفراللہ بیگ، چینی مذہب کی فکری اساس، تمدنی اور اسلامی اقدار (تاریخی و تجزیاتی مطالعہ) معارف اسلامی 2003، 118/1۔

(3) کنفیوشس (مترجم: یاسر جواد) مکالمات کنفیوشس (اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 2006) 7:25۔

great men. stands in awe of the words of sages"[1]

(بے شک نیک شخص تین چیزوں کے بارے میں محتاط ہوتا ہے: وہ الہ السماء کا حکم، صاحب سلطنت کا عطیہ / تحفہ اور اولیاء کے اقوال کے بارے میں محتاط ہوتا ہے)۔

مزید برآں کتاب تبدیلیاں ابتدائی دور میں کچھ بادشاہان کی نبوت کا بھی دعویٰ کرتی ہے مثلاً خوشی، شین نونغ، ھوالغ دی وغیرھم۔ لیکن ہم اس دعویٰ کی تصدیق نہیں کرسکتے، کیونکہ یہ ابتدائی دور کے ملوک کتابی و تحریری تاریخ سے بھی قبل گزرے ہیں۔ لہٰذا اس معاملہ کے حل کے لیے ہمارے پاس معتمد مصادر بہت کم ہیں۔Matteo Ricci مغرب کا پہلا مفکر تھا جس نے کنفیوشس ازم کی مذہبی کتب کا گہرا مطالعہ کیا اور اس نے کہا کہ کنفیوشس ازم کی ابتدائی کتب میں وحی کا ثبوت ملتا ہے لیکن بعد کے علماء نے وحی کے متعلق تمام ثبوت ختم کردیئے۔ کنفیوشس کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ وہ چین کی تاریخ کے عظیم مفکر تھے اور ان کی تعلیمات ان کے ذہن کی پیدا کردہ تھیں۔[2]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ﴾"[3]

اور یقیناً ہم نے ہر امّت میں ایک رسول بھیجا۔

چین بھی ممکن ہے اسی میں داخل ہو۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جب اگر کوئی نبی مرسل چین میں آئے اور پھر جوارِ الٰہی میں منتقل ہوگئے تو زمانے کے ساتھ ان کی رسالت اور پاکیزہ تعلیمات مسخ یا فراموش کردی گئیں اور ان کی طرف باطل اور من گھڑت خرافات کی نسبت کردی گئی۔ صحیح و غلط کے اس اختلاط کے باوجود ہو سکتا ہے کہ بعض آسمانی رسالت کے باقیات و آثار موجود و محفوظ ہوں کچھ موروثی تحریروں میں اور انہیں کنفیوشس نے لے لیا ہو اور اپنے مذہب کی بنیاد بنالیا ہو۔ اس بناء پر میں دیکھتی ہوں کہ اسلام کے مفہوم (تصور) کے مطابق کنفیوشس نبی مرسل نہیں تھے۔ بلکہ ایک عظیم مصلح شخص تھے۔ جنھوں نے چینی قوم کو قائم رکھنے اور اسکی پہچان (بنیاد) فطرتِ سلیم اور اخلاقِ حمیدہ پر رکھنے کی کوشش کی۔

آج کل 6،000،000 سے زیادہ لوگ ہیں جو کنفیوشزم کی پیروی کرتے ہیں۔ بہت سی جگہوں پر، کنفیوشس ازم کے پیروکار کچھ بدھ مت یا تاؤسٹ طریقوں کی پیروی کرتے ہیں جہاں وہ مذاہب بھی پھیل چکے ہیں۔

---

(1) Waley, *The Analects of Confucius*, Book XVI, Chap, VIII, 148.

(2) Wu Juan (AISHA), *A Comparative Study of the Practice of Integrating Chinese Traditions Bewteen Hui Hui Muslim Scholars and Jesuits Missionaries during 1600A.D.-1730A.D.*, 94.

(3) سورۃالرعد: 7/13

فصل چہارم

کنفیوشس ازم کی مذہبی وادبی کتب

کنفیوشس کی پیدائش سے پہلے بہت سی کتابیں موجود تھیں۔ جس میں اس نے اور اس کے بعد اس کے شاگردوں نے بھی اس میں ترمیم کی۔ ان سب کتابوں کو شائع کیا گیا۔ ان پانچ کتابوں کو قدیم چین میں مقدس جانا جاتا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ ہان سلطنت نے کنفیوشس کی تعلیمات کو ویتنام، کوریا اور چین کا اہم حصہ بنا دیا۔ یہ کتابیں سرکاری امتحان کا اہم حصہ تھیں اس لیے ذہین طلباء اس کو یاد کرتے تھے۔ جاپان میں پانچ کتابیں چین کی تہذیب کا مستعار حصہ سمجھی جاتی تھیں۔ کنفیوشس کی ان کتابوں میں دور تک وحی اور الہام کا تعلق نہیں ہے۔ اس نے کبھی فوق البشر ہونے کا دعوی نہیں کیا۔ خود وہ اپنے بارے میں کہتا ہے۔

(میں وہ نہیں ہوں جس کو پیدائشی طور پہ علم دیا گیا ہو میں ماضی کے حالات پڑھنے کا شوقین ہوں اور علم کو ماضی میں ہی تلاش کرتا ہوں)[1]

ہر کتاب حکمت سے بھرپور ہے جو کہ بنی نوع انسان کو بتاتی ہے کہ کس طرح وہ اچھا انسان بن سکتا ہے۔ اس کا پہلا سوانح نگار مورخ کہتا ہے۔ اس نے تاریخ کی کتاب پر مقدمہ لکھا ان رسومات اور تقریبات کا محتاط انداز سے جائزہ لیا جن کو قدیم حکماء اور سلاطین نے نافذ کیا قدیم نظموں کی تدوین کی اور ان کو مرتب کیا اور موسیقی میں اصلاحات کیں۔ کنفیوشس نے جن کتب کی ترمیم وتدوین کی وہ اب کنفیوشس مذہب کا اہم حصہ سمجھی جاتی ہیں۔ کنفیوشس کی کتابوں کی تفصیل یہ ہے۔

تاریخ کی کتاب (Book of History)

اس کو شو کنگ یا تاریخ کی کتاب کہا جاتا ہے اور یہ چین کی تاریخ کی قدیم ترین کتاب جانی جاتی ہے۔ اس کتاب میں اڑھائی سال قبل مسیح سے لے کر چھٹی صدی کے مختلف ادوار کی تاریخ شامل ہے۔ یہ کتاب خاندانوں اور بادشاہوں کی تاریخ سے متعلق ہے۔ یہ کتاب پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ جو یاؤ(Yao)، یو(Yu)، سیہ(Sia)، شانگ(Shang) اور چو(Chou) کے خاندان پر مشتمل ہے۔ لیکن سب سے اہم آہنگ دستاویز یاؤ بادشاہ کی ہے۔ اگرچہ بعض قدیم علماء نے یہ تاثر دیا تھا کہ یہ کتاب کنفیوشس نے خود لکھی تھی نہ کہ یہ کتاب اس دور سے پہلے موجود تھی۔ اس میں وہ تقریریں بھی شامل ہیں جو کہ پہلے 100 تھیں اب 58 رہ گئی تھیں۔ شو کنگ کو بہت ابتداہی میں کنفیوشس ازم کی مقدس کتب میں سے ایک تسلیم کر لیا گیا تھا اس کتاب میں بھی اہل چین کے دینی، سیاسی، مذہبی، سماجی، حربی اور علم موسیقی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

---

(1) Chan, *Chinese Philosophy*, 31.

گیتوں کی کتاب (Book of Poetry)

یہ کتاب چین کی کتب میں سے دوسری بڑی کتاب ہے چینی زبان میں اس کو شی کنگ (She King) کہا جاتا ہے۔ یہ بنیادی طور پر شاعری کی کتاب ہے۔ اس کتاب میں 18 سو قبل مسیح سے لے کر چھٹی صدی کے مختلف خاندانوں کی تاریخ نظم کی صورت میں ملتی ہے اور یہ ان گیتوں، نظموں اور قطعوں پر مبنی ہے جو کہ امراء کے شعر بادشاہوں کو مختلف موقعوں پہ تحفہ کے طور پر ارسال کرتے تھے۔(1)

ان میں کثرت سے تاریخی گیت اور نظمیں شامل ہیں۔ یہ کتاب تین ہزار نظموں پر شامل تھی۔ کنفیوشس نے اعادہ نظموں کو ختم کیا صرف اس شاعری کو رہنے دیا جن کی اخلاقی حیثیت تھی اور جن کا آغاز شانگ اور چو کے آباؤاجداد سے متعلق گیتوں اوران خاندانوں کے اوصاف اور یو اور لی کے شہنشاہوں کے غلط کارناموں کا ذکر بھی بیان کیا گیا ہے۔ کنفیوشس نے پہلے روزمرہ زندگی سے متعلق نظمیں شامل کیں پھر لوک گیت کے حصے کا آغاز ہوتا ہے چھوٹی نظموں کا آغاز بڑی غزلیات کی ابتدااور حمدوں سے شروع ہوتا ہے۔ کنفیوشس نے 305 تقریباً نظموں کا انتخاب کیا۔ اس کتاب میں کچھ مذہبی نظمیں شامل ہیں. جو کہ رسومات اور تقریبات کے بارے میں ہیں۔

اس کتاب کو The Book of Odes کہا جاتا ہے۔ کنفیوشس کا کہنا تھا کہ اگر کوئی آدمی روز شاعری پڑھے تو وہ غلطی نہیں کرے گا کنفیوشس نے اپنے شاگردوں کو تاکید کی تھی۔ اگر تم نے شی (She) کو نہ سیکھا تو تم بات چیت کرنے کے قابل نہ رہوگے۔(2)

3۔ تبدیلیوں کی کتاب (The Book of Changes)

اس کتاب کو بی کنگ (Bi King) بھی کہا جاتا ہے اس میں علم نجوم پر بحث ہے۔ اس کو کتاب تغیرات یعنی تبدیلیوں کی کتاب بھی کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دراصل وان وانگ (Wan Wang) کی فکر کے نتائج ہیں جس کو 1143 میں کسی جرم کی وجہ سے گرفتار کیا گیا تھا اس وقت اس نے یہ کتاب لکھی تھی۔ اس کتاب میں مختلف حوادث کا بیان ہے۔ یہ سب سے قدیم کتاب تصور کی جاتی ہے۔ کنفیوشس اس کتاب کا بہت بڑا مداح تھا۔ ایک بار اس نے کہا اگر میری عمر اجازت دے تو پچاس برس میں اس کا مطالعہ کرتا۔

> "If some years were added to my life, I would give fifty to the study of the Yi, and then I might come to be without firreat faults."(3)

(اگر مجھے زندگی کے کچھ سال مل جاتے تو میں یی کتاب کا مزید پچاس سال مطالعہ کرتا اور تب میں غلطیوں کے

---

(1) Amjad, G. N, *Islam and the World Religions* (Mufid-i-Am Kutab Khana, 1977), 355.
(2) Joseph Gaer , *The Wisdom of The Living Religion (*Dodd, Mead,1956),95.
(3) Waley,*The Analects Of Confucius*,126,Chap: vii,16

ارتکاب سے بچ جاتا)

عصر حاضر کے نقادوں کا یہ کہنا ہے کہ کنفیوشس کی توضیح کے باوجود یہ کتاب ادبی اعتبار سے بے جان رہی ہے۔اور سوائے قدامت پسندوں کے اس کو کوئی اہمیت نہ مل سکی۔اس کتاب کی تاریخ کا آغاز چینی تہذیب کے آغاز تک یعنی 33ق م تک جا ملتا ہے۔یہ کتاب آٹھ Trigrams اور Hexagrams چونسٹھ کا مجموعہ ہے جو کہ ثابت اور ٹوٹی لکیروں پر مشتمل ہے۔ان کے معانی علم ریاضی کے مطابق ہیں درحقیقت ہر علم ریاضی کی علامتوں کی طرح ہے۔اس کتاب کو اگر کوئی صحیح طریقے سے پڑھے تو اس کتاب میں علوم شامل ہیں جن میں جدید تخلیقی سائنس شامل ہیں۔لیکن افسوس یہ ہے کہ Trigrams اور Hexagrams کا مفہوم فراموش کر دیا گیا ہے۔صدیوں سے یہ علم جادو اور علم غیب کے طور پر استعمال ہوتا رہا۔گیارہویں صدی میں دو بادشاہوں نے اس کی تشریح پراسرار طریقے سے کی اور پھر اس کے بعد کے علماء نے اس کی تشریح کی۔کنفیوشس نے اس کتاب کا اس قدر مطالعہ کیا کہ چمڑے کے تسمے جنہوں نے لکڑی کے غلاف کو جوڑا ہوا تھا تین مرتبہ خراب ہوئے۔(1)

4۔ رسوم کی کتاب (The Books of Rights)

اس کتاب کو LiChi اور The Book Of Ceremonies بھی کہا جاتا ہے۔دراصل اس کتاب میں رسوم کے بارے میں بحث کی گئی ہے اس کو 12ویں صدی ق۔م، چاؤ کے ڈیوک نے قلم بند کیا تھا اس کتاب میں آداب زندگی پر بحث کی گئی ہے۔زندگی گزارنے کے طریقوں پر بحث کی گی ہے مثلا حکمران اور عام لوگ کس طرح زندگی گزار سکتے ہیں۔اس کتاب میں پیدائش سے لے کے موت تک کی تمام رسومات کا ذکر کیا گیا ہے۔نیز اس کتاب میں تعلیم موسیقی اور مرکزی ہم آہنگی جیسے مضامین پر بحث ہے۔اس کتاب کے چینیوں کی معاشرتی اور تہذیبی زندگی پر نتائج مرتب ہو رہے ہیں۔اس کتاب نے ان کی زندگی کی تعمیر میں اہم کردار ادا کیا ہے۔یہ کتاب ترمیم شدہ حالت میں پہنچی ہے مگر جب ہان کی حکومت کے زیر نگرانی اس کو دوبارہ مدون کیا گیا تو بہت سے اضافے کیے گئے جس کی وجہ سے یہ کہنا مشکل ہے کہ اس کتاب کا تعلق کنفیوشس سے ہو گا۔(2)

5۔ بہار و خزاں کی کتاب (Chun Chiu/The spring and Autumn Annals)

اس کتاب کو چون چن بھی کہا جاتا ہے یہ کتاب بہار اور خزاں کے واقعات پر مشتمل ہے۔یہ کنفیوشس کی اپنی تالیف ہے۔اس کتاب میں کنفیوشس نے اپنے ملک لو کے تاریخی حالات بیان کیے ہیں۔اس کتاب میں بہت سے ایسے پہلو ہیں جن میں بہاروں جیسی تازگی ہے جو زندگی کو فرحت بخش بناتی ہے اور اس کتاب میں بہت سے ایسے واقعات ہیں جو کہ زندگی کو خزاں جیسی کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔اس کتاب کے تین ضمیمے بھی لکھے گئے ہیں اور ان کو محفوظ بھی کیا گیا۔(3) کنفیوشس نے اس کتاب

(1) Gaer ,*The Wisdom of the Living Religions*,95.
(2) Spiegelberg, Frederic.*Living Religions of the World*, (Thames and Hudson,1957),320. See Also *Encyclopedia Of Britannica*, 6/238.
(3) *Collection of address, Religious system of the world*,63.

میں 12 سلطنتوں کی تاریخی دستاویزات پر مشتمل تاریخ مدون کی۔ یہ تاریخی دستاویزات نواب ین سے نواب ای کی حکومت کے چودھویں سال تک ہیں۔ چو کو قابل احترام جانا گیا ہے شانگ کو ماضی کی طرف منتقل کر دیا گیا ہے اور پھر ان تینوں خاندانوں کی شان و شوکت بیان کی گی ہے۔ اس تحریر کی زبان جامع اور مضمون گہرا ہے۔[(1)]

6۔ مکالمات کنفیوشس (The Analects of Confucius)

کنفیوشس سے منسوب پر حکمت باتوں، اقوال، مباحثات اور دانش مندانہ نصائح چینی زبان میں لون یو (Lun Yu) کہا جاتا ہے اور جس کا لفظی ترجمہ ہلکی پھلکی گفتگو ہے۔ مغرب میں اس کتاب کو انالیکٹ کہا جاتا ہے۔ یہ کتاب کنفیوشس اور اس کے شاگردوں کے درمیان ہونے والی گفتگو پر مشتمل ہے۔[(2)] اس کو اصل معانی میں کنفیوشس کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کتاب کو اس نے اپنے ہاتھوں سے نہیں لکھا یہ چوتھی صدی ق م کی تدوین ہے جو کہ اس کے شاگردوں نے یاد رکھے یہ کتاب بیس ابواب پر مبنی ہے تیسرے سے لے کے نویں باب تک وہ اقوال ہیں جن کو خود کنفیوشس وجود میں لایا۔ دراصل اب تک یہ کتاب واحد ذریعہ ہے کنفیوشس کے حالات زندگی کے بارے میں کنفیوشس مذہب میں اس کتاب کی بہت عزت ہے۔[(3)] اس کتاب میں ہمیں اس عظیم انسان کے اقوال ملتے ہیں۔ کہ جن کے ذریعے انسان امن و سکون سے زندگی گزار سکتا ہے۔

اس کتاب کے ذریعے اعلی انسان کی سمجھ آتی ہے کہ کس طرح انسان مثالی زندگی گزار سکتا ہے۔ اس کتاب کو کنفیوشس کے شاگردوں نے لکھا دوسری صدی تک اس کتاب کا نام واضح نہیں ہوا تھا۔ اس دور میں اس کتاب کے تین نمونے تھے دو نمونے گم ہو گے بچ جانے والا نمونہ لو ریاست کا تھا یہ کتاب دو حصوں میں منقسم تھی۔ ہر حصے کی دس فصول تھیں۔ چو سی (بارھویں صدی کا فلسفی) نے ان کو اکٹھا کیا اور بعض فصول کو تقسیم کیا جو کہ 582 بنیں اور ہر فصل کو 18 حصوں میں تقسیم کیا۔ اس کتاب کے انگلش ترجمے سے ابواب کی تقسیم تبدیل ہو گئی جو 499 بنتے ہیں۔ کنفیوشس ازم کی تعلیم میں یہ کتاب سب سے اہم جانی جاتی ہے۔[(4)] اگرچہ اس کتاب میں کوئی ترتیب، موضوع کی درجہ بندی اور وحدت افکار نہیں۔

7۔ کتاب منشس (Mencius)Meng – Tzu

اس کتاب کو The book of Mencius اور The work of Mencius بھی کہا جاتا ہے۔ منشس کا فلسفہ سات کتابوں پر مشتمل ہے۔ جن کے 260 ابواب اور 35،000 رسم الخط ہیں۔ اس کتاب کو منشس کے شاگردوں نے لکھا اس کتاب میں بے ربط سے اقوال اور نصیحتیں بیان کی گئی ہیں۔ یہ کتاب کنفیوشی تعلیمات کی ترجمانی کرتی ہے۔[(5)]

---

(1) Sima Qian,*Records of the Historian*, Trans.Yang,24-25.
(2) Jingpan,*Confucians as a Teacher*,122.
(3) *Cambridge History Of The World's Religions*(Cambers Harrap Publications,2005),213.
(4) William H.M.C.Neill, Classical China(New York : Oxford University Press,1978),6.
(5) S.E. Frost Jr. *The Sacred Writings of the World's Great Religions*(New York:Garden City Books,1943),113.

8۔ عظیم سبق(Ta Hsueh (The Great Learning)

The Great Learning در حقیقت لی کی کا باب 42 ہے گیارہویں صدی کے کچھ لوگوں نے اس کو ترتیب دیا اور اس کی شرح لکھی جو کہ اب گم ہو چکی ہے۔ چو سی نے اس کتاب کا ضمیمہ لکھا مجودہ فلاسفر نے اس کتاب کی تاریخ 200ق۔م بتائی ہے۔ چو سی نے اس کتاب کی اہمیت اجاگر کی اس نے اس کتاب کو چار کتابوں میں شامل کیا اور اس پر تفاسیر لکھی۔ Ta Hsueh سے مراد بالغوں کے لیے تعلیم ہے۔ بالغوں کی تعلیم میں اخلاقی ترقی اور معاشرتی نظم و ضبط شامل ہے۔ اس کتاب کا مطلب عظیم آدمی کے لیے تعلیم دینا ہے۔ یہ کتاب بہت اہم ہے اس میں کنفیوشس کے تعلیمی، اخلاقی اور سیاسی خیالات بیان کیے گے ہیں۔ یہ کتاب تین شقوں پر مشتمل ہے۔ اس کتاب میں انسان کے کردار کو واضح کرنا، لوگوں سے محبت کرنا اور درست کی اتباع کرنا شامل ہے۔[(1)]

9۔ درمیانہ رستہ(The Doctrine of Mean)

در حقیقت یہ کتاب نفسیات اور مابعد الطبیعیات پر ایک خطبہ ہے۔ اس میں انسانی فطرت پر بحث کی گئی ہے۔ مذہبی اور پراسرار کتاب ہے۔ یہ کتاب منشس سے ملتی جلتی ہے۔ اس کتاب میں کنفیوشس کے ذہن اور خیالات کی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ یہ ان کتابوں میں سے ہے جن کو عموماً کنفیوشس کی تعلیمات کا جواب نامہ کہا جاتا ہے۔[(2)]

کنفیوشس کی تعلیمات ان نو مذہبی کتب میں ملتی ہیں۔ ان کتب میں چین کی تاریخ، معاشرتی اور حکومتی ڈھانچے، کنفیوشس کی تعلیمات، گفتگو، اور اخلاقی طور پر زندگی گزارنے کے بارے میں رہنمائیوں پر مشتمل ہے۔

---

(1) Chan, *Chinese Philosophy*, 84-85

(2) S.E. Frost Jr.*The Sacred Writings of the World's Great Religions*,108.

باب دوم

کنفیوشس ازم اور اسلام کے کی اخلاقی و خاندانی نظام کا جائزہ

فصل اول: زوجین کے تعلقات اور باہمی حقوق

فصل دوم: والدین کے حقوق و فرائض

فصل سوم: کنفیوشس ازم میں دوستی اور اس کے لوازمات

فصل چہارم: اسلام کے اخلاقی و خاندانی نظام کا جائزہ

فصل اول

زوجین کے تعلقات اور باہمی حقوق

اخلاق خلق کی جمع ہے اس سے مراد عادتیں خصلتیں، خوش خوئی، ملنساری، کشادہ پیشانی سے ملنا، خاطر مدارت، آؤ بھگت، اور علم الاخلاق سے مراد وہ علم جس میں سعادہ و معاش، تہذیب نفس سیاست مدن وغیرہ کی بحث ہو۔ کنفیوشس کی جملہ تعلیمات ،اخلاقیات پر مشتمل ہیں جس میں وہ عوام الناس اور حکام دونوں کی تربیت کرتا ہے۔اور ان اخلاقیات کے ذریعے انسانی معاشرے کی اصلاح چاہتا ہے۔ کنفیوشس کی اخلاقیات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسلامی اخلاقیات کا صحیح ترجمان ہے ۔ کنفیوشس ازم میں اخلاق حسنہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ فلسفہ کنفیوشس کی بنیاد انسانیت سے محبت پر ہے۔انسان سے خلوص پیار اور باہمی اتفاق ہی حقیقی طور پر انسان کی زندگی میں نمایاں اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فلسفہ کنفیوشس کے مطابق رحم اور پیار کی سوچ تو افراد اور حکام کے دل ودماغ میں رچ بس جانا چاہیے اور اسی سوچ سے تمام معاشرتی رشتے بنائے جاسکتے ہیں۔

زوجین کے تعلقات اور باہمی حقوق

نکاح ایک حرمت والا اور پاکیزہ تعلق ہے۔ جس میں دو افراد کو علی الاعلان ایک دوسرے کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ نکاح کی وجہ سے معاشرے سے غلاظت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ فحاشی ختم ہوتی ہے۔ کیونکہ نکاح کے بغیر عورت اور مرد کے تعلق سے معاشرے میں بدامنی فتنہ فساد خاندانی حکام کی بربادی ہوتی ہے۔ مقصد زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔اگر نکاح ہو تو اولاد کا وجود ہوتا ہے تو پھر میاں بیوی کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ میری اولاد ہے مجھے ان کے لیے کچھ کرنا ہے ان کی تعلیم و تربیت کرنی ہے۔ جب نکاح کا بندھن بندھ جاتا ہے تو مرد و عورت اپنی اپنی ذمہ داریوں میں لگ جاتے ہیں۔ گھر کا ناظم اعلیٰ مرد ہوتا ہے وہ اپنے گھر کے مالی امور کی گھرانی کرتا ہے اور عورت گھر کا نظم ونسق چلاتی ہے۔اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت گزار رہے اور اپنی عصمت وعفت کی پوری حفاظت کرے۔ شاعری کی کتاب میں لکھا ہے۔

> “Happy union with wife and children is like the music of lutes and harps. When there is concord among brethren, the harmony is delightful and enduring. Thus may you regulate your family, and enjoy the pleasure of your wife and children."[(1)]

(بیوی اور بچوں کے مابین خوش گواریاں بانسریوں اور بھناروں کی موسیقی کی طرح ہیں جب بھائیوں میں اتفاق ہوتا ہے تو، ہم آہنگی خوشگوار اور پائیدار ہوتی ہے۔اس طرح آپ اپنے کنبے کو منظم کر سکتے ہیں، اور اپنی بیوی اور

---

(1) Legge, *The Doctrine Of The Mean*, Chap, XV, 12.

بچوں کی خوشنودی سے لطف اٹھائیں)۔

لہذا اپنے خاندان کی نگرانی کرو تاکہ بیوی اور بچوں کی خوشیاں دیکھ سکوں۔ میاں بیوی، والدین اور بچوں اور بھائیوں کے درمیان سدھار ہوا چھے تعلقات ہوں تو ان کے درمیان معاشرہ سنور جاتا ہے۔ کائنات میں سکون واطمینان آجاتا ہے۔

Book of Changes یعنی تبدیلیوں کی کتاب میں کہا گیا ہے کہ

"خاندان کو وہی اصول وضوابط ماننے چاہیے کہ جس کا حکم ان کائناتی نظام دیتا ہے۔ دنیا میں آسمان کی حیثیت Yang یعنی مردانہ قوت کی ہے اور زمین کی حیثیت (Yin) یعنی عورت کی سی ہے۔ لہذا خاندان میں دو قوتیں Yinاور Yang یعنی مرد وعورت ہیں۔ آدمی فطرتاً بہادر متحرک حیثیت اور مضبوط ہوتا ہے۔ جبکہ عورت ڈرپوک، کمزور، غیر متحرک، سست اور نرم ونازک ہوتی ہے"۔[1]

زوجین کے تعلق کی اہمیت

انسانوں کے باہمی تعلقات میں میاں بیوی کا تعلق بہت اہم ہے ماں باپ اور اولاد کے بعد دوسرا اہم ترین رشتہ زوجین کا ہے۔ چینی معاشرے میں شادی کی رسم کو بہت دھوم دھام سے کیا جاسکتا تھا۔ چین میں شادی کو ایک مقدس فریضہ جانا جاتا ہے۔ چین کا ابتدائی حقوق کی کتاب(The Book of Rites) میں میاں بیوی کے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔

"کنفیوشس ازم میں بچوں کی شادی والدین کی پسند سے کی جاتی ہے نہ کہ اولاد کی مرضی کرتی ہے۔ کیونکہ شادی میں والدین کی مرضی بھی فرزندانہ سعادت کا حصہ ہے۔ شادی کے لیے خوبصورتی کی بجائے خواتین کی مہارت، سگھڑپن اور لڑکی کی مضبوطی کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ شادی سے پہلے دونوں کی محبت کو اچھا نہیں جانا جاتا۔ چینی معاشرے میں شادی از حد ضروری ہے اور اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو تو لڑکے کو والدین کا ساتھ دینا چاہیے نہ کہ بیوی کا۔ عام طور پر چین میں لڑکی کی شادی بلوغت کے فوراً بعد کردی جاتی ہے۔ شادی کے بعد عورت کی زندگی میں بے شمار تبدیلیاں آتی ہیں جب عورت کی شادی ہوتی ہے تو اس کو اپنے والدین کا گھر چھوڑنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی فیملی سے زیادہ روابط نہیں رکھ سکتی چین میں بیوی کے لیے اولین ترجیح خاوند کے والدین پھر خاوند ہوتا ہے"۔[2]

اگر عورت بچے نہ پیدا کرسکے تو اس کو سخت اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کنفیوشس ازم میں مثالی بیوی معزز، خاموشی اور باوقار ہوتی ہے۔ عورت کی چند مندرجہ ذیل خوبیاں ہوتی ہیں۔ اندرونی مضبوطی، برداشت اور پرسکون۔[3]

(1) *Book Of Changes,The Great Appendix*,t.i,ch.1
(2) Legge,*The Doctrine Of The Mean*,Chap,XV,18
(3) Gmi-Ch&ll Confucian Medical Ethics, 6 – 7.

شادی خاندان کی مضبوطی کا سبب

کنفیوشس مذہب میں شادی پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ اس سے ہی خاندان کی مضبوطی ہوتی ہے اور والدین اور بچوں کے درمیان مضبوط رشتہ قائم ہوتا ہے۔

The Book of Rites میں لکھا ہے:۔

"چین میں میاں بیوی کے تعلق کو Yin اور Yang سے منسوب کیا گیا ہے۔کہ Yin سے مراد بیوی اور Yang سے مراد خاوند ہے دونوں افزائش نسل کے لیے ضروری ہے۔کہ دونوں کی وجہ سے گھر میں سکون و اطمینان ہوتا ہے۔خاوند کو اپنی جسمانی ساخت کی وجہ سے عورت پر فوقیت ہے۔ لیکن دونوں مل کر گھر کا نظام چلاتے ہیں"۔[1]

کنفیوشس ازم میں خواتین کو گھریلو معاملات جیسے بچوں کی پرورش کرنا، کھانا پکانا، بنائی اور دیگر گھریلو نظم و نسق کی ذمہ داریاں سونپی گئیں ہیں اور دوسری طرف مردوں کو عوامی اور معاشرتی امور جیسے کھیتی باڑی، تجارت اور حکومت کی انعقاد کی ذمے داریاں سونپی گی ہیں۔ایک اچھی بیوی یہ بات بخوبی جانتی ہے کہ اس نے کس طرح سے اپنے خاوند کے ساتھ تعاون کرنا ہے اور کس طرح ایک خاندان میں مضبوطی اور اتحاد برقرار رہ سکتا ہے۔

والدین کی مشاورت سے شادی

کنفیوشس ازم میں والدین کی مرضی اور مشاورت سے شادی ہو سکتی ہے:۔

"In marrying a wife, how ought a man to proceed? He must inform his parents"[2]

(بیوی سے شادی کرتے وقت مرد کو کس طرح آگے بڑھنا چاہیئے ؟ اسے اپنے والدین کو آگاہ کرنا چاہیئے)۔

شادی کی رسومات

شادی کی درج ذیل رسومات ہیں:۔

1۔ رشتے کی تجویز

کنفیوشس ازم میں سب سے پہلے شادی کے لیے رشتے کا انتخاب کرنا ہوتا ہے، اس کے لیے لڑکے والے رشتہ کروانے والے کے ذریعے لڑکی کو شادی کا پیغام دیتے ہیں۔مرد اور عورت رشتہ کروانے والے کی مداخلت کے بغیر، ایک دوسرے کا

---

(1) Chan, Sin Yee. 2000. "*Gender and Relationship Roles in the Analects and the Mencius.*" *Asian Philosophy* 10, no. 2: 115-132. Academic Search Premier, EBSCO host, 117.

(2) Legge, *The Works of Mencius*, book, V, chap, II, 205.

نام نہیں جانتے۔ جب تک انہیں شادی کے تحائف نہ موصول ہو جائیں، دونوں کے درمیان کوئی بات چیت نہیں ہونی چاہئے اور نہ ہی پیار ہونا چاہئے۔

2۔ زائچہ نکالنا

اس کے بعد اگر رشتہ لڑکی والوں کو پسند آجائے تو پھر اس کے بعد لڑکی کی تاریخ پیدائش اور پیدائش کا وقت پوچھتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دونوں کی ہم آہنگی چیک کی جائے۔ اس کے لیے ماہر فلکیات سے رابطہ کیا جاتا ہے اور وہ دونوں کی تاریخ پیدائش کے اعتبار سے جائزہ لیتا ہے کہ آیا ان کی شادی ہو سکتی ہے کہ نہیں

3۔ منگی کے تحائف

اگر دونوں کے ستارے آپس میں مل جائیں تو پھر رشتے والے کے ذریعے لڑکے کے گھر والے لڑکی کو تحائف اور شادی کا خط پہنچاتے ہیں۔ اگر لڑکی والے تخائف اور خط قبول کر لیں تو شادی ہو جاتی ہے۔

4۔ شادی کے تحائف

منگی کے تحائف کے بعد دلہن کے خاندان والے دلہا کے گھر والوں سے تخائف وصول کرتے ہیں۔ شادی کے تحائف مقامی وسم ورواج کے مطابق ہوتے ہیں۔

5۔ شادی کی تاریخ کا انتخاب

اس کے بعد دوبارہ ماہر فلکیات سے رابطہ کر کے شادی کے لیے موزوں دن کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

6۔ شادی کی تقریب

اس کے بعد شادی کی تقریب کا آغاز ہوتا ہے۔ شادی میں دلہا اور دلہن سرخ لباس زیب تن کرتے ہیں۔ چین میں سرخ رنگ کو خوش بختی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ جس میں دولہا اپنی دلہن کو لینے کے لیے دھوم دھام سے آتا ہے۔ تقریب میں، نئے جوڑے کو شانہ بہ شانہ کھڑا ہونا ہوتا ہے اور وہ تین بار جھکتے ہیں۔ پہلی بار وہ جھک کر زمین و آسمان، اور کنبہ کے بزرگوں کو خراج عقیدت پیش کرتے تھے اور دوسری بار دولہا کے والدین کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اور تیسرا ایک دوسرے کے لیے کہ وہ ایک دوسرے سے محبت اور احترام کریں گے۔ [1]

شادی کے بعد خاتون کی میکے میں آمد

رسومات کی کتاب میں شادی کے بعد لڑکی کی سسرال میں آمد کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

When a married aunt, or sister or daughter returns home (on a visit),

(1) Lei Guo, Lan Wang. Comparison Between Chinese Traditional Marriage Customs and American Marriage Customs. *Humanities and Social Sciences*. 4, No. 4(2016):123-126.

no brother (of the family) should sit with her on the same mat or eat with her from the same dish. (Even) the father and daughter should not occupy the same mat. (1)

(جب شادی شدہ پھپھی، بہن یا بیٹی میکے آتیں ہیں تو اس کا بھائی اور وہ نہ ہی ایک چٹائی پر بیٹھ سکتے ہیں اور نہ ہی وہ ایک پلیٹ میں کھانا کھا سکتے ہیں یہاں تک باپ بیٹی دونوں ایک چٹائی پر اکھٹے نہیں بیٹھ سکتے)۔

بیوی کا خاوند کی مضبوطی میں کلیدی کردار

شادی ایک مقدس فریضہ ہے لہذا اس کا اچھے طریقے سے اہتمام کرنا چاہیے۔ منشس کے مطابق میاں بیوی کا کردار بہت اہم ہے۔ ابتدائی کنفیوشسی ادب سے یہ بات آشکارہ ہوتی ہے کہ بعض اوقات شادی بدقسمتی کی طرف لے جاتی ہے اور بعض اوقات خوشحالی کی طرف۔ جیسا کہ تھائی رن (Tia Ren) نے اپنے خاوند اور بیٹے کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ خاتون خاندان کی بہتری میں اہم کردار ادا کرتی ہے اس کی وجہ سے معاشرہ سنور جاتا ہے۔

The Book of Rites میں لکھا ہے۔

She should be admonished to be upright and sincere. Faithfulness is requisite in all service of others, and faithfulness is (specially) the virtue of a wife. Once mated with her husband, all her life she will not change (her feeling of duty to him), and hence, when the husband dies she will not marry (again).(2)

(شادی سے پہلے لڑکی کو سیدھے اور مخلص رہنے کی تلقین کی جانی چاہئے۔ دوسروں کی تمام خدمات میں وفاداری لازمی ہے، اور وفاداری (خاص طور پر) بیوی کی خوبی ہے۔ ایک بار اگر اس نے اپنے شوہر کے ساتھ ہم آہنگی کی تو پوری زندگی وہ اپنی وفاداری تبدیل نہیں کرے گی۔ اور شوہر کی وفات کے بعد وہ دوبارہ شادی نہیں کرے گی)۔

بڑھاپا اور بیوگی

چینی معاشرے میں بیوہ عورت خاص طور پر پھر جو بوڑھی ہو چکی ہو اس کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ نوجوان نسل ان کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں۔ یہ مرد و عورت کی زندگی کا وہ وقت ہوتا ہے کہ جب ان کو بہت عزت ملتی ہے۔ بیوہ خاتون کی عزت

---

(1) James Legge(Trans),*The Sacred Book of China*,Part IV,*Li Ki,* ed. F.Max Mullar (New Dehli:Atlantic Publishers,1990),74.

(2) Legge(Trans),*The Sacred Book of China,* Sec 3-2,439.

طلاق یافتہ سے زیادہ ہوتی ہے بیوہ عورت دوبارہ شادی تو کرسکتی ہے لیکن اس کی شادی کو وہ مقام و مرتبہ نہیں ملتا دوبارہ شادی کی صورت میں عورت کو اس کے سابق خاوند کی برابری سے حصہ نہیں ملتا صرف اس کو عزت اس صورت میں مل سکتی ہے کہ وہ سابق خاوند کے گھر میں عزت سے زندگی گزارے شادی نہ کرے خاندانی وقار کو زیادہ عزت دی جاتی ہے نہ کہ بیوہ عورت کو نیک عورت خاوند کی شادی کے بعد دوبارہ نکاح نہیں کرتی وہ اپنے خاوند کی یادوں کے ساتھ اس کے خاندان کی خدمت کرتے ہوئے زندگی گزارتی ہے۔[1]

انصاف پسندی اور اطاعت شعاری

اس ضمن میں کنفیوشس یہ تعلیم دیتا ہے کہ شوہر کو انصاف پسند اور بیوی کو شوہر کا اطاعت گزار ہونا چاہیے۔اس رشتے میں تمام ماتحتی بیوی کو کرنی پڑتی ہے۔اس کا پہلا فرض بچوں کو یہ باور کرانا ہے کہ والدین کے مزاروں پر درست اور مناسب طریقے سے قربانیاں پیش کرنی چاہیئں۔[2] بیوی کے فرائض میں یہ بات بھی شامل تھی کہ وہ اپنے شوہر کے والدین کی ہر ممکن خدمت کرے۔ان سے ایسا برتاؤ رکھے جیسا کہ اپنے حقیقی والدین سے رکھتی ہے۔

The Book of Rites میں تحریر ہے:

"بیٹوں کی بیویوں کو اپنے ساس سسر کی خدمت ویسے ہی کرنی چاہیے جیسی وہ اپنے حقیقی والدین کی کرتی ہیں۔ مرغے کی پہلی آواز پر ان کو اپنے ہاتھ دھونے چاہیئں اور منہ صاف کرنے چاہیئں بالوں میں کنگھی کر کے ان پر ریشمی کپڑا رکھنا چاہیے۔اس کو پن سے باندھنا چاہیے بالوں کو ان کی جڑوں سے پٹی سے باندھنا چاہیے۔ پھر ان کو غلاف اوڑھ کر اس پر کمر بند باندھنا چاہیے بائیں جانب ان کو جھاڑن اور رومال، چھری اور سنگ فساں اور آگ پکڑنے کے لیے چھوٹی سلاخ لٹکانی چاہیے یہ سب چیزیں ایک چھلے میں ڈالنی چاہیے وہ اپنے ہار بھی نہیں پہنیں گی اور جوتوں کے تسمے بھی ٹھیک کریں گی۔ چنانچہ تیار ہو کر ان کو اپنے ساس سسر کے پاس جانا چاہیے۔ان کے پاس پہنچنے کے بعد انکو اکھڑی ہوئی سانس اور دھیمی آواز میں پوچھنا چاہیے کہ آیا ان کے کپڑے سخت گرم ہیں یا سخت سرد ہیں۔ آیا وہ بیمار یا تکلیف میں ہیں یا وہ کسی بھی قسم کی بے آزاری محسوس کر رہے ہیں، اور اگر ایسا ہو تو ان کو بڑی عزت واحترام کے ساتھ ان کی جگہ سے ہٹا کر اس کو درست کر دینا چاہیے"۔[3]

اس کے علاوہ شوہر کے والدین کی خدمت کے ضمن میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ مثال کے طور پر ایک عورت کی بوڑھی ساس سخت سردی میں مچھلی کھانے کے شدید آرزو کرتی ہے۔ وہ نوجوان عورت اپنے آپ کو تالاب کی برف پر جھکاتی ہے اور

(1) Dawson, *The Ethics of Confucius*,143.
(2) E.E Kellett, *A Short History Of Religions*(Australia:Penguin Books Ltd 1933),438.
(3) Legge(Trans), *The Sacred Book of China*,168.

برف کو پگھلانے کے لیے اپنا سینہ برہنہ کر دیتی ہے تاکہ جو نہی مچھلی تیرتی ہوئے اس سوراخ تک آئے تو وہ اس کو پکڑ لے۔[1]

کنفیوشس معاشرے میں شادی کا معنی ایک نئے خاندان کی تشکیل نہیں بلکہ شادی پہلے سے موجودہ شوہر کے خاندان میں وسیع کا مظہر ہوتی ہے۔ یہ بات زیادہ درست ہو گی کہ شادی کا صرف ایک مقصد ہوتا: اولاد نرینہ کی پیدائش اور شوہر کے خاندان کو وسیع رکھنا۔ شادی کے بعد عورت شوہر کے خاندان کی ایک فرد بن جاتی ہے اور اپنے پیدائشی خاندان کی فرد نہیں رہتی۔ نتیجتاً ایک شادی شدہ عورت اپنے پیدائشی خاندان کے لیے آبائی رسومات ادا نہ کر سکتی جبکہ اس کو اپنے شوہر کے خاندان کی آبائی رسومات میں شرکت کرنا ہوتی۔

طلاق

چین میں طلاق کا رجحان کم ہے۔ خاوند مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے:۔

1. بیٹا نہ ہونے کی بناء پر

چونکہ شادی کا مقصد شوہر کے خاندان کی نسل بڑھانا ہوتا، اس لیے ایک بیوی کی بنیادی ذمہ داری افزائش نسل ہوتی۔ جو بیوی بیٹا پیدا نہ کر سکتی تو وہ مقصد کے حصول میں ناکام رہتی۔ جس کی وجہ سے اس کو شوہر کا گھر چھوڑنا ہوتا۔

2. زنا

اخلاقیات کے کنفیوشس معیارات کے مطابق، بدکار عورت، پارسا عورت نہیں ہوتی۔ مزید براں ظاہراً میں تعریف میں عورت کے ساتھ امتیاز برتا گیا۔ کنفیوشسی مت کے مطابق ایک شادی شدہ مرد صرف شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کر سکتا ہے غیر شادی شدہ عورت سے نہیں۔ تاہم ایک عورت، شادی شدہ اور غیر شادی شدہ، دونوں طرح کے مردوں کے ساتھ بدکاری کی مرتکب ہو سکتی۔

3. والدین/ساس سسر کی نافرمانی

ایک بیٹی کی فرزندانہ پارسائی بیٹے کی نسبت کم اہم ہوتی ہے۔ اس کے پیچھے منطق یہ تھی کہ ایک شادی شدہ عورت کو اپنے والدین کی بجائے سسرالی والدین کے لیے فرزندانی پارسائی کا اظہار کرنا ہوتا، شادی شدہ عورت کی بیٹی کی حیثیت سے ذمہ داری بہو کی، حیثیت سے ذمہ داری میں تبدیل ہو جاتی۔

4. بے ہودہ گفتگو کرنے والی

اگرچہ یہ "سات گناہ" میں شامل تھی لیکن عموماً عورت کے فطری مزاج کی وجہ سے اس پر دھیان نہ دینے کی وجہ ہے۔

5. چوری

(1) Huston smith, *The Religions Of Man* (New York: The New American Library, 1958),163.

اس معاملے میں چوری سے مراد صرف عورت کے شوہر کے خاندان کے خلاف چوری کا ارتکاب ہے۔

6۔ حسد اور بغض رکھنے والی

اگرچہ بظاہر یہ معمولی سی وجہ ہے لیکن یہ بھی اہم تھی۔ یہ اس لحاظ سے عورت کے لیے اہمیت کی حامل تھی کہ شوہر کی دوسری بیویوں سے حسد نہ کرے۔

7۔ ناقابل علاج بیماری

اگر کسی عورت کو ایسی موذی مرض ہو کہ اس کا علاج نہ ہو تو اس کو طلاق دی جا سکتی ہے۔[1]

ان سات وجوہات کی بناء پر خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ خاوند خاندان کے سربراہ کو شامل کر کے طلاق دے سکتا ہے۔ چین میں عورت کے لیے طلاق کو اچھا نہیں جانا جاتا طلاق کے بعد عورت اپنے گھر چلی جاتی ہے۔ لیکن طلاق کی وجہ سے لڑکی کے گھر والوں کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے بعض لڑکی دلبر داشتہ ہو کر خودکشی یا پھر سادھو بن جاتی ہے۔

خاتون کی دوسری شادی

شوہر کی موت کے بعد عورت دوسری شادی کر سکتی ہے یا نہیں تو اس ضمن میں کنفیوشس نے یہ شرط لگائی کہ "پارسا عورت" اگر بیوہ ہو جائے تو اسے پاک دامن رہنا چاہیے۔ چینی کرداروں میں بیوہ سے مراد ایسی عورت ہے جو اپنے شوہر کی موت کے بعد اکیلی رہتی۔ اس میں منطق یہ تھی کہ بیوہ اپنے شوہر کے خاندان کی ایک فرد تھی۔ اس کے دوبارہ شادی کرنے کی وجہ سے اس کے بچوں سے متعلق سنگین مسائل جنم لے سکتے تھے۔ اگر وہ شادی کر لے تو وہ اپنے نئے شوہر کے خاندان کی فرد بن جائے گی جبکہ اس کے بچے اس کے مرحوم شوہر کے خاندان کا حصہ رہیں گے۔ والدین اور بچے کو جدا کرنے سے ان کا آپس میں رابطہ ٹوٹ جائے گا۔[2]

عورتوں کے بارے میں کنفیوشس کا نظریہ یہ تھا۔

> "Of all people, girls and servants are the most difficult to behave to. If you are familiar with them, they lose their humility. If you maintain a reserve towards them, they are discontented."[3]

(عورتوں اور نچلے درجے کے لوگوں سے معاملہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھو گے تو یہ تمہارے اور قریب ہو جاتے ہیں اور اگر تم ان سے دور رہو گے تو یہ اس کا برا مان جائیں گے)

---

(1) Lang, U, *Chinese Family And Society* (Hamden: Arch on Books, 1986),34.
(2) Dawson,*The Ethics of Confucius*,147.
(3) The Analects of Confucius,Book,XVII,Chap,XIV,164.

کنفیوشسس ازم نے عورتوں کے طرز عمل کے بارے میں تین اطاعتوں کا تصور دیا۔

1۔ایک کنواری لڑکی کو اپنے باپ کی فرنبرداری کرنی چاہیے۔

2۔شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کرنی چاہیے۔

3۔اور بیوہ کو اپنے سب سے بڑے بیٹے کی اطاعت کرنی چاہیے۔[1]

کنفیوشسس ازم میں خاندانی نظام کی مضبوطی اور معاشرتی استحکام کے لیے شادی ضروری قرار دی گئی ہے۔لیکن شادی میں لڑکا اور لڑکی کی رضامندی شامل نہیں ہوتی ہے۔دونوں کے شادی کے معاملات میچ میکر کے ذریعے طے پاتے ہیں۔اس کے علاوہ مرد تمام گھر کا سربراہ ہوتا ہے اور بیوی کو ہر حال میں خاوند کی اطاعت کرنی ہوتی ہے۔مزید براں خاوند کو طلاق کا حق ہوتا ہے اور وہ کسی بھی وقت بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔کنفیوشسس ازم میں عورت کے نکاح ثانی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا۔

(1) Dawson,*The Ethics of Confucius*,143

فصل دوم

والدین کے حقوق و فرائض

دنیا کے تمام معاشروں میں والدین کے احترام و محبت کا جذبہ ہمیشہ نمایاں آیا ہے۔ صرف معاشروں میں آباؤاجداد جیسا کہ کنفیوشس ازم میں بھی والدین کی پرستش کی جاتی ہے۔ کیونکہ صرف ماں باپ ہی ہیں جو کہ بغیر کسی طمع و لالچ کے اولاد کی تربیت کر کے ان کو اس قابل کرتے ہیں کہ وہ دنیا میں اپنا اور اپنے والدین کا نام روشن کر سکیں۔

کنفیوشس ازم میں والدین کی اطاعت و فرمانبرداری پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور اس بات کو یقینی بنانے کا کہا گیا ہے کہ ان کی زندگی میں بھی ان کے سکھ چین کا خیال رکھا جائے ان کو نہ صرف جسمانی بلکہ روحانی اور جذباتی طور پر بھی تحفظ و سکون دیا جائے۔

کنفیوشس ازم میں والدین کی اہمیت

کنفیوشس ازم ایسا مذہب ہے کہ جو اخلاقی اصول و ضوابط کو بہت اہمیت دیتا ہے اور خاندانی نظام کی مضبوطی اور اس کے استحکام کو ہر حال میں برقرار رکھنے کا کہتا ہے۔ چین میں چینی ثقافت اور تہذیب کو جاننے کے لیے سب سے پہلے ضروری ہے کہ خاندانی نظام کو جاننا چاہیے۔ چین میں خاندانی نظام نہ صرف ایک معاشرے کی اکائی ہے بلکہ وہ ایک مکمل قانونی شناخت بھی پیش کرتا ہے۔ جو کہ ایک ریاست اور معاشرے میں صدیوں سے چلی آ رہی ہے۔ چین میں فرزندانہ سعادت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کے لیے (Filial Piety) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

فرزندانہ سعادت (Filial Piety) سے مراد ہے کہ بوڑھے والدین کی خدمت نوجوان اولاد کرے۔ فرزندانہ سعادت کو ایک روایتی چینی ثقافت میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ والدین کے احترام کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ لہذا فرزندانہ سعادت ایک ایسا جذبہ ہے جو باپ اور بچے کے درمیان ہوتا ہے۔ ایک اعلی ارفع انسان ہی اچھے اور برے میں تمیز کر سکتا ہے وہ اس بات کو بہتر جان سکتا ہے کہ کب کدھر اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہے اس کو ذاتی طمع و لالچ نہیں ہوتا وہ حرص و ہوس سے مبرا ہو سکتا ہے۔ کنفیوشس کے بقول

> "The superior man thinks of virtue; the small man thinks of comfort. The superior man thinks of the sanctions of law; the small man thinks of favors which he may receive"[(1)]

(اعلی انسان اچھائی کے بارے میں سوچتا ہے جبکہ کم تر انسان اپنے فائدے کی فکر میں لگا رہتا ہے برتر انسان قانون کی پابندیوں کے بارے میں سوچتا ہے اور کم ظرف انسان ہمیشہ عنایات کے بارے میں سوچتا ہے)

---

(1) D C Lau (Trans), *The Analects,(Lun Yu)(*Penguin books,1979),Book VI,Chap ,XI,25.

یعنی کم تر انسان کو کسی رشتے سے بھی لینا دینا نہیں ہوتا اس کی سوچ مادی چیزوں پر مرکوز ہوتی ہے۔ چینی معاشرے میں اس بات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ اپنے ماں اور باپ کی حتی الامکان خدمت کرو کیونکہ والدین اپنی اولاد کی دیکھ بھال پیار اور محبت سے کرتے ہیں۔اور حتی الامکان طریقے سے ان کی ذہنی، جسمانی اور جذباتی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔اپنی زندگی کی تمام آسائشوں کو ترک کر کے اولاد کا خیال رکھتے ہیں۔ والدین صرف اپنی اولاد سے فرمانبرداری، عزت کا مطالبہ زندگی میں کرتے ہیں۔اور اس بات کا کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد بھی ان کو عزت و احترام دیا جائے۔ان کی ہر گز نافرمانی نہ کی جائے۔ کنفیوشس کہتے ہیں:۔

> "That parents, when alive, should be served according to propriety; that, when dead, they should be buried according to propriety; and that they should be sacrificed to according to propriety."(1)

(والدین کی زندگی میں رسم و رواج کے مطابق ان کی خدمت کی جائے اور جب وہ وفات پا جائیں تو ان کو رسم و رواج کے مطابق دفن کیا جائے اور رسم و رواج کے مطابق ان کے لیے قربانیاں کی جائیں)

معاشرتی استحکام کے لیے ازحد ضروری ہے کہ والدین اور بچوں کے درمیان ذہنی ہم آہنگی اور سکون و اطمینان ہو اس طرح فرزندانہ سعادت سے خاندانی ماحول پر سکون اور خوشگوار ہو جاتا ہے۔

جیسا کہ The Doctrine Of The Mean میں کہا گیا ہے۔

> "ایک اچھا انسان اپنے آپ کو سنوارتا ہے۔ جیسے ہی وہ اپنے آپ کو سنوارنے کے لیے اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے۔ جیسے ہی انسان اپنے والدین کی خدمت کے بارے میں سوچتا ہے تو وہ انسانوں کو جانتا ہے۔ جیسے وہ انسانوں کو جانتا ہے تب وہ آسمان کو جاننے لگ جاتا ہے"۔

کنفیوشس ازم میں ایک اچھے بیٹے کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔

> "ایک اچھا بیٹا وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے والدین کی نہ صرف زندگی بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی ان کی پیروی کرے"۔(2)

ماں باپ کے ساتھ مناسب رویہ آسمانی احکام کا اہم ترین موضوع ہے اور اس کے ساتھ معاشرتی اور سیاسی امن اور ہم آہنگی کے لیے بہت ضروری ہے والدین کو اپنی اولاد سنوارنے اور تعلیم و تربیت میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔

بچوں کو احساس ہونا چاہیے کہ کس طرح تکلیف سے ان کے والدین ان کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ آسمان کے احکام مانے جائیں کیونکہ ماں باپ کا رشتہ اٹوٹ ہے کیونکہ کنفیوشس کے مطابق والدین ہی بچے

---

(1) D C Lau (Trans), *Analects*,Book,II, Chap ,V,8.

(2) مکالمات کنفیوشس، 19:4

کو پیدا کرتے ہیں ان سے بڑھ کر کوئی رشتہ اتنا اہم نہیں ہوتا۔ کنفیوشس سے اس کے شاگرد نے پوچھا کہ

"کس طرح والدین کو یاد رکھا جائے اگر وہ زندہ ہوں یا فوت ہو چکے ہوں۔اس طرح اس کے کسی ایک شاگرد نے پوچھا کہ والدین کی وفات کے تین سوگ کے سال ختم کر دیئے جائیں تو اس نے جواب دیا کہ سوگ کے تین سال کا مطلب ہے کہ والدین نے تربیت میں جو تکلیف اور پیار اولاد کو دیا تو وہ والدین کو اس کا بدلہ دیں"۔(1)

اگر کوئی والدین کی نافرمانی کرے ان کی زندگی میں اور موت کے بعد ان کی رسومات ادا کرے تو اس کے بارے Xunzi میں لکھا ہے کہ

"To be young and yet unwilling to serve the elders, misfortune will follow"(2)

(جوان اولاد ہو اور وہ بڑوں کی خدمت نہ کرے تو بد قسمتی اس شخص کا پیچھا کرتی ہے)

کنفیوشس کا شاگرد تزوہیا (Zi Xia) کہتا ہے۔

"A cultured man must exert his service to his parents properly. He demanded that in serving the parents, the children must act in accordance with the properties of li"

(اگر میں محترم کو بلا کوشش محترم جانوں اپنے والدین کی مقدور بھی خدمت کروں اپنی پوری ذات کو بادشاہ کی خدمت میں لگادوں اور دوستوں کے ساتھ معاملات میں راست گوئی سے کام لوں تب بھی اگر کوئی شخص غیر تربیت یافتہ کہے تو میں کہوں گا کہ تم بلاشبہ تربیت یافتہ ہو)(3)

لہذا ایک مہذب انسان کو ہر صورت میں والدین کی خدمت کرنی چاہیے والدین کی خدمت کرنے کے لئے بیٹے کو درست طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ والدین کے ساتھ اولاد کو نہ صرف پیار و محبت سے پیش آنا چاہیے بلکہ ان کی خدمت کرے اچھا رویہ اختیار کرے لہذا جب بھی ہم کچھ اپنے بڑوں کے سامنے کہیں، تب ہمیں ہر ممکن طور پر ان کے ساتھ مؤدب رہنا چاہیے۔ اگر وہ اپنی بڑی عمر کی وجہ سے کچھ کہہ دیں تب بھی ان کے سامنے خلوص سے رہنا چاہیے۔ منشس والدین کی خدمت انسانیت کی سب سے بڑی نیکی سمجھتا تھا۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 7:21

(2) Eric L Hutton, *Xunzi* (New Jersey: Princeton University Prss, 2014), 5:3.

(3) مکالمات کنفیوشس 1:7

“Serving parents as the most important virtue of mankind”.(1)

(والدین کی خدمت بنی نوع انسان کی سب سے اہم خوبی ہے)

منشس پانچ چیزوں کو گنواتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ ایک بیٹے کو اپنے والدین کی خدمت میں نااہل سمجھتا ہے۔ والدین کی خدمت میں غفلت نقصان اور شرمندگی لاتا ہے۔

> “The first is laziness about employing legs and arms, resulting in failure to support parents. The second, gambling and chess-playing and fondness for wine, with the same result. The third, prizing goods and money and selfish devotion to wife and children, with the same result. The fourth, giving way to the temptations that assail one’s eyes and ears, thus bringing his parents to shame. The fifth, reckless bravery, fighting and quarrelling, endangering thereby the happiness and the support of one’s parents.”(2)

(پہلا ٹانگوں اور بازوؤں کو استعمال کرنے میں کاہلی، جس کے نتیجے میں والدین کی مدد کرنے میں ناکامی ہوتی ہے یعنی والدین کی نگہداشت میں سستی کرنا، دوسرا وقت کو کھیل تماشے میں گزار دینا یعنی کہ شراب کا پینا، جوا اور تاش کھیلنا۔ تیسرا، سامان اور پیسے کی قیمت اور بیوی اور بچوں کے لئے خود غرضی کا جذبہ، چوتھا، ان آزمائشوں کا راستہ بنانا جو کسی کی آنکھیں اور کانوں پر لگ جاتی ہیں، اس طرح اس کے والدین کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے یعنی والدین کو شرمندہ کرنے کے لیے نفسانی خواہشات میں مبتلا ہو جانا اور پانچواں، لاپرواہی کی بہادری، لڑائی جھگڑا اس سے کسی کے والدین کی خوشی اور مدد کو خطرہ ہے)۔

اس پیرے میں منگ زی (Mengzi) نے کہا کہ بچوں کو ہر طریقے سے والدین کے لیے آسانیاں فراہم کرنی چاہیے۔ ان کے ذہنی، جذباتی اور جسمانی سکون کو مدِ نظر رکھ کر اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے معاشرتی برائیوں جیسا کہ فتنہ فساد، لڑائی جھگڑا، شراب نوشی، جوا، شہواتی خواہشات سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہیے۔ ماں باپ کی بدنامی کا باعث نہیں بننا چاہیے۔

لہذا بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین کی مدد کرے ایک دانا انسان والدین کی زندگی میں خوشی لاتا ہے۔ نہ کہ شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔ اصل میں یہی فرزندانہ سعادت ہے جس کی کنفیوشس ازم میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ منشس جو کہ کنفیوشس کا شاگرد ہے وہ بھی کہتا ہے کہ اگر کوئی اپنے والدین کو خوش نہیں رکھ سکتا اس کو انسان نہیں کہا جا سکتا اگر کوئی بیٹا اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے اس کو بیٹا نہیں کہا جا سکتا۔ کنفیوشس کے ایک اور شاگرد (Xunzi) کے مطابق بیٹے کی اچھائی اپنے والدین کی عزت اور ان کی فرمانداری کرنا ہے۔ اگر یہ ہو گا تو ایک بیٹا اطاعت گزار کہلایا جائے گا۔ لہذا فرزندانہ سعادت تین طرح کی

---

(1) James Legge, *The Work of Mencius. Chinese Classics* (London: Trübner, 1861),7:19.
(2) Ibid, Xxx.2, 197.

ہو سکتی ہیں۔

1. والدین کی خدمت کرنا۔

2. ان کو باعث ندامت نہ کرنا۔

3. ان کی خوراک، لباس اور باقی لوازمات کا خیال رکھنا۔

یہاں تک کہ اگر والدین غلطی کر لیں تب بیٹے کو ایک منظم رویہ اپنے والدین کی تصحیح کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ اسے اپنے والدین کو مناسب طریقے سے سمجھانا چاہیے۔ کنفیوشس کہتا ہے:

"جب تم اپنی ماں باپ کی خدمت کرو تو کچھ دیر کے لیے ان کی اصلاح کی کوشش ٹھیک ہے لیکن اگر تم دیکھو کہ وہ تمہاری بات نہیں مان رہے، تو احترام قائم رکھو اور خود کو ان سے دور نہ کرو بلا شکایت کام کرتے رہو"۔ (1)

والدین کے حقوق

والدین کی عظمت، ہر قدم، ہر ملت اور ہر مذہب میں مسلم ہے۔ کیونکہ صرف والدین ہی ہیں جو کہ اپنے بچے سے بے پناہ اور بے لوث پیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچے کو آرام آسائش فراہم کرتے ہیں کیونکہ جب بچہ دنیا میں آتا ہے تو اس وقت وہ بے بس ہوتا ہے۔ وہ صرف رو کر اپنی حاجات اور ضروریات بتا سکتا ہے۔ ماں باپ اپنا سکھ چین غارت کر کے بچے کی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ کنفیوشس ازم کے مطابق انسان کی فطرت نیک ہوتی ہے۔ لیکن صرف ماحول ہی سے انسان کی طبیعت اور میلان اچھے یا برے ہو سکتے ہیں۔ (2) اگر انسان کا دماغ اچھائی کی طرف چلا جائے تو وہ کبھی بھی برائی کی طرف نہیں جائے گا۔ دماغ کی درستگی اچھائی کے لیے از حد ضروری ہے۔

1۔ آباء واجداد کی تعظیم / Filial Piety/Hsiao

کنفیوشس کے مکالمات میں اس بات پر نہایت شد و مد سے تاکید کی گئی ہے کہ اولاد اپنے آباء واجداد اور اپنے بزرگوں کی عزت کرے۔ اس سے خاندان اور عمومی انسانی معاشرے کا استحکام وجود میں آتا ہے اور پس ماندگان پر اس کے اچھے اور برے اثرات مرتب ہوتے ہیں (3) کنفیوشس نے مزید یہ کہا کہ اگر کسی بزرگ کو عزت دے تو انسان کے اندر خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ اس سے انسان کی شخصیت اور خوبصورتیاں بڑھ جاتی ہیں۔ خاندانوں میں حسنِ سلوک اور پیار و محبت کا جذبہ ابھر آتا ہے۔ اگر ایک شخص اچھا ہو اور زندگی میں بھی ماں باپ کی خدمت کرے اور ان کی وفات کے وقت بھی تمام رسومات احسن طریقے سے ادا کرے تو وہ

---

(1) مکالمات کنفیوشس 4:18

(2) ایضاً 6:17

(3) Jennifer Oldstone_Moore, *Understanding Confucianism: Origins, Beliefs,Practices,Holy Texts,Sacred Places*(Duncan Baird Publishers,2003),53.

خاندان اور معاشرے کا ایک فرد شناس فرد کہلائے گا۔ جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے۔

He sacrificed to the dead as if they were present. He sacrificed to the spirits, as if the spirits were present. The Master said, "I consider my not being present at the sacrifice, as if I did not sacrifice."(1)

(کہ وہ اپنے بزرگوں کی ایسے تعظیم کرتا ہے کہ جیسے وہ موجود ہوں اور خداؤں کے لیے اس طرح قربانی کرتا ہے کہ جیسے وہ اس کے سامنے ہوں کنفیوشس کے مطابق موجودگی کے احساس کے بغیر قربانی دینا ایسے ہے کہ جیسے قربانی نہ دی ہو)۔

اسی طرح کنفیوشس زندہ والدین کی خدمت کرنے کی ترغیب دیتا ہے کہ اگر والدین حیات ہوں تو پھر ان کی کس طریقے سے دیکھ بھال کرنی ہے اور وفات پر کون سی رسومات ادا کرنی ہیں۔

Meng Yizi asked about filiality. The Master said, “Never disobey.” Fan Chi was driving the Master’s chariot, and the Master told him, “Meng Yizi asked me about filiality and I replied, ‘Never disobey.’” Fan Chi said, “What did you mean?” The Master said, “While they are alive, serve them according to li. When they are dead, bury them according to li; sacrifice to them according to li.”(2)

(مینگیزی(Meng Yizi)نے فرزندانہ سعادت کے بارے میں پوچھا؟ تو کنفیوشس نے کہا کہ اسکا مطلب ہے والدین سے منہ نہ موڑنا بعد میں فان چیہ(Fan Chi)اسے گھر چھوڑنے جارہا تھا۔ تو کنفیوشس نے فان چیہ(Fan Chi)کو بتایا منگیزی(Meng Yizi)نے مجھ سے فرزندان سعادت مندی کا پوچھا تھا میں نے کہا "انحراف نہ کرنا" فان چیہ (Fan Chih)نے کہا اس کا کیا مطلب ہوا اس نے کہا جب تمھارے والدین زندہ ہوں تو موزوں انداز میں ان کی خدمت کرنا اور جب وہ مر جائیں تو موزوں انداز سے ان کو دفنانا اور پھر موزوں انداز میں ان کی عبادت کرنا)۔

حقوق کی کتاب میں درج ہے:۔

When his father or his teacher calls, he should not merely say ‘Yes’ but also rise. (3)

(جب اس کے والد یا اس کے استاد کال کریں تو اسے محض 'ہاں' نہیں کہنا چاہیئے بلکہ اٹھ کھڑا ہونا چاہیئے)۔

2۔ والدین کی خوشی کا خیال رکھنا

(1) Legge,(Trans), *The Four Books*, Bk,3,Chap,Xiii
(2) D C Lau (Trans), *The Analects*, 63,Bk II,5.
(3) *Li Ki*, Bk. i., pt. iii., c. iii., v. 14.

کنفیوشس نے کہا کہ والدین کا کھانااور ضروریاتِ زندگی پوری کرنا ہی اطاعت والدین نہیں بلکہ والدین کی خدمت کرنا اوران کی خوشی کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ کنفیوشس یہ باور کروانے کی کوشش کر رہا ہے کہ اگر والدین کے ساتھ پیار و محبت نہ ہو تو صرف ان کو کھانا دینے کا کوئی فائدہ نہیں۔ نیز کنفیوشس نے مختلف طبقوں میں فرزندانہ پاسداری کا بتایا کہ کس طرح آسمان کا بیٹاماں باپ کا احترام کرتا ہے۔اس نے کہا کہ جو شخص اپنے والدین سے پیار کرتا ہے وہ کسی دوسرے کی نفرت مول لینے کا نہیں سوچتا اوراپنے والدین کا احترام کرتا ہے۔اور دوسروں سے اپنے آپ کو بہتر کہلوانے کا خطرہ مول نہیں لیتا۔ جب آسمان کے بیٹے کی محبت و احترام اپنے انتہا کو جا پہنچتا ہے تو اس کی نیکی کا اثر تمام لوگوں کے اوپر ضرور پڑے گا۔والدین کے لیے اہم چیز تمھارے چہرے کا تاثر ہے۔ تمھیں فرزندی کا مطلب محض والدین کے لیے جسمانی نوعیت کے کام کرنااور کھاناو مشروب دینا نہیں،اگر کسی شخص کے والدین اس کی درست بات سے انحراف کریں تو کنفیوشس نے کہا پھر بھی اولاد کو صبر کرنا چاہیے والدین کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے عزت واحترام کا رشتہ برقرار رکھنا چاہیے۔اصلاح کی کوشش ٹھیک ہے لیکن اگر تم دیکھو کہ وہ تمھاری بات نہیں سن رہے تو احترام قائم رکھواور خود کوان سے دور نہ کرو بلا شکایت کام کرتے رہو۔(1)

کنفیوشس نے ایک اور بڑی دل چسپ بات کی اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی صحت کی طرف توجہ دیں اگر وہ صحت پر توجہ دیں گے تو والدین کو پریشانی نہیں ہو گی۔ کیونکہ اولاد ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ لہٰذا صحت کو نظر انداز نہ کیا جائے کنفیوشس کے ایک شاگرد نے کنفیوشس سے فرزندانہ پاسداری کا پوچھا تو اس نے کہا:۔

"Parents are anxious lest their children should be sick."(2)

(والدین کو سب سے بڑی پریشانی تمھاری صحت کے بارے میں ہوتی ہے)

اس لیے کنفیوشس نے کہا کہ والدین کو ذہنی اذیت نہ دی جائے اور دور دراز کے سفر سے اجتناب کیا جائے:۔

“While your parents are alive, the son may not go abroad to a distance. If he does go abroad, he must have a fixed place to which he goes” (3)

(جب تک تمھارے والدین ہوں اور تم کو دور کا سفر نہ کرنا بہتر ہے۔اگر تم ایسا کرو تو منزل مقصود قطعی ہونی چاہیے)۔

3۔ والدین کے اصولوں پر کا پابند ہونا

کنفیوشس نے مزید کہا کہ اگر والدین وفات پاجائیں تو ان کی تربیت پر حرف نہیں آنا چاہیے بلکہ ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

“If the son for three years does not alter from the way of his father, he may be called filial” (4)

---

(1) Moore,*Understanding Confucianism*, 99.
(2) D C Lau (Trans), *Analects*,Book, Chap. Vl,9.
(3) Legge,(Trans),*The Four Books*,Bk- 4,Chap,Xix
(4) Ibid,.Chap,XX.

(اگر باپ کی وفات کے بعد تین سال تک تم اس کے طریقے پر کاربند رہو تو تم سعادت مند کہلاؤ گے)۔

اس تحریر سے یہ بتانا مقصود ہے کہ کنفیوشس ازم میں ماں باپ کا درجہ، حیثیت اور مقام کیا ہے اور اولاد کو والدین کے ساتھ کس طرح رشتوں ناطوں کو ملانے کی تاکید کی گئی ہے اور ان کو توڑنے سے منع کیا گیا ہے اور یہ سب رشتے محض والدین کے سبب معرض وجود میں آتے ہیں جن کے ساتھ اچھا تعلق، سلوک اور میل ملاپ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔اس سے والدین کے ساتھ نیک سلوک کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے گنا زیادہ حسن سلوک، اطاعت اور فرمانبرداری کے مستحق ہیں۔ خاندان کا نظام ہی پورے معاشرے کے مضبوط استحکام کا باعث اور بد تہذیبی کے مقابلہ میں مضبوط دفاعی نظام دیتا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے:

"If the will be set on virtue, there will be no practice of wickedness"(1)

(اگر تم انسانیت کی طرف اپنا دماغ کر لو تب تم برائی سے آزاد ہو جاؤ گے)

4۔ حسن سلوک

والدین سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ وہ ہی اولاد کو اس قابل بناتے ہیں کہ وہ دنیا میں کچھ کر سکیں اور معاشرے میں ایک مفید رکن بن سکیں۔ بچوں کو اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ والدین کے لیے ان کا کام صرف خوراک کی فراہمی نہیں بلکہ ان کی ہر طرح سے ذہنی، جسمانی اور نفسیاتی خواہشات کو بھی پورا کرنا چاہیے۔ کنفیوشس نے کہا۔

"What is meant by filiality today is nothing but being able to take care of your parents. But even hounds and horses can require care. Without respectful vigilance, what is the difference?"

(کہ آج کل فرزندانہ سعادت مندی کا مطلب اپنے والدین کا پیٹ پالنے کے قابل ہونا ہے لیکن یہ کام کسی احترام کے بغیر گھوڑوں اور کتوں کے لیے بھی انجام دیتا ہے۔ تو پھر کیا فرق ہوا)۔(2)

منشس کہتا ہے:۔ اعلی انسان والدین کے معاملے میں کنجوس نہیں ہوتا۔(3)

اس طرح کنفیوشس کی اس بات سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ انسانوں اور جانوروں میں فرق ہونا چاہیے اور پھر والدین جو کہ اپنا ہر کچھ نچھاور کر دیتے ہیں۔ اپنی زندگی کی ہر آسائش چھوڑ کر کوشش کرتے ہیں کہ ان کی اولاد کچھ بن جائے اولاد تو اپنے والدین کا ایک دن کا حق بھی ادا نہیں کر سکتی اس لیے اولاد خاص طور جوان اولاد کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے کہ وہ ہر طرح کی اپنے والدین کے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ ان کا سر فخر سے بلند کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش بروئے کار لائے۔ منشس کہتا ہے۔ اعلی انسان والدین سے شفقت سے پیش آتا ہے۔(4)

---

(1) Legge,(Trans),*The Four Books*,Bk- 4,, .23Chap. iv.
(2) D C Lau (Trans), *Analects*, Book II, Chap,VII,7
(3) *The Work Of Mencius*, Vii.4,95.
(4) Ibid,.Xivi,326.

"To urge one another to what is good by reproof is the way of friends. But between father and son reproof is the greatest offence" (1)

(ملامت کے ذریعہ ایک دوسرے کو بھلائی کرنے کی ترغیب دینا دوستوں کا طریقہ ہے۔ لیکن باپ اور بیٹے کے مابین سرزنش سب سے بڑا جرم ہے)۔

والدین کی زندگی میں بچے والدین کا احترام کریں۔ والدین کی موت کے بعد سوگ کی رسومات کے بارے کنفیوشس کہتا ہے کہ

جب ایک اطاعت شعار بیٹا والدین کے لیے سوگ مناتا ہے تو وہ ماتم کرتا ہے لیکن زیادہ دیر تک سسکیاں نہیں بھرتا، اس رسم کے دوران وہ اپنی ظاہری حالت پر توجہ نہیں دیتا وہ بناوٹی باتیں نہیں کرتا، وہ عمدہ کپڑے پہننا گوارہ نہیں کرتا، جب وہ موسیقی سنتا ہے تو وہ کوئی دلکشی محسوس نہیں کرتا، جب وہ کوئی اچھی غذا کھاتا ہے تو اس کے ذائقے کی طرف دھیان نہیں دیتا۔ اس طرح کی دکھ اور غم کی کیفیت ہوتی ہے۔ (2)

چانگ Chan اپنی کتاب The Great Asian Religion میں لکھتے ہیں:۔

"جب اطاعت شعار بیٹا قربانی پیش کرنے لگتا ہے تو وہ اس بارے میں فکرمند رہتا ہے کہ آیا تمام تیاری مکمل ہے۔ جب وقت آتا تو تمام چیزوں کو تیار رہنا ہوتا اور کچھ بھی نامکمل نہ ہوتا۔ پھر وہ اس موقع کی اپنے ذہن میں تنظیم کرتا۔ مزار اور اس کے گھروں کو مرمت کروایا جاتا، دیواروں اور چھتوں کی دیکھ بھال ہوتی اور تمام چیزیں تیار ہو جاتیں۔ شوہر اور بیوی جو کہ روزے سے ہوتے وہ نہا کر مناسب لباس میں ہوتے، نہایت عزت سے قربانیاں پیش کرتے اور انتہائی ادب اور احترام کا مظاہرہ کرتے گویا وہ اس کام کے قابل نہیں۔ فرزندانہ پارسائی اور تعظیم کا یہ احساس بہترین ہوتا۔ وہ بیٹا خوراک پیش کرتا اور وہاں کھڑا ہو جاتا۔ وہ تقریب کو آگے بڑھاتا اور موسیقی کا انتظام کرتا، اس تقریب میں مختلف افسران بھی شامل ہوتے یہاں وہ اپنے جذبات اور خواہشات کا اظہار کرتا۔ اپنے غیر واضح اور دھندلے ذہن میں وہ اپنے آپ کو روحانی ہستیوں سے ملتے دیکھتا، اس وقت اس کی سوچ اور احساس یہ ہوتا کہ شاید وہ اس کی قربانیاں قبول کریں گی۔ یہ ایک وفا شعار بیٹے کی روش ہے۔ قربانی پیش کرنے کے دوران، وفا شعار بیٹا انتہاء درجے کے خلوص کا اظہار کرتا، انتہاء درجے کی وفاداری کا اظہار کرتا، انتہا درجے کی تعظیم کا اظہار کرتا اور بغیر کوئی غلطی کئے انتہا درجے کی رسومات ادا کرتا۔ جب وہ جانے لگتا تو اس وقت بھی معزز، آیا کہ وہ اپنے والدین کا حکم مان رہا ہے یا وہ اس کی رہنمائی کر رہے ہیں"۔ (3)

جب والدین زندہ ہوں تو ان کو عزت واحترام دینا اور ان سے محبت کرنا، اور ان کے مرنے پر دکھ و رنج کا اظہار کرنا، یہ امور زندہ

---

(1) *Mencius*, Bk. iv., pt. ii., c. xxx., v. 4.
(2) James W.Dye, *Religions of the World* (New York:Meredith Corporation , 1967),296-297.
(3) Chan,The Great Asian Religions,127-128

انسانوں کے بنیادی فریضے کو مکمل طور پر پورا کر دیتے ہیں اور ایک فرمانبردار بیٹے کے اپنے والدین کے لیے فرائض ضروری ہو جاتے ہیں۔

6۔ والدین کے ساتھ ادب سے بات کرنا

کنفیوشس ازم میں اولاد کو اپنے والدین کی ہر حال میں خدمت کرنی چاہیے۔ کنفیوشس ازم میں شی کے گورنر اور کنفیوشس کے درمیان ہونے والی گفتگو کے بارے درج ہے۔ گورنر نے کنفیوشس کو واضح طور پر کچھ فخر کے ساتھ بتایا:

"ہمارے گاؤں میں ایک گونگ نام کا سیدھا شخص رہتا تھا اس نے اپنے والد کے خلاف بھیڑ چوری کرنے کے خلاف گواہی دی ہے۔ کنفیوشس نے جواب دیا، "میرے گاؤں میں، ایک سیدھا آدمی مختلف ہے: باپ بیٹے کی غلطی کا انکشاف نہیں کرتا اور بیٹا باپ کی غلطی کا انکشاف نہیں کرتا اور صداقت اس میں مضمر ہے۔(1)

کنفیوشس کہتا ہے کہ نوجوانوں کو گھر میں بزرگوں کا ادب فرزندانہ طریقے سے اور گھر سے باہر بڑوں کا احترام برادرانہ طریقے سے کرنا چاہیے انھیں قابل اعتبار اور زیرک ہونا چاہیے انہیں سب کے ساتھ محبت سے پیش آنا چاہیے اور خیر خواہوں کے قریب ہونا چاہیے اس کے بعد ان کو بقیہ توانائی کو ادبی علوم سیکھنے میں صرف کرنا چاہیے۔(2)

ایک اور جگہ کنفیوشس کہتا ہے:۔

> In serving his parents, a son may remonstrate with them, but gently; when he sees that they are not disposed to acquiesce, he should show increased reverence but not give up; and, should they punish him, he ought not to murmur.(3)

(والدین کی خدمت میں، ایک بیٹا ان کے ساتھ، نرمی سے بات کر سکتا ہے۔ جب وہ دیکھے کہ ان کا مقابلہ کرنے سے انکار نہیں کیا جاتا ہے تو اسے زیادہ احترام کرنا چاہئے لیکن چھوڑنا چاہیے۔ اور، اگر وہ اسے سزا دیں تو، اسے بڑبڑانا نہیں چاہئے)۔

کنفیوشس کہتا ہے:۔

---

(1) Huang Yong, *Why an Upright Son Does Not Disclose His Father Stealing a Sheep: A Neglected Aspect of the Confucian Conception of Filial Piety*, DOI: 10.4312/as.2017.5.1.15-45,7.

(2) Analects,13:18

(3) مکالمات کنفیوشس،1:6

(4) D C Lau (Trans), Analects Bk. iv., c. xviii

(والدین کی زندگی میں دور کا سفر نہ کریں اگر سفر کرنا پڑے تو پھر والدین کو منزل کا پتہ ہونا چاہیے۔[1] خوشی اور خوف میں والدین کے دور کو یاد رکھیں)۔[2]

کیونکہ جب انسان پیدا ہوتا ہے تو اس کی ماں اس کی پیدائش کی تمام تکالیف برداشت کرتی ہے پھر بچے کو پالنے کا تمام عمل کہ جس میں ماں باپ اپنی پوری توانائیاں بروئے کار لاتے ہوئے اولاد کی تربیت کرتے ہیں اگر بچے کی صحت ٹھیک نہ ہو تو والدین پریشان ہو جاتے ہیں کیونکہ اس دنیا میں والدین ہی ہیں جو کہ اولاد کی صحت کے بارے میں سب سے زیادہ متفکر رہتے ہیں۔ کنفیوشس کہتا ہے:

"Parents are anxious lest their children should be sick."[3]

(والدین ہی اولاد کی صحت کے بارے زیادہ پریشان ہوتے ہیں) ۔

7۔ والدین کے نقش قدم پر چلنا

کنفیوشس کے مطابق اولاد کو والدین کے بتائے ہوئے راستے کا انتخاب نہ صرف ان کی زندگی بلکہ ان کی وفات کے بعد بھی کرنا چاہیے۔ یہ دیکھیں کہ کسی بھی شخص کا باپ جب زندہ تھا تو اس کی خواہشات کیا تھیں اور جب اس کا باپ فوت ہو گیا۔ تو اس کا رویہ کیسا تھا۔ جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ

"If the son for three years does not alter from the way of his father, he may be called filial."[4]

(اگر اس نے تین سال بعد بھی اپنے باپ کے نقش قدم کو نہیں چھوڑا تو اس کو فرزندانہ تابعداری جانا جائے گا)۔

8۔ والدین کی نافرمانی

والدین بڑی تکلیفوں سے بچے کی تربیت کرتے ہیں اس لیے اولاد کا اولین فرض ہے کہ والدین کی اطاعت کرے۔ کنفیوشس سے فان چی نے جب فرزندانہ سعادت کے بارے میں پوچھا تو اس نے جواب دیا والدین کی نافرمانی نہ کرنا تب فان چی نے مزید دریافت کیا کہ اس کا کیا مطلب ہے کنفیوشس نے جواب دیا:۔

"That parents, when alive,should be served according to propriety; that,when dead, they should be buried according to propriety; and

---

(1) مکالمات کنفیوشس 19:4

(2) ایضاً 21:4

(3) Legge, *The four Boooks*,Book –II,chap,Vi,9.

(4) Ibid, Chap, XX.,27

that they should be sacrificed to according to propriety."(1)

(والدین کی زندگی میں ان کی خدمت کرو دستور کے مطابق جب وہ وفات پا جائیں انھیں دفن کرو روایت کے مطابق اوران کے لیے قربانی کرو معقولیت کے ساتھ)۔

منشس کہتا ہے۔

محبت و الفت کا بہترین پھل والدین کی خدمت ہے اور اچھائی کا بہترین طریقہ بڑے بھائی کی اطاعت ہے۔(2) سب سے بہترین خدمت والدین کی خدمت ہے۔(3)

والدین کی اطاعت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے والدین اپنے آپ کو عملی نمونہ بنائے اگر وہ اولاد کی اچھی تربیت کریں گے تو اولاد کبھی بھی غلط چیزوں کی طرف مائل نہ ہو گی۔ جیسا کہ منشس کہتا ہے۔

کہ اولاد والدین کے بارے میں کہتی ہے۔ کہ میرا والد مجھے اچھا ہونے کا کہتا ہے۔ لیکن میرا باپ خود تو ٹھیک نہیں کرتا اس طرح باپ اور بیٹا ایک دوسرے کے احساسات کو مجروح کریں گے۔(4)

10۔ والدین کو نرمی اور عقل سے سمجھانا

اگر والدین خدانخواستہ درست راستے کی طرف نہ ہوں تو اولاد کو چاہیے کہ وہ آرام و سکون اور فہم و فراست سے اپنے والدین کو سمجھائے، ان پر بالکل بھی سختی کرنی نہیں چاہیے۔ کنفیوشس کہتے ہیں۔

"In serving his parents, a son may remonstrate with them, but gently; when he sees that they are not disposed to acquiesce, he should show increased reverence but not give up; and, should they punish him, he ought not to murmur."(5)

(والدین کی خدمت کرنے میں بیٹا نرمی سے ان کو سمجھا سکتا ہے۔ جب وہ دیکھے کہ والدین بیٹے کی بات سے متفق نہیں ہیں تو وہ ان کو چھوڑنے کی بجائے اور زیادہ عزت واحترام سے ان کو سمجھائے۔ اگر وہ سزا دیں تو بیٹے کو بڑا بڑنا نہیں چاہیے)۔

اس عبارت میں کنفیوشس بچوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ اولاد کو ماں باپ کے معاملے میں سختی سے گریز کر کے نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے جب کبھی بھی ان کے مزاج میں سختی دیکھیں تو ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرنا چاہیے بعض اوقت بوڑھے والدین عمر کے

---

(1) D C Lau (Trans), Analects,book II, chapt,V-1,,8
(2) *The Work Of Mencius*(Trans: es Legge), Xxvii.1,.184.
(3) Ibid, Xix.2,184.
(4) Lau, D.C,*Menc*ius(New York: Pengium Books,1970),4A-18.
(5) James Legge,(Trans)*Lun-Yu(The Analects of Confucius)* ed.Yi Su (New York:Dover Publicatin 1963),4/18.

زیادہ ہونے کی وجہ سے بچوں والی توجہ کے طلب گار ہوتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے تنگ پڑھ جاتے ہیں۔ کبھی سختی سے بات کرتے ہیں کبھی تنقید کرتے ہیں لیکن اولاد کو مضبوط ہو کے ان کی جذباتی دلجوئی کرنی چاہیے۔ کنفیوشس نے لکھا ہے۔ کہ فرزندانہ سعادت اور برادرانہ عزت انسانیت کی جڑیں ہیں۔ لہذا وہ کہتا ہے کہ

"اولاد کو بغاوت نہیں کرنی چاہیے والدین کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھانا چاہیے۔ گھر کے قریب رہنا اور ہر وقت والدین کی خدمت کے لیے تیار رہنا"۔(1)

والدین کی خیر خواہی کے لیے کچھ کہنا بھی فرزندانہ سعادت کا حصہ ہے۔ والدین کی خدمت کرتے ہوئے تم ان کو نرمی سے سمجھا سکتے ہو۔ اگر آپ دیکھو کہ وہ آپکی بات نہیں سن رہے تب ان کی ویسے ہی عزت کرو جیسے کہ پہلے کرتے تھے ان کی بالکل نافرمانی نہ کرو۔ ہو سکتا ہو کہ تم مصیبت اٹھاؤ لیکن ناراضی کے جذبات نہ رکھنا۔

کنفیوشس مذہب میں والد کے ساتھ والدہ بھی بچوں کی ہر وقت تعلیم و تربیت میں لگی رہتی ہے۔ وہ ہر طرح سے بچوں کی نگہداشت، اور ان کی روزمرہ کی ضروریات پوری کرنے میں لگی رہتی ہے۔ اور چینی معاشرے میں باپ اولاد کے ہر طرح کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ بچوں کو باپ کا خوف ہوتا ہے۔ باپ جو کہ بچوں کو سکھاتا تھا ان کو سمجھاتا ہے اور ان کو رشتے کا تعین کرواتا ہے انسان کا ابتدائی جذباتی رشتہ والدین کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے بعد انسان کا مضبوط رشتہ میاں بیوی کا ساتھ ہوتا ہے۔ شاعری کی کتاب The Book of Odes میں لکھا ہے اس میں بیٹا اپنے والدین سے اظہار محبت کرتا ہے۔

Oh father you begot me!	اے باپ تو نے مجھے پیدا کیا
Oh mother you nourished me!	اے ماں تو نے میری پرورش کی
You supported and nurtured me!	تو نے میری خبر گیری کی میری تربیت کی
You raised me and preluded for me	تو نے مجھے پروان چڑھایا اور میری ضروریات پوری کی
You looked after me and shatter me	تو نے میری دیکھ بھال کی اور مجھے سائبان دیا
If your comings and goings,	تمھارے آنے اور جانے میں
You (always) bore me in your arms.	تو نے مجھے ہمیشہ اپنے ہاتھوں میں رکھا
The Kindness I would repay	حسن وسلوک جو کہ میں تمھارے ساتھ بدلے میں کر سکتا ہوں
Is boundless as the heaven. (2)	وہ آسمان کی طرح بے انتہا اور ان گنت ہے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 1:2

(2) Alan Chan, *Filial Piety in Chinese Thought and History* (London: Routledge Curzon,2004),192.

اس عبارت میں بیٹا اپنے والدین کی عنایات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جو توجہ اور پیار والدین بچے کے ساتھ کر سکتے ہیں وہ کوئی نہیں کر سکتا۔ اس پیار اور محبت کے جذبے سے والدین اپنے بچے سے بہت متاثر ہوتے ہیں۔

والدین کے فرائض

والدین کے فرائض درج ذیل ہیں۔

1۔ اولاد کی تربیت

Xunzi کہتا ہے کہ ایک نوجوان کس طرح اچھا کہلایا جا سکتا ہے۔

"اگر وہ محتاط، ایماندار، مناسب گلہ کرنے والا اور ایک اچھا چھوٹا بھائی ہو تب اس کو اچھا نوجوان کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر اس میں سیکھنے کی محبت، اطاعت شعاری اور گہرا دماغ ہو تو اس کو ذہین انسان کہا جائے گا۔ تب وہ اپنے آپ کو سنوار سکتا ہے۔ اگر وہ سست، بزدل، بے حیا اور کھانے پینے کا خیال رکھنے والا ہو تب اس کو غلط جوان کہا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ وہ نافرمان، بدذات خطرناک اور اپنے بڑے بھائیوں کی عزت میں کمی کرتا ہے تو اس کو بدبخت سمجھا جائے گا اور پھر اس کو سزا دی جائے گی"۔[1]

لہذا اولاد کی درست تربیت ضروری ہے کہ اس کو رشتوں کا تقدس کرایا جائے کہ کون سا رشتہ کس سلوک کا حق دار ہے۔ کس کے ساتھ کس طرح کا برتاؤ کیا جائے۔

بادشاہ وہ (WU) کی ماں کے بارے میں کہا جاتا ہے۔ کہ:۔

"اس نے اپنے دس بیٹوں کو سکھایا جب وہ چھوٹے تھے۔ اور پھر جوانی تک انھوں کوئی غلط کام نہ کیا"۔[2]

یہ عبارت بہت اہم ہے:۔

کہ (WU) کی ماں اپنے بیٹوں کو غلط چیزوں کی طرف نہیں جانے دیا اور دوسرا بچپن سے ہی اس نے اپنے بیٹوں کی تربیت کی۔ اس طرح منشس کی ماں کے بارے جس نے اپنی ساری کوششیں منشس کی تعلیم و تربیت پر صرف کیں۔ منشس کی ماں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ منشس کی تربیت کے لیے اس نے تین جگہیں بدلیں، پہلے وہ قبرستان کے قریب رہتی تھی۔ بچپن میں منشس مقبروں پر کھیلنا پسند تھا اس کی ماں نے سوچا کہ یہ جگہ اس کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔

لہذا اس نے یہ جگہ بدلی اور اس مارکیٹ کے قریب گھر لیا لیکن یہاں وہ تاجر کی طرح چیزوں کی خرید و فروخت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ پھر اس نے سوچا کہ بیٹے کے لیے جگہ ٹھیک نہیں ہے۔ اس نے پھر اس نے سکول کے قریب گھر لیا پھر اس کی ماں نے

(1) *Xunzi*,2/7/7-9:14-15
(2) Erin M.Cline, *Families of virtue* (New York: Columbia University Press,2015),70.

کہا کہ یہ جگہ ٹھیک ہے کہ جہاں میں اپنے بیٹے کی تربیت کر سکتی ہوں جب منشس بڑا ہوا تو اس نے چھ چیزوں میں مہارت حاصل کی آخر کار وہ ادبیات کا عالم بن گیا۔

ایک اچھا انسان کہتا ہے کہ منشس کی ماں نے اپنے بیٹے کی درست تربیت کی اور اس کی کایا پلٹ دی۔ بچوں کو بچپن ہی سے سدھارے تو وہ سنور سکتے ہیں۔[1]

2۔والدین کا بچوں کو ادب سکھانا

The Book of Rites میں لکھا ہے۔

سات سال میں لڑکی اور لڑکے کو علیحدہ بیڈ پر سلایا جائے وہ اکٹھے کھانا نہ کھائیں آٹھ سال میں جب وہ کھانا کھائیں باہر یا اندر جائیں تو اپنے بڑوں کی پیروی کریں۔[2] اس کے علاوہ بڑے بچوں کے لیے کہا گیا کہ وہ بھی مناسب طور اطوار سیکھیں، جیسا کہ (Li Ji)لی جی میں لکھا۔ تیرہ سال کی عمر لڑکوں کو موسیقی، شاعری کی کتاب سیکھنی چاہیے۔ اور ان کو شاؤ(Shao)[3] کا رقص سیکھنا چاہیے اور جب وہ مکمل ہو جائیں تو پھر ان کو ضیانگ(Xiang)[4] کا رقص سیکھنا چاہیے۔[5]

اس کے علاوہ انیس سال کی عمر میں لڑکے کو مختلف رسومات کے بارے میں سیکھنا چاہیے اور اس کو پشم اور ریشم پہننی چاہیے،اس کو داجیا(Da Jia)[6] کا رقص سیکھنا چاہیے۔اس کو تندہی سے والدین اور سماج کے متعلق فرائضوں کو ادا کرنا چاہیے۔ اس عمر میں ہو سکتا ہے کہ وہ بہت علمیت کا مالک ہو لیکن وہ دوسروں کو نہیں سکھا سکتا۔[7]

اس پیرے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ 19 سال کی عمر میں انسان کی اخلاقی اور ذہنی تعلیم مکمل نہیں ہوتی کیونکہ ابھی اس کا علم مکمل نہیں ہوتا بلکہ بچے کا کام مزید علم حاصل کرنا ہوتا ہے۔ لیکن بچہ اس قابل ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے والدین کے متعلق اور سماج کے متعلق فرائض کو ادا کرے۔ کیونکہ بچے کو ابتداہی سے فرزندانہ سعادت کا سکھادیا جاتا ہے۔

لڑکا ہو یا لڑکی دونوں کے لیے ضروری ہے کہ ان کو والدین کے حقوق کا پتہ ہو اور والدین اور معاشرے کے حقوق کو سیکھانے کا والدین ابتدائی طور پر خود کرتے ہیں۔

لڑکیوں کو تہذیب سکھانے کے بارے The Book of Rites میں لکھا ہے:۔

---

(1) Erin M.Cline, *Families of virtue*,85.

(2) Legge,*The Book of Right,Li ji* 10-33:478

(3) چو کا بادشاہ

(4) وہ(Wu)کا بادشاہ

(5) Legge,*The Book of Right Li ji*, 10-34:478.

(6) یو(Yu)کا

(7) Legge,*The Book of Right Li ji*, 10-33:478.

کہ لڑکی کو دس سال کی عمر میں مندرجہ ذیل علوم میں مہارت ہونی چاہیے۔خوش رکان تقریر انداز، قابل تربیت اور فرمانبردار، پٹ سن کے ریشوں کا استعمال، ریشم کے کپڑے کے خول سے پیٹنا، ریشم کو تیار کرنا اور ڈوری بنانا، عورتوں کا کام سیکھنا، کپڑوں کو کس طرح آراستہ کیا جائے۔قربانیاں دیکھنا، مشروبات اور چٹنیاں پیش کرنا مختلف برتنوں کو نمکین پانی اور اچار سے بھرنا تقریب کے لیے گھر میں سازوسامان کی ترتیب میں مدد دینا۔[1]

لہذا ماں کو چاہیے کہ وہ اپنی بیٹی کو گھر کے تمام کام سکھائے کیونکہ لڑکی کا یہ فنون کا سیکھنا از حد ضروری ہے۔

The Book of Rites کے مطابق:۔

لڑکی کی شادی تئیس سال کی عمر میں کر دینی چاہیے۔[2]

والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولاد کی مناسب تربیت کرنی چاہیے۔اور ان کو 8 سال کی عمر میں موسیقی، رسومات، خطاطی، ریاضی وغیرہ سکھانا چاہیے اور ان کو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا بھی درس دینا چاہیے۔[3]

والدین کو چاہیے کہ اگر اولاد کوئی غلط کام کرے تو اس کو بڑھاوا دینے کی بجائے نرمی سے بچے کو سمجھانا چاہیے۔یہاں میں منشس کی مثال بیان کروں گی کہ جب اس نے اپنی بیوی کے ساتھ غلط فہمی کی وجہ سے بدسلوکی کرنے کی کوشش کی تو اس نے اپنے بیٹے سے منشس سے کہا:

"رسومات کے مطابق جب تم کمرے میں داخل ہو تب آپ کو اندر جانے کی اجازت لینی چاہیے۔جب تم ہال میں داخل ہو تب تم کو اونچی آواز سے اپنی موجودگی کا بتانا چاہیے جب تم دروازے کے ذریعے باہر آؤ تب تمھیں دیکھنا چاہیے کہ تم فعل بد تو نہیں کر رہے اگر تم کسی غلطی کو ڈھونڈنے میں ناکام رہو تب تم خود کو کس طرح درست کر سکتے ہو تب منشس نے تسلیم کیا کہ وہ غلط تھا اور اپنی بیوی سے رہنے کے لیے کہا"۔[4]

ماں اور بچے کے درمیان اعتماد اور دوستی والا رشتہ ہو تاکہ اگر بچے کو کوئی مسئلہ ہو تو دونوں آپس میں آرام وسکون سے مل کر حل کر سکیں۔جیسا کہ منشس نے اپنی ماں کو سکون واطمینان سے اپنے مسائل کا بتایا اور اس کی ماں نے پھر اس کی تصحیح کی۔لہذا ماں باپ اور بیٹے کے رشتے کے درمیان اعتماد، یقین، اعتبار اور تعاون ہونا بہت ضروری ہے۔ابتدائی کنفیوشس ازم کی ماؤں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بہت مضبوط اور بہادر تھیں۔

3۔بچوں کے ساتھ سختی

---

(1) Legge, *The Book of Right Li ji,* 10-36:379
(2) Ibid, 10-37.
(3) Erin M.Cline, *Families of virtue,* 74.
(4) Ibid, 83-84.

منشس جب کبھی بھی سکول سے گھر لوٹتا تو اس کی ماں اس سے پوچھتی کہ کس قدر تم نے علم سیکھا ہے وہ کہتا تھا کہ میں تو اسی جگہ پر ہوں جہاں پہلے تھا، تو پھر اس کی ماں کہتی تھی کہ تمہاری تعلیم سے لاپروائی اس کٹی ہوئی بُنائی کی طرح ہے مہذب انسان اپنے نام کو بنانے کے لیے پڑھتا ہے اور صاحب علم ہونے کی جستجو کرتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آرام میں ہوں گے تو آپ سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہو اور کام کرتے ہو تو آپ کو عیوب نظر آتے ہیں۔

"اگر اب تم اپنی تعلیم سے لاپروائی کروگے تو تم زندگی کے مصائب سے نہ بچ سکوگے۔ کس طرح یہ بنائی اور چرخہ کاتنے سے مختلف ہے۔ اگر کوئی لاپرواہی کرتا ہے تو وہ کس طرح خاندان اور بیٹے کے کپڑے بن سکتے ہیں اگر مرد و عورت اپنے فرائض چھوڑ دیتے ہیں تو وہ کس طرح سنور سکتے ہیں اگر وہ چور یا ڈاکو بنتے ہیں تو ان کا انجام غلام یا نوکر کا ہوگا منشس ڈر گیا اور دن اور رات اس نے سخت محنت کی اور دنیا کا ماہر ادبیات بن گیا"۔[(1)]

اس طرح کی کہانیاں کنفیوشس ازم میں ماؤں کی اچھی تصویر کشی ہے۔ جہاں تک باپ کا تعلق ہے کہ کس طرح سے وہ تربیت کرے۔

The Book of Rites میں لکھا ہے۔

باپ اور بیٹے کے درمیان کھلی محبت ہم بھائیوں کے درمیان ہم آہنگی یا میاں بیوی کا مل جل کر رہنا یہ ایک اچھے خاندان کی نشانیاں ہیں۔[(2)] منشس کے مطابق باپ اور بیٹے کے درمیان رشتہ محبت کا ہے۔[(3)] لہذا ماں باپ کے ساتھ ڈر اور خوف کا رشتہ نہ ہو بلکہ اعتماد اور یقین کا رشتہ ہو۔ یہاں تک کہ کنفیوشس کے شاگرد (Xunzi) کے مطابق بھی والدین اور بچوں کے درمیان ڈر اور کم حیثیت کا رشتہ نہیں بلکہ اعتماد اور فکر کا وہ کہتا ہے کہ اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ کس طرح ایک باپ کو چاہیے میں کہوں گا کہ کھلے ذہن، مہربانی اور رسومات کے بارے میں آگاہ کرنے والا، اگر مجھ سے پوچھا جائے کس طرح بیٹے کو ہونا چاہیے تو میں کہوں گا کہ بیٹے کو تابعدار، پیار کرنے والا، اور ہر طریقے سے اچھا کرنے والا۔[(4)]

لہذا اس پیرے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ باپ اور بیٹے کے رشتے میں مہربانی، عنایات، پیار، عزت اور سخاوت ہونی چاہیے۔ اس طرح کنفیوشس اپنے بیٹے سے مکالمات کنفیوشس میں کہتا ہے:۔

کہ کیا تم نے شادی اور رسومات کی کتاب پڑھی ہے اور اپنے بیٹے کو بلاوجہ نہیں کہتا کہ تم نے شاعری کی کتاب اور رسومات کو پڑھنا ہے۔ بلکہ وہ اپنے بیٹے کو اس کتاب کے مطالعے کی وجہ بتاتا ہے کہ کیوں یہ مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ بلکہ اس چیز کو عیاں کرتا ہے کہ بیٹے کو نصیحت کی جائے کیا وہ پڑھے تو وہ سنور سکتا ہے۔ کنفیوشس کے

---

(1) Legge, *The Book of Right*, 71.
(2) Ibid ,5.4.
(3) D.C,Menicus,3A4.
(4) Xunzi,12/57/24/19

بیٹے نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا اور اس نے اپنے باپ کی ہدایات کی پیروی کی۔[1]

اس بات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کنفیوشس کے بیٹے بویو(Boyo) نے اپنے والد کی عزت کی. اس کے علاوہ گلدستہ کنفیوشس میں ابتدائی کنفیوشس مفکرین کے باپ کے کردار کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

اس عبارت چی(Qi) کے بادشاہ ڈیوک ژنگ(Duke Jing) نے کنفیوشس سے حکومت کے بارے میں سوال کیا تو کنفیوشس نے جواب دیا کہ حاکم کو حاکم، باپ کو باپ، بیٹے کو بیٹا ہونا چاہیے۔

اس پیرے میں باپ کے کردار کو واضح کیا گیا ہے کہ باپ کو باپ ہی ہونا چاہیے۔ کنفیوشس ازم میں حاکم کا کردار بھی باپ والا ہوتا ہے۔ حاکم اپنی رعایا کا باپ ہوتا ہے جس طرح باپ اپنی اولاد کا اچھا سوچتا ہے اس طرح ایک حاکم بھی اپنی اولاد کی اصلاح کی کوشش کرتا ہے۔ اگر باپ ہو گا تو اس کو پتہ ہو گا کہ اس نے اپنی اولاد کی پرورش، اس کو تحفظ اور اس کو اخلاقیات کے بارے میں آگاہ کرنا ہے۔ اس طرح باپ اپنے کردار سے آگاہ ہوتا ہے۔

Van Norden کہتا ہے۔

کہ اگر ایسا ممکن نہ ہو اور باپ کو باپ والا درجہ نہ دیا جائے تو تب باپ کا وہ کردار نہ ہو گا جو کہ ہونا چاہیے۔[2]

حاکم کے متعلق کہا جاتا ہے کہ :

> ایسے عمل کرو کہ جس طرح آپ بچے کی نگہبانی کر رہے ہو۔ اگر ماں بچے کے بارے میں پریشان ہو تو وہ کبھی بچے سے دور نہیں ہوتی ایک خاندان کے اچھے ہونے سے تمام ریاست اچھی ہو جاتی ہے۔ لہذا حاکم جو کہ باپ کی طرح ہوتا ہے اس کو باپ والی خصوصیات رکھنی چاہیے۔[3]

اس عبارت میں حاکم کی مثال دی گئی ہے کہ اس کو کس طرح اپنی عوام کی ضروریات کا خیال رکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ باپ کی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔ کیونکہ باپ اپنے بچوں کی ہر ضروریات کا خیال رکھتا ہے اس کی ہر طرح سے حفاظت کرتا ہے کہ بچہ بھوکا تو نہیں ہے، یا اس کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ جب باپ بیٹے کی ٹھیک تربیت کرے تو وہ جرائم کی طرف راغب نہیں ہوتا۔

لہذا کنفیوشس ازم میں بچے کی ذہنی اور جسمانی نشو و نما میں والدین کی بہت اہمیت ہے اگر بچے کو شروع سے ہی تربیت دی جائے تو بچہ کبھی برائی کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ الغرض یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ کنفیوشس ازم میں ماں باپ اور بچے کا رشتہ بہت اہم ہے۔ بچے کو اس بات کو مدِ نظر رکھنا چاہیے کہ والدین نے کس طرح ایثار و قربانی سے مجھے پروان چڑھایا ہے اس قابل بنایا ہے کہ میں معاشرے میں کچھ کر سکوں۔ لہذا اگر والدین اپنی کبر سنی کی وجہ کبھی تنگ پڑھ جاتے ہیں تو اولاد کو چاہیے کہ وہ سکون

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 16:13

(2) Van Norden, *Virtue Ethics And Consequen Tialism In Early Chinese Philophy* (Combridge:Combridge University Press,2007,82.

(3) *Confucius: Confuciun Analects,The Great Learning And The Docrine Of Mean*, 370.

واطمینان سے والدین کے ساتھ برتاؤ کریں۔ کبھی ان کے سامنے ناخوشی یا تنگ دلی کا اظہار نہ کریں بلکہ ان کی دلجوئی کریں ان کو وقت دیں اس بات کا احساس کریں کہ کس طرح انھوں نے دن رات ایک کر کے میری تربیت کی اپنی سکون بھری زندگی کو بے سکون کیا ہر چیز کو چھوڑ کر میری نگہداشت کی مجھے چلنا سکھایا، اٹھنے بیٹھنے کی تربیت دی اس طرح بچوں کو بھی چاہیے کہ والدین کے ساتھ جذباتی وابستگی ظاہر کرتے رہیں ان کو اُف تک نہ کہیں۔ جب وہ رخصت ہو جائیں اس فانی دنیا سے تو پھر ان کو اچھے طریقے سے دفنائے تمام رسومات کی ادائیگی خوشی سے بغیر کسی مجبوری اور تھکاوٹ کے کرے ان کی تربیت کو برقرار رکھیں۔

فصل سوم

کنفیوشس ازم میں دوستی اور اس کے لوازمات

انسان معاشرتی حیوان ہے یہ دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر رہنا چاہتا ہے۔اور جن لوگوں کا ساتھ اسے میسر آتا ہے ان کے ہی رنگ میں رنگا جاتا ہے۔دوستی دل سے جڑا ایسا تعلق ہے جو ہر حالت میں اس کے ساتھ رہتا اور اس کی مدد کرتا ہے۔یہ دوست نیک،دیندار اور پرہیزگار ہو گا تو اس کے صحبت کے اثر سے دوسرا شخص بھی نیک اور پرہیزگار بن جائے گا جیسی صحبت میسر آتی ہے وہ اسی رنگ میں رنگ جاتا ہے۔وہ شخص انتہائی خوش نصیب ہے جس کو اس کے دوست احباب عزیز رکھتے ہوں اور وہ دوست احباب کو عزیز رکھتا ہو۔اور وہ شخص انتہائی محروم ہے جس سے لوگ بیزار رہتے ہوں اور وہ لوگوں سے دور بھاگتا ہو مفلس وہ نہیں ہے جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ حقیقت میں سب سے بڑا مفلس وہ ہے جس کا کوئی دوست نہ ہو۔

کنفیوشس کے مطابق دوستی اخلاق کا مرکز ہے اس کے مطابق اچھے دوست کی وجہ سے انسان نیکی کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔(1)

اچھا دوست انسان کے اخلاق کو سنوارنے میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔چین میں دوستی کے لیے لفظ پنگ یو(Ping You)(2) استعمال ہوتا ہے اور کنفیوشس ازم میں دوستی کے لیے انسانیت پر زور دیا گیا ہے۔(3)

چین میں دوستی کا نظریہ باقی تہذیبوں میں دوستی کے نظریے سے کافی مختلف ہے۔کنفیوشس نے دوستی پر بہت زور تو نہیں دیا اس کا زیادہ رجحان خاندانی معاملات کی درستگی پر تھا۔دوستی صرف ایک اچھی حکومت اور ایک اخلاقی طور پر مضبوط معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے۔(4)

دوستی میں وہ کہتا ہے کہ دوستی میں آپ ایک دوسرے سے اپنے معاملات اور احساسات کا تبادلہ اور مشکلات میں ایک دوسرے کے ہمنوا بن جاتے ہیں جیسا کہ حاکم اپنی رعایا کا خیال رکھتا ہے اس کی ضروریات کو سمجھتا ہے اور والدین اپنے بچوں کی پرورش اور تربیت کا خیال رکھتے ہیں۔

کنفیوشس کہتا ہے کہ

---

(1) Analects,15:10

(2) اس کا مطلب دوستی ہے کنفیوشس کہتا ہے کہ اس سے دوستی کرو جو کہ اخلاق طور پر بہت اچھا ہو اور اپنا آئیڈل اس کو ماننا چاہیے جو کہ اخلاق و کردار میں آپ سے بہت بلند ہو۔

(3) Front.Philoso China,2007,2(2)291-307,Comparative Religion,*Confucius And Aristotle On Friendship,A Comparative Study*,Higher Education Press And Springer-Verlag,2007.

(4) Aat Vervorn, *Friendship In Ancient China*(Institute Of Advance Study Austrain Nationl University,2005),14.

(دوستی اپنے سے اوپر والوں سے بھی اور نیچے والوں سے بھی ہو سکتی ہے) ۔[1]

ماحول کا انسان کی زندگی میں بہت بڑا دخل ہے۔ایک ناسازگار ماحول بعض اوقات اعلی سے اعلی کی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ہر شخص پر اس کے گردوپیش کی باتوں یعنی ماحول کا بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ لہٰذا انسان کی تربیت اخلاق کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ماحول اور ہم جولیوں کی اصلاح کی جائے۔دوست وہ ہے جو اپنے دوست کے عیب نہیں دیکھتا،وہ دوست کا سچا ناصح ہوتا ہے لیکن محاسب نہیں۔اس کو دوست کی دوستی سے غرض ہوتی ہے برائیوں سے نہیں۔وہ اپنے دوست کا بھلا چاہتا ہے،اس کا دفاع کرتا ہے،اس کے ساتھ ساتھ اگر اس کے دوست میں خامیاں اور برائیاں ہوں تو وہ غیر محسوس طریقے سے کسی دباؤ اور وعظ کے بغیر دوستی کے ناطے انکو دور کرتا ہے۔وہ دوست کو دل میں بساتا ہے،اس کے لیے ایثار کرتا ہے،اس کو تماشا نہیں بناتا۔آج کی دنیا میں جینا تلخ ہو گیا ہے، بھرپور اور شاد و آباد زندگی بسر کرنا مشکل ہو گیا ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے انسانی رشتوں اور خوبصورت قدروں کی اہمیت کو نظرانداز کر دیا ہے۔دوستی کا کوئی نعم البدل نہیں، یہ بازار میں بکنے والی کوئی چیز نہیں جو قیمت دے کر حاصل کی جاسکے۔اگر اس دور میں سچی دوستی نصیب ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اس کی قدر کرے، کیونکہ دوستی اور وہ بھی بے غرض نصیب ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔حاکم اور رعایا کے درمیان بھی دوستی ہو سکتی ہے۔والدین اور بچوں کے درمیان، بھائی بہنوں کے درمیان بھی دوستی کا مضبوط رشتہ استوار ہو سکتا ہے۔

دوستی کے لوازمات

1۔اخلاص

دوستی ایک ایسا رشتہ ہے جس میں انسانوں کے ذہنوں کا ملاپ ہوتا ہے وہ ایک جیسی سوچ رکھنے والے لوگ ایک دوسرے کے دوست بنتے ہیں۔ جس طرح باقی رشتوں میں خلوص ہونا چاہیے ایک دوسرے کے اعتماد و یقین ہونا چاہیے۔اس طرح کنفیوشس کہتا ہے کہ دوستی کے رشتے میں ایک دوسرے کے ساتھ خلوص ہونا چاہیے اگر آپ کسی کو دوست جانو تو نیت صاف رکھو۔

> "If a man with draws his mind from the love of beauty, and applies it as sincerely to the love of the virtuous; if, in serving his parents, he can exert his utmost strength; if, in serving his prince, he can devote his life; if, in his intercourse with his friends, his words are sincere: although men say that he has not learned, I will certainly say that he

(1) Analects,19:3

has."(1)

(گر کوئی آدمی خوبصورتی کی محبت سے اپنا ذہن کھینچ لے اور نیک لوگوں کی محبت پر پوری صدق دل سے اس کا اطلاق کرے۔ اگر، اپنے والدین کی خدمت میں، وہ اپنی پوری طاقت سے کام لے سکتا ہے۔ اگر اپنے شہزادے کی خدمت میں وہ اپنی زندگی گزار سکتا ہے۔ اگر اپنے دوستوں کے ساتھ معاملات کرتے ہوئے اس کے الفاظ مخلص ہیں: اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے سیکھا نہیں ہے، میں ضرور کہوں گا کہ اس نے سیکھا ہے)

کیونکہ دوستی دنیا کے خوبصورت رشتوں میں سے ایک پائیدار رشتہ ہوتا ہے انسان کو زندگی میں جب رشتہ کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے تو وہ دوستی کا رشتہ ہے دوست بے شکری کرتا ہے اس میں خود غرضی نہیں ہوتی بلکہ یہ رشتہ بے غرض ہوتا ہے۔ دوست تو اپنے ساتھی کی برائیوں کو سب کے سامنے نہیں رکھتا بلکہ وہ اس کو خیر خواہ ہوتا ہے۔ دوستی میں اخلاص یہ ہے کہ دوست کی درست رہنمائی کرے کہ دوست کو اپنے دوست کو اچھائی کے رشتے کی طرف لگانا چاہیے۔ اگر دوست اس چیز سے انکار کرے تو پھر بے عزتی اور شرمندگی سے بچ جاتا ہے۔

جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:

"Faithfully admonish your friends and skillfully lead him on.
If you find him impracticable, stop. Do not disgrace yourself". (2)

دوستوں کو تنبیہ کریں ایمانداری سے ان کی مہارت سے رہنمائی کریں ایسا نہ کر سکیں تو رک جائیں بے عزت ہونے سے بچ جائیں۔(3)

نیکی کرنے والا رفیق کبھی تنہا نہیں ہوتا اس کے بے شمار رفیق ہوتے ہیں۔(4)

کنفیوشس مزید کہتے ہے:۔

تم دوستوں کے ساتھ معاملات میں راست گوئی سے کام لو، تب تم تربیت یافتہ انسان کہلا سکو گے۔(5)

کنفیوشس کے مطابق انسان کو روزانہ تین طریقوں سے اپنا تجزیہ کرنا چاہیے:۔

"whether, in transacting business for others, 1 may have been not faithful; whether, in intercourse with friends, 1 may have been not sincere; whether I may have not mastered and practiced the

(1) Confucian Analects,Bk ,1,Chap VII, 3.
(2) Legge,*Confucian Analects*,Book,XII,Chap. XXIII,104.
(3) Analects,12.23
(4) Ibid,4.25
(5) Ibid,1.17

instructions of my teacher."(1)

(کیامیں دوسروں کی خدمت میں بے لوث رہاہوں؟ کیامیں دوستوں کے ساتھ تعلقات میں ناقابل بھروسہ رہا ہوں، چاہے میں نے اپنے استاد کی ہدایات پر حاصل کی ہو اور اس پر عمل نہ کیا ہو)۔

Hold faithfulness and sincerity as first principles. Have no friends not equal to yourself. When you have faults, do not fear to abandon them."(2)

(پہلے اصولوں کے طور پر وفاداری اور اخلاص کا انعقاد کریں۔ اپنے برابر کے کوئی دوست نہ ہوں۔ جب آپ کی غلطیاں ہو رہی ہیں تو ان کو ترک کرنے سے مت ڈریں)

رسومات کی کتاب میں لکھا ہے:

(دوست انسان کی شخصیت کو مکمل کرتی ہے)۔(3)

2۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا

کنفیوشس کہتا ہے:۔

کہ ایک اعلیٰ انسان اچھائی کے حصول میں دوسروں کی مدد کرتا ہے نہ کہ لڑائی کے حصول میں لیکن حقیر شخص اس کا الٹ کرتا ہے۔(4)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک اچھا دوست ہمہ وقت ایک دوسرے کی مدد کے لیے تیار رہتا ہے، اچھا وقت ہو یا برا وقت ہو۔ کیونکہ اتار چڑھاؤ تو انسانی زندگی کا حصہ ہوتے ہیں، جبکہ دوست تو وہ ہوتا ہے جو کہ بُرے وقت میں کام آئے۔ اچھے وقت میں تو سب اچھے ہوتے ہیں۔ پتہ تو تب چلتا ہے کہ جب کوئی بُرے وقت میں آپ کی مدد کرے، آپ کو ذہنی سکون اور خوشی فراہم کرے۔

کنفیوشس نے کہا:

موسیقی اور رسوم سیکھنا، دوسروں کی اچھائی کے بارے میں بات کرنا اور اچھے دوستوں کی صحبت میں رہنا مفید ہے۔(5)

اس کے مطابق اچھا دوست زندگی میں بہت مددگار اور مفید ثابت ہوتا ہے، اور مصیبت میں کام آتا ہے۔

---

(1) *Analects*,1:4

(2) Legge,*Confucian Analects*,Book,IX,Chap. Xxiv, 71.

(3) James Legge, *The Sacred Books of China, The Texts of Confucianism, The Hsiao King*(Dehli:Atlantic Publishers and Distributers, 1990),54.

(4) *Analects*,19:12

(5) Ibid,16:5

3۔ خوشگوار انداز میں چلنا

کنفیوشس کہتا ہے:۔

"The superior man on grounds of culture meets with his Friends, and by their friendship helps his virtue."(1)

(اعلیٰ انسان شائستگی سے اپنے دوستوں سے ملتا ہے اور ان کی دوستی سے اپنی نیکی کو آشکار کرتا ہے)۔

اس عبارت سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ایک اچھے دوست کو کس طرح ادب کا مظاہرہ کرنا چاہیے؟ جب وہ اپنے دوست سے ملے۔ اگر کوئی بات بُری لگے تو نظر انداز کر دینا چاہیے۔ لیکن اگر دوست مسلسل تنگ کر رہا ہے تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ کر نئے دوست بنانے چاہیے۔ لیکن کنفیوشس ساتھ میں یہ بھی کہتا ہے کہ پرانے دوستوں کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ جب بھی ملو تو ان سے کھلے دل کے ساتھ ملنا چاہیے۔ ایسا رد عمل دکھائے کہ آپ ان کو نہیں جانتے بلکہ ان کے ساتھ نرمی کا رویہ رکھیں۔

"Between friends, frequent reproofs make the friendship distant" (2)

(دوستوں کے مابین کثرت ملامت دوستی دور ہوتی ہے)۔

جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:۔

ایک مثالی انسان اپنے دوستوں کو نظر انداز نہیں کرتا تو لوگ بھی اس سے وفاداریاں تبدیل نہیں کرتے۔ (3)

اس کے علاوہ کنفیوشس کہتا ہے:

کہ دوستی خوشی کا ذریعہ ہے۔ اگر انسان کا اخلاق و کردار اچھا ہو اور وہ اپنے بزرگوں کے اقوال وافعال کو دیکھے تو سب دنیا اس کی عزت کرے گی اور دور دراز سے لوگ آکر اس کی عزت کریں گئے۔ (4)

کنفیوشس کہتا ہے جو مجھے ڈانٹتا ہے وہ میرا استاد ہے اور جو میرے ساتھ خوشی سے آتا ہے وہ میرا دوست ہے۔ ایک اچھا انسان بننے کے لیے ایک استاد اور دوست کا ہونا ضروری ہے۔

Mencius کہتا ہے:۔

اگر کوئی والدین کی خدمت میں ناکام رہا ہو وہ اچھا دوست نہیں بن سکتا۔ اس کے علاوہ اگر کوئی سفر پر جانے سے پہلے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑ کر اپنے دوست کے پاس چلا جائے تو اگر اس کا دوست ان کی نگہداشت میں ناکام رہا تو اس سے دوستی ختم کر لینی چاہیے۔ (5)

---

(1) *Confucian Analects*, BOOK XIII,Chap. Xxiv,104.
(2) Ibid, Book IV, Chap. XXVI,28.
(3) Analects,8:2
(4) *Confucius Analects*, Book IV, 1:1
(5) Ibid, Book IV, 1:1

اسکے علاوہ دوست پر اعتماد فطری نہیں بلکہ سیکھا جاتا ہے۔ اگر کسی کے بیوی بچے ہوں تو وہ والدین کا اتنا مخلص نہیں ہوتا اور جب وہ اپنی خواہشات اور تمناؤں سے مطمئن ہو تو وہ اچھا دوست نہیں ہوتا۔

4۔ ہم خیال عقل مند لوگوں کو دوست بنانا

ایسے لوگوں کو دوست نہ بناؤ۔ جو اتنے اچھے نہ ہوں جیسا کہ آپ ہو۔ کنفیوشس کہتا ہے:۔

> کہ اپنی بنیاد ایمان داری اور اعتماد کو بناؤ۔ جو اخلاقی لحاظ سے تم سے بہتر ہوں کہ جب کوئی غلطی ہو جائے تو اس کا ازالہ کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کرتے ہوں۔[1]

اس لیے اپنی عمر اور سوچ کے مطابق لوگوں کو اپنا ساتھی بنایا جائے۔ جیسا کہ کنفیوشس سے کسی نے پوچھا:۔

> کہ ایک ایسا انسان جو کہ اپنے سے بڑے لوگوں کی محفل میں بیٹھتا ہے اور ان سے دوستی کو پسند کرتا ہے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ کنفیوشس نے جواب دیا کہ وہ خود کو ترقی نہیں دینا چاہتا اور جلد بڑا ہونے کا خواہش مند ہے۔[2]

واو چانگ نے منشس سے یہ کہتے ہوئے پوچھا، میں دوستی کے اصول پوچھنا چاہتا ہوں۔ منشس نے جواب دیا۔

> "Friendship should be maintained without any presumption on the ground of one's superior age, or station,or the circumstances of his relatives. Friendship with a man is friendship with his virtue, and does not admit of assumptions of superiority.[3]

> (دوستی کسی کی اعلی عمر، یا عہدے، یا رشتہ داروں کے حالات کی بنیاد کے مفروضے کے بغیر برقرار رکھنا چاہئے کسی کی انسان سے دوستی اس کی فضیلت، اور برتری کے مفروضوں پر نہیں کرنی چاہیے)

عقلمند شخص کو دوست بناؤ کیونکہ احمق کی دوستی کا کوئی فائدہ نہیں احمق انسان خود غرض ہوتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے دوستی کرتا جب چاہتا تعلق توڑ دیتا ہے۔ اور اپنی جان کی وجہ سے آپ کو نقصان پہنچاتا ہے۔ عقل مند انسان احمق سے اس لیے بھی دوستی سے اعتراض کرتا ہے کہ بے وقوف انسان دوسروں کو ہمیشہ غلط مشورہ دیتا ہے اور لالچی اور حریص ہوتا ہے جہاں اس کو فائدہ نظر آئے وہ دوست کا ساتھ دیتا ہے مشکل وقت وہ دوست کو تنہا چھوڑ دیتا ہے۔ اپاہجوں میں رہے تو کاہل بن جاتا ہے اور مجاہدین میں رہے تو مردانگی اور بہادری پیدا ہوتی ہے۔ غرض صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے، ہر چیز اپنا اثر کرتی ہے۔ آپ روز دریا کے کنارے دو چار گھنٹے جا کر بیٹھیں مہینہ بھر سینکتے رہیں مزاج میں جھنجھلاہٹ اور گرمی

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 9:25

(2) ایضا 14:47

(3) Legge, *The Works Of Mencius*, Bk V,Chap,III.1,235.

پیدا ہو جائے گی۔آپ مٹی پر بیٹھیں پوست اور خشکی پیدا ہو جائیگی، مٹی کا اثر یہ ہی ہے۔جب یہ ساری چیزیں جو بے جان اور بے شعور کہلاتی ہیں یہ بھی اثر کرتی ہیں۔اگر کسی جاندار کے پاس بیٹھیں گے تو اس کا اثر کیوں نہیں ہوگا؟

کنفیوشس کے مطابق ایسے لوگوں سے دوستی کرنی چاہیے جو کہ انسانیت کی گہرائی میں اترتے ہوں۔[1]

بزرگ فرماتے ہیں بدکاروں کی صحبت سے ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو یہ صحبت تم کو بُرا بنا دے گی ایسے آدمیوں کی صحبت سے بچو جو حریص ہوں،اس کی صحبت زہر قاتل ہوتی ہے اس لیے کہ انسان کی فطرت میں دوسرے کی مشابہت اور اقتدا ہے بلکہ ایک کی طبیعت اپنے ہم نشین کی طبیعت سے کچھ باتیں چُرالیا کرتی ہیں اور صاحب طبیعت کو خبر بھی نہیں ہوتی۔

رسومات کی کتاب میں لکھا ہے:

> کہ اکیلے سیکھنا اور دوست نہ ہونے کی وجہ سے زندگی میں وحشت، تنہائی اور بے خبری پیدا ہو جاتی ہے اور برا دوست ہونے سے تنہائی بہتر ہے۔[2]

عقل مند دوست انسان کو نازک موقع پر بڑے بڑے خطروں سے بچاتے ہیں اور جن لوگوں کو ایسے دوست میسر ہوں وہ ایک بہت بڑی نعمت اور بڑے قیمتی سرمائے سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔اچھی صحبت اختیار کرنے کا فائدہ ہر ایک کو ہوتا ہے۔لیکن اگر والدین بچوں کو اچھی صحبت میں بیٹھنے اور اچھے لوگوں سے میل جول رکھنے کی ترغیب دیں تو نیک لوگوں کی صحبت سے بچوں کی بہترین اخلاقی تربیت ہوگی اور اچھی صحبت کے فوائد سے مستفید ہو کر بچے بڑے ہو کر معاشرے کے ایک مفید اور اچھے فرد بن جائیں گے۔

6۔ اچھے دوست کا چناؤ

کنفیوشس ازم میں کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہر ایک کو دوست نہ بناؤ کچھ منتخب لوگوں کو دوست بنانا چاہیے کیونکہ دوست بنانا انسان کے اختیار میں ہوتا ہے۔[3]

انسانی زندگی پر دوست کے گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس طرح برے لوگوں کی صحت انسان کو برائیوں میں لے جاتی ہے اسی طرح اچھے دوستوں کی صحبت انسان کو نیک، صالح اور متقی بنا دیتی ہے۔

دوسرے الفاظ میں اچھی دوستی سے زندگی خوشگوار سانچے میں ڈھل جاتی ہے۔اور بُرے انسان کی وجہ سے انسان گناہوں اور بدکاریوں کی دلدل میں گر جاتا ہے۔اس لیے دوست کا انتخاب کرتے ہوئے معیار بنانا چاہیے۔[4]

کنفیوشس کے مطابق تین طرح کے دوست انسان کی ذاتی زندگی سنوار سکتے ہیں اور تین طرح کے دوست انسان کی ذاتی زندگی کو تباہ کر سکتے ہیں:۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 15:9

(2) James Legge, *The Sacred Books Of China* , 86-87.

(3) May Sim, *Remastering with morals with Aristotle and Confucian* (Cambridge University Press,2007),198.

(4) E.D. Edwards, M.A., D.Lit, *Confucius*(London: Blackie & Sons Limited,1940),89.

"Friendship with the upright; friendship with the sincere; And friendship with the man of much observation: there are advantageous. Friendship with the man of specious airs; friendship with the insinuatingly soft; and friendship with the glib tongued: these are injurious". ([1])

(راست باز، مخلص اور عالم شخص کے ساتھ دوستی مفید ہے جبکہ دھوکہ باز، بے اصول اور چرب زبان شخص کے ساتھ دوستی نقصان دہ ہے)۔

کنفیوشس انسانیت پر بہت زور دیتا ہے، وہ کہتا ہے کہ اچھا انسان وہ ہے جو کہ اپنے خاندان اور دوسروں سے پیار کرتا ہے"۔(2)

کنفیوشس ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو پہلے ہی اچھے ہوتے ہیں یا پھر اچھا ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور وہ اچھے دوستوں کا ساتھ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر دوست اچھا ہو تو بندہ خود بھی اچھا ہو جاتا ہے۔

If one is not obedient to his parents he will not be true to friends.([3])

(اگر کوئی اپنے والدین کا فرمانبردار نہیں ہے تو وہ دوستوں کے ساتھ سچا نہیں ہوگا)۔

اچھا دوست تو ہوتا ہی وہی ہے کہ انسان نیک کام سے غفلت یا لاپروائی کرے تو وہ فوراً اس کی تصحیح کروادے اور برا دوست وہ ہوتا ہے کہ اگر تم غلط کام کرو تو وہ تم کو برائی سے نہ روکے بلکہ تمھاری معاونت کرے۔ برے ہم نشین کے ساتھ مل کر بیٹھنے کے جو نقصانات اور بگاڑ ہیں ان کو بیان کرنا مشکل ہے۔

7۔ احسان نہ جتانا

دوستی میں یہ بات از حد ضروری ہے کہ انسان اگر کسی کے ساتھ نیکی کرے تو اس کو بار بار نہیں دھرانا چاہیے بلکہ دوست تو وہی ہے کہ اگر نیکی کرے تو اس کو بھول جائے بار بار نہ جتائے کہ میں نے تمھارے ساتھ یہ کیا اور تم نے کیا کیا۔ کیونکہ اگر کوئی مشکل وقت میں کام نہ آئے تو ایسے انسان کے شر سے بچنا چاہیے۔ کنفیوشس کے مطابق "انسانیت پسند صرف اس انسان کو کہا جائے گا جو تکبر، غرور، ناراضگی اور خواہش سے پاک ہو"۔(4)

کنفیوشس کی جملہ تعلیمات، اخلاقیات پر مشتمل ہیں جس میں وہ عوام الناس اور حکام دونوں کی تربیت کرتا ہے۔ اور ان اخلاقیات کے ذریعے انسانی معاشرے کی اصلاح چاہتا ہے۔ کنفیوشس کی اخلاقیات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ

---

(1) *Analects*,Book,XVI, Chap. IV,147.
(2) *Analects*,16:4
(3) Legge,*The Doctrine of the Mean*,Chap. XX. 17,25.
(4) مکالمات کنفیوشس، 14:2

وہ اسلامی اخلاقیات کا صحیح ترجمان ہے۔ کنفیوشس ازم میں اخلاق حسنہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ فلسفہ کنفیوشس کی بنیاد انسانیت سے محبت پر ہے۔ انسان سے خلوص پیار اور باہمی اتفاق ہی حقیقی طور پر انسان کی زندگی میں نمایاں اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ فلسفہ کنفیوشس کے مطابق رحم اور پیار کی سوچ تو افراد اور حکام کے دل و دماغ میں رچ بس جانا چاہیے اور اسی سوچ سے تمام معاشرتی رشتے بنائے جا سکتے ہیں۔

8۔ دوست کی بجائے خاندان کو ترجیح

کنفیوشس ازم میں خاندانی رشتوں کو دوستی کی بجائے ترجیح دی جانی چاہیے:۔

> "There was Man Heen, chief of a family of a hundred chariot.He had five friends, namely Yo-ching K'ew, Muh Chung,and three others whose names I have forgotten.With those five men Heen maintained a friendship, because they thought nothing about his family. If they had thought about his family, he would not have maintained his friendship with them.[1]

(سو رتھوں کے ایک خاندان کے سربراہ مینگ ہین تھے۔ اس کے پانچ دوست تھے، یعنی یوچنگ کیو، موچنگ ،اور تین دیگر جن کے ناموں کو میں بھول گیا ہوں۔ ان میں سے پانچ افراد سے ہین نے دوستی برقرار رکھی، کیونکہ ان کا خیال تھا اس کے کنبے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ اگر وہ اس کے کنبے کے بارے میں جانتا، وہ ان کے ساتھ اپنی دوستی برقرار نہیں رکھتا)

کنفیوشس ازم میں خونی رشتوں کو دوستی کی بجائے زیادہ اہمیت دی گی۔ دوستی کا رشتہ باقی رشتوں کے آخر میں آتا ہے۔

---

(1) Legge,*The Works Of Mencius*, Book V,Chap,III 2,235.

فصل چہارم

اسلام کے اخلاقی وخاندانی نظام کا تعلیمات جائزہ

اسلام میں اخلاق حسنہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ انسان سے خلوص، پیار اور باہمی اتفاق ہی حقیقی طور پر انسان کی زندگی میں نمایاں اور اہم کردار ادا کرتا ہے۔ امام غزالی احیاء علوم میں خلق کی تعریف ان الفاظ میں بیان کی ہے۔

"خلق نفس کی اس کی راسخ کیفیت کا نام ہے جس سے تمام اخلاق (اعمال) بلا تکلف (بڑی سہولت اور آسانی سے) صادر ہوں (ان کے کرنے کے لیے سوچ وبچار کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی) اگر افعال عقلا شرعا عمدہ اور قابل تعریف ہوں تو اس ہیئت کو خلق نیک اور اگر برے اور قابل مذمت ہوں تو خلق بد کہتے ہیں۔ [1]

آپ نے نیکی اور گناہ کے بارے میں فرمایا:۔

((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ)) [2]

نیکی حسن اخلاق کا نام ہے اور گناہ وہ ہے جو تمھارے دل میں کھٹک جائے اور تجھ کو پسند نہ ہو کہ تمھارے اس کام کو لوگ جانیں۔

اس لیے اخلاق ایک ایسا علم ہے جو انسان کو فضائل سے مزین اور رذائل سے حفوظ رکھتا ہے۔ اسلام ہمیں اخلاق کا ایک مستقل ذریعہ بتاتا ہے اس نے ہمارے اخلاق کو صرف عقل پر منحصر نہیں کر دیا۔ بلکہ اس نے قرآن اور حدیث کے ذریعے لوگوں کی زندگی کے ہر معاملے میں رہنمائی کی۔

الف۔ میاں بیوی کا رشتہ

نکاح مرد وعورت کے درمیان شرعی اصولوں پر کیا گیا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں ایک دوسرے کے ساتھ جنسی تعلق جائز اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعا صحیح ثابت ہے اور زوجین کے درمیان باہم دیوانی حقوق وفرائض عائد ہو جاتے ہیں۔ نکاح کا مقصد نسل انسانی کی بقاء، عفت وعصمت، باہمی الفت وموانست اور سکون کا حصول ہے۔ نکاح سے انسان حرام کاری سے محفوظ رہتا ہے۔ قرآن وحدیث میں نکاح کی مذہبی اور سماجی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اور اس کو نسل انسانی کی بقاء اور استحکام کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔

---

(1) امام غزالی، احیاء علوم الدین (مترجم: ابوانس چشتی)، (لاہور: پروگریسو بکس، اردو بازار، س۔ن)، 2/25۔

(2) مسلم، ابوالحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح مسلم شریف، (مترجم علامہ وحید الزمان) (لاہور: نعمانی کتب خانہ، 1981) كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالإِثْمِ، حدیث: 6516، 86/16۔

ارشاد ہے:۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾(1)

(اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں)

اس لیے خاندانوں کے استحکام اور معاشرے کی بقاء کے لیے ہر مسلمان کو نکاح کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

اسلام میں نکاح کا مسنون طریقہ

اسلام میں نکاح سے پہلے فریقین کو ایک دوسرے کے حالات، عادات اور حسب و نسب کی تحقیق کرنی چاہیے۔ احادیث میں عورت کے دینی رحجان کو زیادہ ملحوظ خاطر رکھنے کی تلقین کی گی ہے۔ شادی سے قبل میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں اور مزید تسلی کے لیے استخارہ کر سکتے ہیں۔ جب لڑکا اور لڑکی باہمی رضامندی کا اظہار کر دیں تو پھر سادگی سے دونوں کا نکاح کر دیا جائے۔(2) نکاح کے لیے سب سے پہلے مہر مقرر کیا جائے۔ مہر وہ رقم ہے جو مرد اپنی بیوی کو ہدیہ کے طور پر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مہر وہ مقرر کیا جائے جو خاوند آسانی سے ادا کر سکتا ہے۔

1۔ مرد گھر کا ناظم اعلی

جب نکاح کا بندھن بندھ جاتا ہے تو مرد و عورت اپنی اپنی ذمہ داریوں میں لگ جاتے ہیں۔ گھر کا ناظم اعلیٰ مرد ہوتا ہے۔ اسلام میں عورت کو حتی الامکان خاوند کی اطاعت کرنی چاہیے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾(3)

مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ

---

(1) سورۃالروم: 21-20/30

(2) عبدالشکور، علم الفقہ (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)، 680۔

(3) سورۃالنساء: 34/4

مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بد دماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔

خانگی زندگی کے نظم کو برقرار رکھنے کے لیے بہر حال زوجین میں سے ایک کا قوام ہونا ناگزیر ہے اگر دونوں مساوی درجہ اور مساوی اختیارات رکھنے والے ہوں تو بد نظمی کا پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ [(1)]

شوہر اپنے گھر کے مالی امور کو سنبھالتا ہے اور عورت گھر کا نظم و نسق چلاتی ہے۔ اس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ شوہر کی اطاعت گزار رہے اور اپنی عصمت و عفت کی پوری حفاظت کرے۔ اسلام اعتدال، عدل و انصاف اور حقوق کی مساویانہ تقسیم کا دین ہے۔ مرد و زن کے حقوق کے بارے میں بھی اس مذہب نے میانہ روی کو اختیار کیا ہے اور اپنی اسی خوبی کے سبب دین اسلام دنیا کے تمام تر دیگر ادیان کے مقابلے میں الگ ہے۔ میاں بیوی کے حقوق سے مراد وہ ذمے داریاں ہیں، جو مرد و زن پر ازدواجی رشتے میں منسلک ہونے کے بعد شرعی و اخلاقی طور پر عائد ہوتی ہیں۔ جس طرح اسلام نے مرد کے حقوق بیان کیے ہیں، اسی طرح عورتوں کے حقوق کا تعین بھی فرمایا ہے۔ اعتدال، مساوات و انصاف جو برابری کی سطح پر ہو، عدل کہلاتا ہے، یہی اسلام کی اولین ترجیح ہے۔ معاشرے کے ارتقاء، باہمی محبت و رواداری، ایک دوسرے کے مابین مفاہمت و اعتماد، حقوق کی مساویانہ تقسیم اور اس پر عملاً قائم رہنا ایک مستحکم اور مضبوط گھرانے کی بنیاد ہوتا ہے۔

2۔ باہمی رضامندی سے شادی

اسلام میں مرد و عورت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وہ باہمی مشاورت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر شادی کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے مرد و عورت دونوں کے درمیان محبت و الفت برقرار رہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ")) [(2)]

جب تم میں سے کوئی عورت کو پیغام نکاح دے تو ہو سکے تو وہ اس چیز کو دیکھ لے جو اسے اس سے نکاح کی طرف راغب کر رہی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت سے آدمی نکاح کرنا چاہے وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔

---

(1) سید ابو الاعلیٰ مودودی، حقوق والدین (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز لیمیٹڈ، 1976)، 30۔

(2) ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، سنن ابی داؤد (بیروت: دار الکتاب العربی، س۔ن) كتاب النكاح، باب في الرجل ينظر إلى المراة وهو يريد تزويجها، حدیث: 2082، 2/190۔

3۔ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت

مرد و عورت نکاح کے ذریعے دائمی رفاقت کا عہد کر کے زندگی کا ایک نیا سفر شروع کرتے ہیں اسی لیے خانگی زندگی دونوں کو ایک دوسرے کی مدد، تعاون اور سہارے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسلام شوہر کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرے۔ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾[1]

(ان کے ساتھ معروف طریقے کے مطابق زندگی گزارو۔ اگر تم ان کو ناپسند کرتے ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ نے اس میں بڑی بھلائی رکھی ہو)

اس آیت میں میاں بیوی کے تعلقات کا ایک ایسا جامع دستور پیش کیا گیا ہے جس سے بہتر کوئی دستور نہیں ہو سکتا اور اس دستور کی روشنی میں ازدواجی رشتے میں کبھی تلخی نہیں پیدا ہوتی۔ مردوں کو بلند درجہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ خانگی زندگی میں مساوات کے لیے دونوں میں ایک کا قوام ہونا ضروری ہے۔ اگر دونوں مساوی ہوں تو بدنظمی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسلام فطری دین ہے اس لیے ایک کو حاکم اور دوسرے کو اس کا مطیع بنایا گیا۔[2]

4۔ نکاح خاندان کی مضبوطی کا ذریعہ

اسلام میں ہر مرد و عورت کے لیے نکاح ایک ناگزیر عمل قرار دیا اور ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾[3]

(تم میں سے جو مرد عورت بے نکاح ہوں ان کا نکاح کر دو اور اپنے نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔ اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالی انہیں اپنے فضل سے غنی بنا دے گا۔ اللہ تعالی کشادگی والا اور علم والا ہے)

انسان صرف انفرادی زندگی نہیں رکھتا ہے بلکہ وہ فطرتاً معاشرتی مزاج رکھنے والی مخلوق ہے، اس کا وجود خاندان کے ایک رکن اور معاشرہ کے ایک فرد کی حیثیت سے ہی پایا جاتا ہے۔ معاشرہ اور خاندان کی تشکیل میں بنیادی اکائی میاں بیوی ہیں۔

---

(1) سورۃ النساء: 19/4

(2) مودودی، ابوالاعلی، سید، حقوق زوجین (لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1971)، 30۔

(3) سورۃ النور: 32/24

5۔ زنا وبدکاری کی مذمت

زنا بہت بڑی بیماری ہے وہ باتیں جو زنا کی طرف راغب کوتی ہیں، اسلام میں ان کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسلام نے زنا بدکاری کی شدید مذمت کی ہے اور اس کو بے حیائی قرار دی ہے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰىٓ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾[1]

اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے بے حیائی اور بری راہ ہے۔

6۔ بیوی کا خاوند کی مضبوطی میں کلیدی کردار

اسلام میں عورت خاوند کی ہر ممکن طریقے سے اطاعت کرتی ہے اور اس کی کامیابی و کامرانی میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ۔﴾[2]

پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں باحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ، صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَالْمُمِدَّ بِهِ، وَقَالَ: ارْمُوا وَارْكَبُوا، وَلَأَنْ تَرْمُوا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ تَرْكَبُوا، كُلُّ مَا يَلْهُو بِهِ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ بَاطِلٌ إِلَّا رَمْيَهُ بِقَوْسِهِ، وَتَأْدِيبَهُ فَرَسَهُ، وَمُلَاعَبَتَهُ أَهْلَهُ، فَإِنَّهُنَّ مِنَ الْحَقِّ))[3]

(اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرے گا: تیر بنانے والے کو جو بناتے وقت ثواب کی نیت رکھتا ہو، تیر انداز کو اور تیر دینے والے کو"، آپ نے فرمایا" : تیر اندازی کرو اور سواری سیکھو، تمہارا تیر اندازی کرنا میرے نزدیک تمہارے سواری کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے، ہر وہ چیز جس سے مسلمان کھیلتا ہے باطل ہے سوائے کمان سے اس کا تیر اندازی کرنا، گھوڑے کو تربیت دینا اور اپنی بیوی کے ساتھ کھیلنا، یہ تینوں چیزیں اس کے لیے درست ہیں)۔

7۔ زوجین ایک دوسرے کا لباس

زوجین لباس ہی کی مانند ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں ایک دوسرے کے عیوب اور خامیوں سے آگاہ ہوتے ہیں۔ لباس نہ صرف ایک دوسرے کے عیوب کو چھپاتا ہے بلکہ انسان کی شخصیت کو نکھارتا ہے اسی طرح زوجین کو بھی ایک دوسرے کے رازوں کی پردہ پوشی کرنی چاہیے۔ قرآن حکیم نے زوجین کے لیے لباس کا استعارہ استعمال کیا ہے۔ تم ان کے لیے اور وہ تمہارے

---

(1) سورۃ الاسراء: 32/17

(2) سورۃ النساء: 34/4

(3) سنن ترمذی، كتاب فضائل الجهاد عن رسول الله باب مَا جَاءَ فِي فَضْلِ الرَّمْيِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ، حدیث 1637، 174/4۔

لیے لباس ہیں۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَكُم وَأَنتُم لِبَاسٌ لَهُنَّ... ﴾[1]

"وہ تمھارے لیے لباس ہیں اور تم ان کے لیے لباس ہو۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی میں جو بھی معاملات ہیں ان کو ایک دوسرے کی عفت و عظمت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ مرد سائبان کی طرح ہوتا ہے اور عورت ایک اچھے رفیق حیات کی مانند مرد کو اکیلا نہیں چھوڑتی۔ آپ کی رفیق حیات حضرت خدیجہ نے آپ کی ہر حال میں دل جوئی کرتے ہوئے کہا۔

ہر گز نہیں، خدا آپ کو رسوا نہیں کرے گا، آپ تو صلہ رحمی کرتے ہیں، نادانوں کا بوجھ اپنے اوپر اٹھا لیتے ہیں، محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔[2]

8۔ زوجین کے مابین تقوی

قرآن حکیم میں زوجین کے درمیان تقوی اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُم مُّلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ﴾[3]

(تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے اور اے محبوب بشارت دو ایمان والوں کو)

اس آیت میں اللہ نے میاں بیوی کو یہ بات ذہن نشین کروائی ہے کہ اگر باہمی حقوق و فرائض میں کمی کوتاہی ہو جائے تو دونوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

(اتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانَةِ اللَّهِ)[4]

(اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو تم نے ان کو اللہ کی امان کے ساتھ اپنے عقد میں لیا ہے)۔

9۔ تعدد ازواج اور عدل

اسلام نے مرد کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دیتے ہوئے ان کے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

---

(1) سورۃ البقرۃ:187/2

(2) صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ، 2010)، 99۔

(3) سورۃ البقرۃ:223/2

(4) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، کتاب المناسک، باب صفة حجة البنی، حدیث:1907۔

(مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ)(1)

"جس آدمی کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف زیادہ جھک جائے تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو جھکا ہوگا"۔

اگرچہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں کہ اس کا سب کے ساتھ یکساں قلبی میلان ہو جیسا کہ آپ کی ایک سے زائد بیویاں تھیں لیکن آپ کا قلبی رجحان حضرت عائشہ کی طرف زیادہ تھا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ﴾(2)

(اگر مرد کو خوف ہو کہ وہ عدل نہیں کر سکے گا تو اس کے لیے ایک بیوی ہی کافی ہے)

اگر تم برابری نہ کر سکو تو ایک ہی کافی ہے ازواج کے عدل نہ کرنے سے گھر خاندان جہنم بن جائے گا۔

10۔ باہمی محبت و مؤدت

زوجین کے درمیان باہمی محبت اور دلی لگاؤ بہت ضروری ہے۔ اس رشتے میں محبت دراصل اللہ کی بے پایاں رحمت کا حصہ ہے۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾ م(3)

(اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لیے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ ان کے پاس چین سے رہو اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی، جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لیے اس میں نشانیاں ہیں۔)

اگر زوجین کے درمیان ناخوشگوار تعلقات ہوں تو گھر کا ماحول ناخوشگوار رہنے کی وجہ سے بچوں کی شخصیت مسخ ہو جاتی ہے۔

11۔ بڑھاپا اور بیوگی میں بیوی کا حق

اسلام بیوہ اور طلاق یافتہ عورت کو دوسری شادی اجازت دیتا ہے۔ لیکن دوسری شادی سے پہلے عورت پر کچھ حدود و قیود ہیں جن کو پورا کرنے کے بعد دوسری شادی کر سکتی ہے، اسمیں کسی قسم کی ممانعت نہیں ہے۔ انہی حدود و قیود میں سے ایک حد عدت مقرر کی گئی ہے جو بیوہ کے لیے چار ماہ دس دن ہے اور طلاق یافتہ کے لیے تین ماہواری ہے۔ جیسا کہ بیوہ عورت کی عدت کے

---

(1) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، کتاب النکاح، باب فی القسم بین النساء، حدیث: 2133۔

(2) سورۃ النساء: 129/4

(3) سورۃ الروم: 30/20-21

حوالے سے قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾(1)

(اور تم میں جو مریں اور بیویاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں۔)

اور طلاق یافتہ عورت کی عدت کے حوالے سے قرآن مجید میں ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ--﴾ (2)

(اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک۔)

اسلام میں بیوہ اور طلاق یافتہ عورت کے حقوق بھی متعین کیے گئے ہیں۔ مثلاً عدت کے دوران طلاق کی صورت میں عورت کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے اور بیوہ ہونے کی صورت میں عورت کا نان نفقہ شوہر کے اولیاء پر ہے۔ اسی طرح شوہر کی وفات کے بعد عورت کا وراثت میں بھی حصہ مقرر کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ--﴾(3)

تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو، پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں حصہ ہے۔

12۔ انصاف پسندی اور اطاعت شعاری

اسلام نے عورت کو شوہر کا مطیع و فرمانبردار بننے کا حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکا ہے۔ شوہر کی فرمانبردار عورت کو جنت کی بشارت بھی دی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خُمُسَهَا ، وَصَامَتْ شَهْرَهَا ، وَحَصَّنَتْ فَرْجَهَا ، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا دَخَلَتْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ))(4)

(یعنی عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھ لے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے)

اس حدیث میں ایک مسلمان عورت کیلئے عظیم خوشخبری ہے، جس میں چند ایسے کام کا ذکر ہے جنکا کرنا مشکل اور زیادہ مشقت آمیز تو نہیں ہے پھر بھی اسکے اہتمام پر ایک مومن عورت کے لئے یہ عظیم بشارت دی گئی ہے کہ وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے

---

(1) سورۃ البقرۃ:234/2

(2) سورۃ البقرۃ: 228/2

(3) سورۃ النساء:12/4

4) محمد بن حبان أبو حاتم البستي، صحيح ابن حبان بترتيب ابن بلبان (بيروت مؤسسة الرسالة—،ط،ثاني،1414–1993) حديث:4163،472/9

داخل ہو جائے۔

13۔ طلاق

اسلامی تعلیمات کے مطابق جس طرح میاں بیوی کے مابین خوشگوار تعلقات کے دوران ایک دوسرے پر حقوق وفرائض مقرر کیے گئے ہیں، اسی طرح اگر کسی میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار نہ رہیں اور ان دونوں کا ساتھ زندگی بسر کرنا دشوار ہو جائے تو ایسی صورت کے پیدا ہونے اور نبھا کی کوئی صورت نہ رہنے پر اسلام یہ اجازت دیتا ہے کہ رشتہ ختم کر کے سکون واطمینان کی زندگی اختیار کرلی جائے اور نئے سرے سے دونوں افراد اپنی زندگی بسالیں۔اس کے لیے اسلام نے شوہر کو طلاق کا حق عطا کیا ہے۔اسلام میں اگرچہ طلاق ایک جائز عمل ہے۔[1] اس کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

((أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ "))[2]

اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اس کا استعمال اس صورت میں ہے جب نبھا کی صورت باقی نہ رہے۔ پھر اس کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں اس کی گنجائش پیدا کی ہے کہ انسان اگر اس اقدام پر مجبور ہو تو اقدام کرنے کے بعد اور قطعی فیصلہ سے قبل دونوں کو اس ازدواجی زندگی کی قدر کا احساس ہو سکے۔اسلام میں خانگی زندگی کے بارے میں باقاعدہ اور مفصل قانون موجود ہیں۔اسلام تو عورت کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزارنے کا کہتا ہے۔اگر خرابیاں ہوں پھر بھی رشتہ کو حتی الامکان نبھانے کی کوشش کی جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾[3]

(ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کردے)

14۔ خاتون کی دوسری شادی

اسلام نے بیوہ اور طلاق یافتہ عورت کو عدت گزارنے کے بعد دوسری شادی کی اجازت دی ہے۔اور پہلی اولاد کو مسائل سے بچانے

---

(1) مودودی، حقوق زوجین، 38۔

(2) ابوداؤد، سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، کتاب تفریع أبواب الطلاق، باب فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ، حدیث: 2178۔

(3) سورۃ النساء: 19/4

کے لیے نان نفقہ شوہر کے ذمے کیا جبکہ سات سال تک اولاد کی تربیت کے لیے ماں کے حوالے کرنے کا حکم دیا۔تاکہ اسی میں بچے کا پیدائشی حق رضاعت بھی شامل ہو جائے اور تربیت پر بھی پورا دھیان دیا جاسکے۔استحکام خاندان کی ذمہ داری مرد و عورت دونوں پر یکساں ہوتی ہے خاندان کے وجود کا انحصار ان کے مثبت کردار کی مرہون منت ہے۔

ب:۔ والدین کے حقوق و فرائض

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس میں تہذیب و آداب کی بجاآوری کے واضح احکام ہیں۔ان احکام کا جتنا خیال رکھا جائے گا تو معاشرہ اتنا ہی مہذب کہلائے گا اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں معاشرہ اللہ کی رحمت سے دور ہو گا۔

اسلام میں والدین کی اہمیت

قرآن اور حدیث میں والدین کی عزت، خدمت اور اطاعت کے بارے میں بے شمار آیات اور احادیث موجود ہیں۔اور خدا تعالیٰ کی عبادت یعنی توحید کے بعد والدین کی خدمت کو اونچا درجہ دیا گیا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾(1)

(اور جب کہ لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرے پیارے بچے! اللہ کے ساتھ شریک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے، اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے حمل میں رکھا اور اس کی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر، [تم سب کو] میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو توان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا اور اس کی راہ چلنا جو میری طرف جھکا ہوا ہو تمہارا سب کا لوٹنا میری ہی طرف ہے تم جو کچھ کرتے ہو اس سے پھر میں تمہیں خبر دار کروں گا)

﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ

(1) سورۃ لقمان:31/11-15

الْمُسْلِمِينَ﴿﴾[1]

(اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے، اس کی ماں نے اسے تکلیف جھیل کر پیٹ میں رکھا اور تکلیف برداشت کرکے اسے جنا۔ اس کے حمل کا اور اس کے دودھ چھڑانے کا زمانہ تیس مہینے کا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ پختگی اور چالیس سال کی عمر کو پہنچا تو کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر انعام کی ہے اور یہ کہ میں ایسے نیک عمل کروں جن سے تو خوش ہو جائے اور تو میری اولاد کو بھی صالح بنا، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں مسلمانوں میں سے ہوں)

احادیث میں بھی والدین کی اطاعت گزاری کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔ لہذا بیٹے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے والدین مدد کرے ایک دانا انسان والدین کی زندگی میں خوشی لاتا ہے۔ نہ کہ شرمندگی کا باعث بنتا ہے۔ اصل میں یہی فرزندانہ سعادت ہے جس کی کنفیوشس ازم میں بہت زیادہ اہمیت ہے۔ منشس جو کہ کنفیوشس کا شاگرد ہے وہ بھی کہتا ہے کہ اگر کوئی اپنے والدین کو خوش نہیں رکھ سکتا اس کو انسان نہیں کہا جا سکتا اگر کوئی بیٹا اپنے والدین کی اطاعت نہ کرے اس کو بیٹا نہیں کہا جا سکتا۔

والدین کے حقوق وفرائض

والدین کی عظمت، ہر قدم، ہر ملت اور ہر مذہب میں مسلم ہے۔ کیونکہ صرف والدین ہی ہیں جو کہ اپنے بچے سے بے پناہ اور بے لوث پیار کرتے ہیں۔ وہ اپنے بچے کو آرام آسائش فراہم کرتے ہیں۔ ماں باپ اپنا سکھ چین غارت کرکے بچے کی ضروریات پوری کرتے ہیں اس کو خوراک ولباس اور پر سکون زندگی فراہم کرتے ہیں۔ اس کے بعد بچہ جوان ہو جاتا ہے پھر اس کی حالت ہی بدل جاتی ہے۔ جوانی کے دور میں انسان دیوانہ ہو جاتا ہے۔ جوانی میں انسان اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لا کر کام کرتا ہے۔ اگر اس کو اچھا ماحول مل جائے رتو وہ اس کی اخلاق و کردار سنور جاتا ہے۔ والدین کے حقوق وفرائض درج ذیل ہیں۔

الف۔ والدین کے حقوق

1۔ حسن سلوک

اسلام میں ماں جو کہ تمام مصائب اور تکالیف برداشت کرکے اپنے بچے کو نو مہینے تک پیٹ میں رکھتی ہے۔ پھر بچے کو پیدا کرنے کی تکلیف کی پھر اس کو دودھ پلایا اور اس کی پرورش میں اپنا راحت وسکون قربان کرکے اپنی ساری خواہشات کو ترک کیا اسی طرح باپ کا کردار بچے کی تربیت اور پرورش میں نہایت اہم ہے وہ اپنی ذات کی نفی کرکے اپنے بچے کی تمام جسمانی اور مالی ضرورتیں

(1) سورۃ الاحقاف:15/46

پوری کرتا ہے۔اس لیے بچہ جب تمام کوششوں اور ریاضتوں سے پروان چڑھتا ہے تو اس کا فرض ہے والدین سے حسن و سلوک کرے اور اپنی زندگی کی کامیابیوں کو والدین کی مشقتوں کا مرہون منت مانتے ہوئے ان کا ادب واحترام کرے۔

﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾[1]

اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔ اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا، نہ انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا بلکہ ان کے ساتھ ادب واحترام سے بات چیت کرنا۔ اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا اور دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان پر ویسا ہی رحم کر جیسا انہوں نے میرے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

احسان کے مفہوم میں تمام قسم کی خیر خواہی، بھلائی اور نیک سلوک شامل ہے۔ والدین کے ساتھ بھلائی سے مراد یہ ہے کہ زندگی میں ان کی جان و مال سے خدمت اور ان سے تعظیم و محبت کرے اور ان کے تمام احکام کی پیروی دل و جان سے کرے۔[2]

2۔ والدین کے ساتھ ادب سے بات کرنا

والدین کی حتی الامکان کوشش ہوتی ہے کہ بچوں کی صحت کا خیال رکھیں۔ والدین کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہیں، اس نعمت کا اندازہ تب ہوتا ہے جب وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔اور پھر ہمارے سارے اعضاء والدین کی اطاعت کے لیے تڑپتے ہیں۔ مگر اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔اسلام دل وجان سے والدین کا ادب کرنے کی تاکید کرتا ہے۔اگر بچوں کو محسوس ہو کہ والدین کچھ زیادتی کر رہے ہیں تو پھر بھی اولاد کو خوش دلی سے ان کے احسانات کو پیش نظر رکھ کر اطاعت کرنی چاہیے۔ قاری فیوض الرحمن لکھتے ہیں:۔

والدین کی ایسے خدمت کرو کہ جیسا کہ ایک فطادر غلام سخت مزاج کرتا ہے۔[3]

والدین کے ساتھ عزت وتوقیر سے پیش آکر ان سی ہمدردی کی جائے۔اور ہر وقت ان کے حق میں دعا کی جائے۔ خاص طور پر جب والدین بڑھاپے کو جا پہنچیں تو ان کو سخت لہجے میں نہ پکارا جائے۔ بلکہ اگر وہ کچھ غصے میں کہہ بھی دیں تو ان کا ادب ولحاظ کرنا ضروری

---

(1) سورۃ الاسراء: 23/17

(2) قاری فیوض الرحمان، اسلام کا نظام حیات (لاہور: پاشان بک سنٹر، 1972)، 193۔

(3) ایضا، 196

ہے۔

3۔ والدین کی فرمانبرداری کرنا

اسلام نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کادرس دینے کے ساتھ ساتھ اولاد کو والدین کاشکر ادا کرنے کی بھی تاکید کی ہے ۔کیونکہ والدین ہی کی وجہ سے بچے بڑھتے ہیں۔اسی لیے خدانے اپنی شکر گزاری کے ساتھ والدین کے ساتھ اچھاسلوک کرنے کی تاکید کی ہے۔قرآن مجید میں ہے:

﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾[1]

کہ تومیری اوراپنے ماں باپ کی شکر گزاری کر

اسلام نے والدین کی فرمانبرداری کو فرض قرار دیاہے۔یہاں تک کہ غیر والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک کرنے کا حکم دیا گیاہے۔لیکن اتنا ضرور ہے کہ اگر والدین اسلام کے خلاف یا اسلام کو سرے سے ہی چھوڑ دینے کا کہیں تو ایسا کرنے کی ہر گز اجازت نہیں دی گئی۔اسلام میں والدین کی فرمانبرداری اس قدر لازمی ہے کہ جہاد جیسے عظیم عمل کو بھی والدین کی اجازت کے ساتھ مشروط کیاہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(جاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ ، فَقَالَ : " أَحَيٌّ وَالِدَاكَ "، قَالَ : نَعَمْ ، قَالَ: " فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ)[2]

ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شریک جہاد ہونے کی اجازت لینے کے لیے حاضر ہوا، آپ نے اس سے دریافت کیا کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں زندہ ہیں آپ نے فرمایا: (فَفِيهِمَا فَجَاهِد)

یعنی بس اب تم ماں باپ کی خدمت میں رہ کر جہاد کرو یعنی ان کی خدمت سے ہی جہاد کاثواب مل جائے گا۔

4۔ والدین کے لیے دعا کرنا

اسلام میں والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے دعائے مغفرت کرنے کا خصوصیت سے حکم دیا گیاہے۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾[3]

(اے میرے رب! میری، میرے والدین اور قیامت کے دن تک آنے والے ہر مؤمن کی بخشش فرما)۔

---

(1) سورۃ لقمان: 14/31

(2) امام محمد اسمٰعیل البخاری، صحیح البخاری، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن) كِتَاب الْجِهَادِ وَالسِّيَرِ، بَابُ الْجِهَادِ بِإِذْنِ الأَبَوَيْنِ، حدیث: 3004، 529/1۔

(3) سورۃ ابراہیم: 41/14

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ﴾[1]

(اے میرے رب میری اور میرے والدین کی بخشش فرما)۔

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾[2]

اے میرے رب! میرے والدین پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے مجھے پرورش کیا حالانکہ میں چھوٹا تھا۔

والدین کے لیے حسن خاتمہ اور مغفرت کی دعا مانگنا ضروری ہے۔اولاد کی خوش بختی ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کرے، وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں تو ان کے لیے مغفرت کی دعا کرے، اولاد کے نیک اعمال والدین کی بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتے ہیں۔والدین کی رضامندی میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہوتی ہے۔اسلامی تعلیمات کے مطابق نیک اولاد جو والدین کے لیے دعا کرے اس کا ثواب والدین کو پہنچتا ہے۔جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلاَّ مِنْ ثَلاَثَةٍ إِلاَّ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ))[3]

انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، علمِ نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

5۔ والدین کی نافرمانی

والدین کی اطاعت کے لیے ضروری ہے کہ پہلے والدین اپنے آپ کو عملی نمونہ بنائے اگر وہ اولاد کی اچھی تربیت کریں گے تو اولاد کبھی بھی غلط چیزوں کی طرف مائل نہ ہو گی۔والدین ہی ایسی ہستی ہیں جو کہ اپنی اولاد کا کردار پختہ کرتے ہیں۔اور وہ بہتر طریقے سے اس بات کا تعین کر سکتے ہیں کہ اولاد کو کس طرح کا ماحول فراہم کرنا ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾[4]

(اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے)

---

(1) سورۃ نوح:28/72

(2) سورۃ الاسراء:24/17

(3) ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح لمسلم، (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن) کتاب الوصیة، باب مَا يَلْحَقُ الإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ، حدیث:4223، 51/2۔

(4) سورۃ لقمان:15/31

اس آیت کریمہ میں والدین کی اطاعت سے صرف دینی معاملات میں روگردانی کی اجازت دی گئی ہے۔ہاں دنیوی معاملوں میں ان سے حسن سلوک کیا جائے۔

ب۔والدین کے فرائض

اسلام ایک کامل مذہب ہے جس میں پوری نوع انسانی کے لیے ہر شعبہ میں رہنمائی موجود ہے۔اسی طرح تربیت اولاد کے بارے میں بھی رہنمائی موجود ہے۔ شادی کے بعد زوجین کی سب سے بڑی تمنا اولاد ہوتی ہے اور اسلامی تعلیمات کی رو سے معاشرے کا امن بہت اہمیت رکھتا ہے اور معاشرے کا انحصار بچوں کی تربیت پر مشتمل ہے۔اگر معاشرے میں بچوں کی عادات واطوار اچھی ہوں گی تو معاشرے میں سکون و اطمینان ہو جائے گا۔بچہ والدین کے پاس ایک امانت ہوتا ہے۔اس لیے والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچے میں اچھی عادات پیدا کریں اور انہیں برے خصائص سے بچائیں۔

1۔ اولاد کی صالح تربیت

والدین پر اولاد کی پرورش کے ساتھ ان کی تربیت کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے۔ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی اولاد نیک ہو، لیکن صرف خواہش سے کچھ نہیں ہوتا، بلکہ خود بھی نیک ہونا لازم ہے۔نیک اولاد اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ہمارے نبی ﷺ کے جدّامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ سے دعا کی۔اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿رَبِّ هَبْ لِى مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ (1)

(اے میرے رب! مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر)

نبی ﷺ نے فرمایا:۔

(مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدَبٍ حَسَنٍ)(2)

(کسی والد نے اپنی اولاد کو بہترین اخلاق سے اچھا تحفہ نہیں دیا)

مولانا شفیع کہتے ہیں:۔

> اولاد کو صحیح تعلیم و تربیت نہ کرنا، جس کے نتیجے میں وہ خدا، رسول ﷺ اور آخرت کی فکر سے غافل رہے، بداخلاقیوں اور برائیوں میں گرفتار ہو قتل اولاد سے کم نہیں۔(3)

نیک اولاد والدین کی زندگی کا بڑا قیمتی سرمایہ ہے جہاں اللہ نے اولاد پر والدین کی خدمت کا فرض عائد فرمایا ہے کیا وہیں

---

(1) سورۃ الصافات:100/99

(2) محمد بن عیسی، السنن ترمذی، کتاب البر والصلة ، باب ما جاء فی ادب الولد، حدیث:1952۔

(3) مفتی محمد شفیع، معارف القرآن (کراچی: ادارۃ المعارف، 2008)، 484/3۔

اولاد کے کچھ حقوق بھی والدین کے ذمے لگائے ہیں تاکہ فطری تقاضے قائم رہیں اور کسی فریق کی حق تلفی نہ ہو۔

2۔اولاد والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت نیک اولاد کا ہونا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے آنکھوں کی ٹھنڈک کہا ہے اس لیے اولاد کا ہونا خوش بختی تصور کیا جاتا ہے۔ جنہیں یہ نعمت میسر آتی ہے۔ وہ بہت خوش و خرم رہتے ہیں، اور جن کے ہاں اولاد نہیں ہوتی، وہ ہمیشہ اولاد کی محرومیت کے صدمے میں پڑے رہتے ہیں۔ مگر جب انہیں اولاد مل جاتی ہے تو گویا وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی ہر نعمت مل گئی۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

﴿ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ﴾ (1)

(رحمان کے بندے وہ ہیں جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں، کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما، اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا)

اس آیت میں حصول اولاد کے لیے اللہ کے حضور التجا کا طریقہ بتایا گیا ہے اور اسی اولاد کو حاصل کرنے کے لیے اللہ کے جلیل القدر پیغمبروں نے اللہ کے حضور دعائیں کیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا۔ نیک اولاد کی نہ صرف تمنا کرنی چاہیے بلکہ اپنی اولاد کو نیک بنانے کی بھی دعا کرنی چاہیے۔

3۔ اولاد کی تربیت

اسلام نے والدین کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنی اولاد کی درست تربیت کرے تاکہ وہ اپنی دنیا و آخرت کو سنوار سکیں۔ ڈاکٹر احمد شبلی کہتے ہیں:

> کہ بچوں کی نگرانی کی ذمہ داری والدین پر ہے۔ بچہ جس کا ضمیر بالکل صاف اور روح بے داغ ہوتی ہے۔ اس کو والدین کی زیر نگرانی دے دیا جاتا ہے۔ بچہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کی نقل کرتا ہے اگر بچے کی اچھی تربیت کی جائے تو وہ ایک مثالی انسان بن سکتا ہے لیکن لاپرواہی اس کو موذی انسان بنا دیتی ہے۔ بچے کو سخت و ناہموار زندگی کا عادی بنایا جائے نہ کہ عیش و تنعم کا اس کے دل میں مال و دولت کی محبت کا بیج نہ بویا جائے بلکہ اس کو قرآن و حدیث کا سبق یاد کروایا جائے۔ (2)

اللہ تعالیٰ نے اولاد کی تربیت کی ساری ذمہ داری والدین پر عائد کی ہے۔ اپنے آپ اور اپنی اولاد کو جہنم کی آگ سے بچانے کے حوالے سے ارشادِ ربانی ہے:۔

---

(1) سورۃ الفرقان:74/25

(2) ڈاکٹر احمد شبلی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ (ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان، 1963ء)، 133-134۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ---﴾[1]

(اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو اس جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہوں گے)

فقہاء حضرات اسی آیت سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال و حرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرے۔

سورۃ الاحقاف میں ارشاد ربانی ہے:

﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَى وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾[2]

(اے میرے رب! میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی اور میں وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں)

والدین کے لیے ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو سب سے پہلے "توحید" کی تعلیم دیں۔

ماں کے لیے ضروری ہے کہ جس وقت بچے بولنا سیکھیں سب سے پہلے انہیں اپنے خالق ومالک "اللہ" کا مبارک نام سکھائے، پھر کلمہ توحید "لا الہ اللہ محمد رسول اللہ" سکھائے۔ اس لیے اولاد کو ہر طرح سے صالح اور کارآمد بنانے کی تدبیر اور دعا بھی اچھے باپ کا فرض ہے۔

4۔ حفاظت اولاد

اولاد کا فطری حق ہے کہ اس کی حفاظت کی جائے کیونکہ بچے کی پیدائش کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ذریعہ بنا رکھا ہے اس لیے اس پر یہ فریضہ عائد کیا ہے کہ اپنی اولاد کی حفاظت کرے۔ اسلام سے پہلے اولاد کو جینے کا حق حاصل نہ تھا بلکہ اولاد کی زندگی کو مختلف صورتوں سے ختم کر دیا جاتا تھا۔ اولاد کی جان کو ختم کرنے کی ایک صورت یہ تھی کہ والدین اپنی اولاد کو دیوتاؤں کی خوشنودی کے لیے خود ذبح کر کے ان پر چڑھاوا چڑھا دیتے تھے یہ رسم عربوں اور دیگر قوموں میں بڑی عام تھی۔ اولاد کو مارنے کی دوسری صورت یہ تھی کہ بعض لوگ فقر و فاقہ کے خوف سے خود اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ ایسے ہی اولاد کو قتل کرنے کی تیسری صورت یہ تھی کہ بعض لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ کیونکہ وہ لڑکیوں کو اپنی ذلت اور شرم کی علامت خیال کرتے تھے ۔اسلام نے اولاد کشی کی ان تمام صورتوں کا انسداد کیا اور اولاد کو ہر طرح سے تحفظ کا حق دیا۔ قرآن پاک میں ان تمام طریقوں کی مذمت کرتے ہوئے اولاد کو قتل کرنے سے منع فرمایا بلکہ قتل کو سنگین جرم اور گناہ قرار دے کر قاتل کو سزاوار ٹھہرایا ہے۔ اللہ

---

(1) سورۃ التحریم:66/6

(2) سورۃ الاحقاف:15/46

تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:۔

﴿لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ﴾(1)

(اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو مفلسی کے ڈر سے ہم انہیں بھی روزی دیں گے اور تمہیں بھی بے شک ان کا قتل بڑی خطاہ ہے)

﴿وَاِذَا الْمَوْءدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾(2)

(اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس قصور میں ماری گئی؟)

5۔ بچوں کو چومنا اور پیار کرنا

والدین کا فرض ہے کہ اولاد سے پیار و محبت کرے۔ محبت ایک فطری جذبہ ہے جو کہ اللہ نے ہر والدین کے دل میں فطری طور پر ڈالا ہے۔ حضور ﷺ بچوں سے بہت پیار کرتے تھے اور ان کو بوسہ دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے ہی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) کو چوم رہے تھے، حابس بن اقرع (رضی اللہ عنہٗ) نے یہ منظر دیکھا تو عرض کیا۔اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں اُن میں سے کبھی کسی کو نہیں چوما۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف نظر فرمائی اور ارشاد فرمایا:۔

((مَن لَا يَرحَمُ لَا يُرحَمُ))(3)

(جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں)

6۔ والدین کا بچوں کو ادب سکھانا

ماں اور بچے کے درمیان اعتماد اور دوستی والا رشتہ ہو تاکہ اگر بچے کو کوئی مسئلہ ہو تو دونوں آپس میں آرام و سکون سے مل کر کر سکیں۔ جیسا کہ منشس نے اپنی ماں کو سکون واطمینان سے اپنے مسائل کا بتایا اور اس کی ماں نے پھر اس کی تصحیح کی لہذا ماں باپ اور بیٹے کے رشتے کے درمیان اعتماد، یقین، اعتبار اور تعاون ہونا بہت ضروری ہے۔ ابتدائی کنفیوشس ازم کی ماؤں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ بہت مضبوط اور بہادر تھیں۔ والدین کا اولاد پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ ان کو تعلیم و تہذیب سکھائیں اور ایسی مفید اور کار آمد تعلیم دیں کہ جس کی وجہ سے وہ اپنا مقصد حیات بنا سکیں۔ اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد کے لیے دعا کرنی چاہیے ان کی کامیابیوں کے لیے دعا گو رہنا چاہیے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

---

(1) سورۃ انعام: 151/6

(2) سورۃ التکویر: 9-8/81

(3) صحیح البخاری، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ، حدیث 5997، 412/2۔

﴿وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾[1]

(اور میرے لیے میری اولاد میں صلاح رکھ، میں تیری طرف رجوع لایا اور میں مسلمان ہوں)

غذا لباس، رہن سہن، اور بچوں کے ساتھ مساوی رویہ رکھنا اسلام کا اولین تقاضا ہے۔ پہلے عرب معاشرے میں اولاد کی تربیت میں امتیازی رویہ رکھا جاتا تھا اسلام نے مساوات کی روش سکھائی۔

سنن ماجہ میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

((أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ , وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ."))[2]

(اپنی اولاد کی عزت و تکریم کرو اور ان کو حسن ادب سے آراستہ کرو)۔

7۔ بچوں کے ساتھ سختی

دین اسلام میں اولاد کو محبت کے ساتھ ہی کڑی نظر رکھنے کا کہا گیا ہے. ان کے اندر کہاں سے وہ آداب آ جائیں گے اور کہاں سے وہ تہذیب آ جائے گی جو بچپن میں اگر انہیں نہ سکھائی گئی ہو؟ اسی طرح نماز کے بارے میں حکم ہے کہ بچے کو سات سال کی عمر سے نماز کی تلقین شروع کر دو اور دس برس کے بعد بھی اگر بچہ نماز نہیں پڑھتا تو اس کو مارو. اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ملاحظہ ہو۔ ابوداؤد میں ہے:۔

((مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا))[3]

سات سال کا بچہ ہو جائے تو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کا ہو جائے مار کر نماز پڑھاؤ۔

سات برس کی عمر میں بچے میں پختگی شروع ہو جاتی ہے۔ پھر دس سال تک بلوغت ہو جاتی ہے۔ پھر سختی کی جائے اور ان کے بستر علیحدہ کر دیئے جائیں۔

("مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاة وَهمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سَنِيْنَ ، وَاضْرِبُوْهمْ عَلَيْها وَهمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهمْ فِى الْمَضَاجِعِ")[4]

(اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو، جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں، اور نماز کی خاطر انھیں مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر میں ان کے بستر بھی الگ الگ کر دو۔

---

(1) سورۃ الاحقاف:15/46

(2) ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ (بیروت۔ لبنان: دار الفکر، س۔ن) کتاب الادب، باب بر الوالد والإحسان إلى البنات حدیث:3671، 1211/2۔

(3) سنن ابی داؤ، کتاب الصلاۃ، باب مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ، حدیث:494، 185/1۔

(4) ایضا، حدیث:495

عام طور پر بچے سات سال کی عمر میں سمجھ دار ہو جاتے ہیں، اس وقت ان کو خدا پرستی کے راستے پر ڈالنا چاہیے اور ان کو نماز پڑھنے کی ترغیب دینی چاہیے، دس سال کی عمر میں ان کا شعور کافی پختہ ہو جاتا ہے اور بلوغ کا زمانہ قریب آ جاتا ہے، اس لیے نماز کے معاملہ میں ان پر سختی کرنی چاہیے، نیز اس عمر کو پہنچ جانے پر ان کو الگ الگ لٹانا چاہیے، ایک ساتھ ایک بستر پر لٹانے میں مفاسد کا اندیشہ ہے

ڈاکٹر خالد علوی اسلام کا معاشرتی نظام میں لکھتے ہیں:

حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے بچوں کو تیراکی، گھڑ سواری اور شکار سکھائیں۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے:

"وَمَنْ لَمْ يُؤَدِّبْهُ الشَّرْعُ لَا أَدَّبَهُ اللهُ" (1)

جسے شریعت مؤدب نہ کر سکے اسے اللہ بھی مؤدب نہیں کرتا۔

لہذا بچے کو نظم وضبط سکھانا اس میں اچھی عادتیں پیدا کرنا والدین کا فرض ہے۔

اپنی اولاد کا خیال رکھو اور ان کو اچھے آداب سکھاؤ۔ (2)

اسلام نے بچے کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا ہے اور بچے کو آزاد اور بے حیا نہیں چھوڑ دیا۔ اسلام نے اس بات کو واضح کر دیا کہ فطرت میں بچہ ہر نیک پیدا ہوتا ہے۔ اس کے بعد والدین پھر اس کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بچوں کی اہمیت تربیت کئی وجوہ سے ہے۔ وہ مستقبل کے معمار ہیں، خاندان کی بقا کا ذریعہ ہیں، اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہیں، جماعت کی کثرت اور پہچان کا سبب ہیں، نیز اللہ تعالیٰ کی مدد کی ایک صورت ہیں۔ اسلام اپنے زیر اثر معاشرے میں اولاد کو اپنی معاشرتی اور سماجی اقدار کے تعارف، بقا اور تحفظ کا ذریعہ تصور کرتا ہے۔ اسلام اولاد کو نعمتِ عظمیٰ قرار دے کر اس کی نگہداشت کا حکم دیتا ہے۔ اسلام نے خاندان کا جو تصور دیا ہے اس کی ایک اہم اکائی اولاد کی صورت میں بچے ہیں۔ لہذا ضروری ہے کہ بچوں کی تربیت میں کسی طرح کی کوئی کوتاہی نہ کی جائے اور اس کے لیے سب سے پہلی اور سب سے بہتر درس گاہ خود اس کا گھر ہے۔ یہ امانت ایک عظیم ذمہ داری ہے جس میں کوتاہی کرنے یا ضائع کرنے سے اللہ تعالیٰ نے خبر دار فرمایا ہے۔ ارشاد باری ہے:۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (3)

(اے ایمان والو! تم بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں اس

---

(1) محمد رشید بن علي رضا، تفسير المنار (بيروت: دار الكتب العلمية، 1971)، 228/5۔

(2) ایضا، 228۔

(3) سورة التحريم: 66/6

پر ایسے فرشتے مقرر ہیں جو بڑے تند خو، سخت مزاج ہیں۔ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے)۔

اس آیت مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کو دوزخ کا ایندھن بننے کے سبب سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خود بھی دوزخ کا ایندھن بننے سے بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائیں۔ ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ نار جہنم سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچا سکیں۔ اپنے بچوں کے اخلاق کی نگرانی کریں اور انہیں غفلت و کوتاہی سے بچائیں۔ جن کاموں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اس پر خود بھی عمل کریں اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی تلقین کریں اور جن کاموں سے منع کیا ہے اس سے خود بھی بچیں اور اپنے اہل وعیال کو بھی بچائیں۔

8۔ اولاد میں مساوات

اللہ تعالیٰ نے والدین پر لازم کیا ہے کہ وہ اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کرے۔ عدل کا حکم اللہ پاک نے مختلف مقامات پر دیا ہے۔ ارشاد ہے:،

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ﴾[1]

(مسلمانو،) اللہ حکم دیتا ہے عدل اور احسان اور رشتہ داروں کو (ان کے حقوق) دینے کا، اور منع فرماتا ہے بے حیائی (کے کاموں،) بری باتوں اور ظلم وزیادتی سے۔ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ تم (ان باتوں کا) خیال رکھو)

جب اللہ تعالیٰ مومنین کو عدل کرنے کا حکم دے رہا ہے، تو پھر اولاد کا بدرجہ اولیٰ یہ حق ہے کہ ان کے درمیان عدل کیا جائے۔ احادیث مبارکہ میں بھی بچوں کے درمیان عدل کا حکم ثابت ہے:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔

((يَا نَبِيَّ اللّٰهِ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً، قَالَ:" أَعْطَيْتَ لِإِخْوَتِهِ، قَالَ: لَا، قَالَ: فَارْدُدْهُ.))[2]

"اللہ کے نبی! میں نے) اپنے بیٹے (نعمان کو ایک عطیہ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا" :اس کے بھائیوں کو بھی دیا ہے؟"، انہوں نے کہا: نہیں، آپ نے فرمایا" :جو دیا ہے اسے واپس لے لو"۔

ایک اور جگہ ہے:۔

(اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ)[3]

---

(1) سورۃ النحل:90/16

(2) سنن نسائی، کتاب النحل ، بَابُ : ذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ فِي النُّحْلِ، حدیث،3708-

(3) صحیح بخاری، کتاب الهبة وفضلها، باب الهبة للولد وإذا أعطى بعض ولده ،حدیث:55/1:2585۔

(ھبہ کے معاملے میں اولاد کے درمیان انصاف کرو)

لہذا بچوں کی تعلیم و تربیت، غرض کہ زندگی کے تمام امور میں مساوات قائم کی جائے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی اولاد کو دین کی تعلیم دے اچھی باتیں سکھائے اور بہترین ادب و ہنر اور اخلاق سکھائے۔ پیغمبروں نے نیک سیرت اولاد کے لیے اللہ سے دعائیں مانگی ہیں، ایسی اولادیں جن کو دیکھ کر ان کی آنکھیں اور ان کے دل ٹھنڈے ہوں۔ جیسا کہ نیک اولاد کے سلسلے میں قرآن کریم میں یہ دعا بیان کی گئی ہے۔

ج۔ دوستی کا تصور

اسلام میں دوستی وہ نایاب رشتہ ہے کہ جس کا کوئی متبادل نہیں۔ انسان کی فطرت ہے کہ وہ مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے اس لیے اسلام نے انسان کی فطرت کے پیش نظر دوستی پر بات کی ہے اور اس کے ساتھ اسلام نے دوستی کی حدود و قیود بتانے کے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ دوستی کیوں خونی رشتوں کے ساتھ ضروری ہے۔ مومن تو سراپا الفت و محبت ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿المُومِنُونَ وَالمُومِنٰتُ بَعضُهُم اَولِيَاءُ بَعضٍ﴾(1)

(اور جو (مومن مرد اور مومن عورتیں (ہیں) یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں)

اسی طرح حدیث میں ہے:

(تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى.")۔(2)

(تم مومنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت و محبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف و نرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ٹکڑا بھی تکلیف میں ہوتا ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے ایسا کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے)

دوستی کا کوئی نعم البدل نہیں، یہ بازار میں بکنے والی کوئی چیز نہیں جو قیمت دے کر حاصل کی جا سکے۔ اگر اس دور میں سچی دوستی نصیب ہو جائے تو انسان کو چاہیے کہ وہ اس کی قدر کرے، کیونکہ دوستی اور وہ بھی بے غرض نصیب ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے۔ دوستی میں آپ ایک دوسرے سے اپنی چیزیں اور خوشیاں بانٹ سکتے ہیں اور یہی دوستی اگر اللہ تعالیٰ اور رضا و خوشنودی کی خاطر ہو جائے تو یہ انسان کے کمالِ ایمان کی نشانی ہے اور اس پر اجر کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔ اسی ضمن میں ارشادِ نبویؐ ہے:

---

(1) سورۃالتوبہ:71/9

(2) صحیح بخاری، کِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ، حدیث:414/2,6011۔

((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيمَانَ))[1]

(جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے دوستی کی، اللہ تعالیٰ کے لیے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ کے لیے عطا کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روکا پس تحقیق اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا)

اسلام میں دوستی کے لوازمات

دوست بنانا اور پھر دوستی نبھانا ایک فطری عمل ہے مگر دوستی وہی مضبوط بنیادوں پر دیر پا قائم رہتی ہے جو بے لوث، بے غرض، پر خلوص اور باہمی عادات، خیالات اور کردار میں قدرے بھی اختلاف نہ ہو، نیز عدوات شکوک، بدگمانی، انانیت، بغض، حسد اور دیگر رذائل سے پاک ہو۔

1۔ اخلاص

اسلام ہر رشتے میں بدنیتی اور ریاکاری سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ دوستی کے رشتے میں اخلاص اور اعتماد و یقین ہونا چاہیے۔ اگر ایک دوسرے میں کوئی بات ہو بھی جائے تو ایک دوسرے کو معاف کر دینا چاہیے۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾[2]

مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے۔

یہ پاک نفس دیگر لوگوں کی تربیت سے بھی غافل نہیں رہتے، سب کو بھلائیاں سکھاتے ہیں، اچھی باتیں بتلاتے ہیں، برے کاموں سے بری باتوں سے امکان بھر روکتے ہیں۔ حکم الٰہی بھی یہی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں ایک جماعت ضرور ایسی ہونی چاہیئے جو بھلائیوں کا حکم کرے برائیوں سے منع کرے، یہ نمازی ہوتے ہیں، ساتھ ہی زکوٰۃ بھی دیتے ہیں تاکہ ایک طرف اللہ کی عبادت ہو دوسری جانب مخلوق کی دلجوئی (خدمت) ہو۔

2۔ ایک دوسرے کی مدد کرنا

اسلام نے دوستی نبھانے کے لیے ایک ضابطہ مقرر کیا ہے۔ جس کے مطابق نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں مطلق تعاون کرنے کا

---

(1) سنن ابی داوٗد، كِتَاب السُّنَّةِ، باب الدَّلِيلِ عَلَى زِيَادَةِ الإِيمَانِ وَنُقْصَانِهِ، حدیث 4683، 354/3۔

(2) سورۃ التوبہ: 71/9

درس دیا ہے۔گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے: ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ﴾(1)

نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔

3۔ ہم خیال عقل مند لوگوں کو دوست بنانا

مذہب اسلام نے روزِ اول ہی سے دوستی کا صحیح تصور ہمیں عطا فرمایا۔اللہ رب العزت کا مقدس قرآن ارشاد فرماتا ہے:

﴿وکونوا مع الصٰدقین﴾(2)

اور نیکوں کے ساتھ ہو جا۔

اسلام کی نظر میں ہر خیر خواہ دوست ہے۔اور کسی مسلمان کا حقیقی خیر خواہ سوائے مسلمان کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔اسی لیے قرآن مجید میں جابجا فرمایا کہ مسلمان ہی مسلمان کا دوست ہے اور غیر مسلموں سے دوستی کرنے سے منع فرمایا۔ارشاد ربانی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ﴾(3)

اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔(تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو۔ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں۔

نیک لوگوں کی دوستی قیامت کے دن بھی قائم رہے گی اور کام آئے گی قرآن مجید میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔

﴿الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ﴾(4)

(اس دن تمام دوست ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے سوائے نیک لوگوں کے)

---

(1) سورۃ المائدۃ:2/5

(2) سورۃ توبہ:119/9

(3) سورۃ آل عمران:118/3

(4) سورۃ الزخرف:43/27

اسلام نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا درس دیتا ہے اور برے لوگوں سے دور رہنے کی تلقین کرتا ہے۔اسی طرح کہا جاتا ہے کہ عطر والے کے پاس سے گزرنے والے شخص سے خوشبو ضرور آتی ہے اگرچہ وہ نہ خریدے، شراب خانے سے نکلنے والے کو شرابی جانا جاتا ہے اگرچہ وہ شراب سے نفرت ہی کیوں نہ کرتا ہو۔اس لیے مسلمانوں کو برے لوگوں کی صحبت و سنگت اور بری مجلس کی بجائے نیک لوگوں کی صحبت و سنگت میں اختیار کرنی چاہیے۔اخلاق کی تعمیر کے لیے فعال اور عقلمند لوگوں کی معیت دوستی سے بڑھ کوئی چیز مؤثر اور مفید نہیں، کیونکہ ان سے ملنا جلنا ہماری روحانی قوتوں کو بڑھاتا ہے، ہماری قوت ارادی کو مضبوط تر کرتا ہے، دنیا میں ہمارے مقصد کو بلند تر کرتا ہے اور ہمیں اپنی زندگی کے کاروبار انجام دینے اور دوسروں کی مدد کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

4۔ اچھے دوست کا چناؤ

انسان فطری طور پر معاشرتی زندگی گزارنے کا خوگر ہے، باہمی میل جول، تعلقات و روابط اور دوست واحباب کی تلاش میں رہتا ہے تاکہ اِس معاشرے میں اپنا کردار ادا کرسکے۔فرمان الٰہی ہے:

﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا﴾[1]

(اور اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ صبر پر آمادہ کرو جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں اور اسی کی مرضی کے طلب گار ہیں اور خبردار تمہاری نگاہیں ان کی طرف سے پھر نہ جائے کہ تم زندگانیِ دنیا کی زینت کے طلبگار بن جاو اور کسی صورت اس کی اطاعت نہ کرنا جس کے قلب کو ہم نے اپنی یاد سے محروم کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے اور اسکا کام سراسر زیادتی کرنا ہے)

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾[2]

(مسلمانو)! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع و خضوع) کرنے والے ہیں)

﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾[3]

(اس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ بھی کام نہ آئے گا اور نہ ان کی امداد کی جائے گی)

---

(1) سورۃ کہف:28/18

(2) سورۃ المائدۃ:55/5

(3) سورۃ الدخان:41/44

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

بروں کی ہم نشینی سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک لوگوں کی صحبت بہتر ہے۔[1]

لہذا آدمی وہی راستہ اختیار کرتا ہے جو کہ اس کا دوست کرتا ہے۔اس لیے نیک دوست کی دوستی اختیار کرنا چاہیے۔لہذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ "صحبت صالح ترا صالح کند، صحبت طالع ترا طالع کند" بھی نیک اور صالح فرد کی دوستی صالحیت اور پرہیز گار کا باعث بنتی ہے اور بُرے افراد کی صحبت برائی کی طرف لے جاتی ہے۔

5۔ احسان نہ جتانا

دوستی میں ایک دوسرے پر احسان نہیں جتانا چاہیے۔قرآن میں ہے:۔

﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾[2]

(بلکہ خود اپنے اوپر انہیں ترجیح دیتے ہیں گو خود کتنی ہی سخت حاجت میں کیوں نہ ہوں)

لہذا اگر انسان کسی کے ساتھ نیکی کریں تو اس کو بار بار نہیں دھرانا چاہیے بلکہ دوست تو وہی ہے کہ اگر نیکی کرے تو اس کو بھول جائے بار بار نہ جتائے کہ میں نے تمھارے ساتھ یہ کیا اور تم نے کیا۔ کیونکہ اگر کوئی مشکل وقت میں کام نہ آئے تو ایسے انسان کے شر سے بچنا چاہیے۔

6۔ مومن سے دوستی کی ترغیب

اللہ پاک نے قرآن پاک میں مومنین سے دوستی کرنے کی تلقین کی ہے اور اس بارے اللہ فرماتا ہے۔

﴿ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَاؤُهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُمْ مِنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴾[3]

(جو لوگ ایمان لائے ہیں ان کا دوست خدا ہے کہ اُن کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے)

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾[4]

---

(1) فقیر محمد ندیم، اخلاق صدیق اکبر (فیصل آباد: سیرت اکیڈمی 1993)، 63۔

(2) سورۃ الحشر: 9/59

(3) سورۃ البقرۃ: 257/2

(4) سورۃ الاعراف: 199/7

(معاف کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کر لو)

شریعت اسلام نے جاہل اور ہٹ دھرم لوگوں سے دور رہنے کا درس دیا ہے اور معاشرے میں نیک امور کی انجام دہی کے ساتھ جاہلوں سے کنارہ کشی کا حکم دیا ہے۔

باب سوم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی سیاسی تعلیمات کا جائزہ

فصل اول: کنفیوشس کے اصول حکمرانی حاکم اور رعایا کے تعلقات

فصل دوم: کنفیوشس کے اصول عدالت اور قضا

فصل سوم: اسلام کے سیاسی نظام کا جائزہ

فصل اول

کنفیوشس کے اصول حکمرانی حاکم اور رعایا کے تعلقات

کنفیوشس ازم کے مطابق ملک پر حکمرانی کے حاکم کو خیر خواہی کے اصول اپنانا چاہیئے۔ کیونکہ ماضی کے مشہور "چن سلطنت" کے دو بادشاہوں یو اور شن نے خیر خواہی سے اپنی حکومت کی۔ کنفیوشس نے ملک میں نظم وضبط برقرار رکھنے کے لیے حکمرانوں اور عوام چو سلطنت(1) کے رسم ورواج کو اپنانے پر زور دی۔(2) کنفیوشس ازم میں حاکم اور رعایا دونوں کے تعلقات بیان کیے گیے ہیں۔ کنفیوشس نے زور دیا کہ حکمرانی کے لیے دیانت داری، دانائی اور صحیح عقیدہ ہونا بہت ضروری ہے اور حاکم کو اپنے نام کی لاج رکھنی چاہیے۔(3)

الف۔ کنفیوشس ازم میں اصول حکمرانی

کنفیوشس ازم کے مطابق حکمران ایسے وزراء اور افسروں کو منتخب کرے جو کہ بلند اخلاق و کردار کے مالک ہوں عوام سے حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔ اور اگر ان سے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی اور غلطی کے مرتکب ہو جائے تو اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی غلطی کو قبول کریں۔ اگر ایک حکمران (بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم) کا ذاتی کردار اچھا ہے، تو قوانین بنائے اور احکامات جاری کیے بغیر بھی اس کی حکومت مضبوط اور موثر رہے گی۔ لیکن حکمران کا ذاتی کردار اچھا نہیں، تو پھر وہ لاکھ قوانین بنائے اور احکامات جاری کرے، کوئی ان کی پرواہ نہیں کرے گا۔ جب کسی ملک میں اچھی حکومت آجائے، حکمران بااصول اور باصلاحیت ہوں، تو وہاں عام لوگوں کے قول و فعل میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ لیکن ملک میں بری حکومت آجائے اور بے ایمان لوگ حکمران بن بیٹھیں، تو وہاں عام لوگوں کے قول بلند ہو جائیں گے اور افعال پست یا افعال بلند ہو جائیں گے۔ کنفیوشس کے اصول حکمرانی درج ذیل ہیں۔

1۔ امانت داری

سربراہ کے لیے حکومت بھی ایک امانت ہوتی ہے۔ لہذا کسی بھی حکمران کے لیے ضروری ہے کہ وہ حکومتی امور میں ایمان داری سے کام کرے اگر دیانت داری سے کام نہ لیا جائے تو معاشرے میں ناانصافی پھیل جائے گی۔ یہ حکمرانوں کا ہی یہ فرض

---

(1) چو سلطنت کے لوگ گیارہویں صدی کے قریب چین کے مغرب میں رہتے تھے۔ چو سلطنت کے حکمرانوں کا دعویٰ تھا کہ ان کو آسمان نے ملک کا نظم وضبط برقرار کرنے کے لیے منتخب کیا تھا اور چو سلطنت کے حاکم چو وُو وانگ (Zhou wo wang) نے ایک طاقت ور شانگ سلطنت کو شکست دی تھی۔

(2) James Legge, *The She King (Grater Odes of the Kingdom Odes of the Temple and The Altar)*, 1 - 9.

(3) The Hutchinson, *Dictionary of world History* (Helicon Publishing Ltd, 1998), 149-

نہیں ہے کہ وہ امانت اور دیانت پر عمل کریں بلکہ عوام بھی اس کے مکلّف ہیں۔ اگر حاکم اور رعایا مل کر ان صفات کی تکمیل میں حصہ لیں اور اشتراک عمل کریں تو وہ دنیا میں ایک نیک معاشرے کا قیام عمل میں لے آئیں اور فتنوں کا سد باب ہو۔

امانت کا عام مفہوم بہت وسیع ہے اس میں زندگی کا ہر شعبہ شامل ہے یہ مفہوم جس طرح حکمران پر لاگو ہے اسی طرح رعایا پر بھی منطبق ہے اور دونوں اس کے مکلف ہیں. اسی وجہ سے منافقت، جھوٹ، دھوکہ دہی، چال بازی، مکر و فریب یہ سب دیانت اور دین داری کے خلاف باتیں ہیں۔ کسی کو غلط مشورہ نہ دینا، نیک مشورہ دینا، یہ ہی دیانت اور نیکی کا کام ہو گا۔ کنفیوشس نے حکمرانی کا پہلا اصول امانت کو کہا ہے۔ کنفیوشس کا شاگرد تزوچانگ (Tzu Chang) جاننا چاہتا تھا کہ اسے حکومتی کارندے کے طور پر کام کرنا ہو گا اور پھر کیا مشاہدہ ہو گا. کنفیوشس نے کہا:۔

"کشادگی سے سنیں اور شکوک کو ترک کر دیں۔ باقی معاملات میں ہوشیاری سے بات کریں، کم سے کم الزامات لگیں گے۔ مشاہدہ فراوانی سے کریں اور تنہائی کو ایک طرف چھوڑ دیں۔ باقی معاملات میں کام چوکنی سے کریں، ندامت کم ہو گی۔ جو کہا جائے گا، اس کے متعلق کم از کم الزامات لگیں گے۔ اور جو کیا جائے گا، اس کے متعلق کم از کم ندامت ہو گی۔ یہی ایک سرکاری کارندے کا کام اور مشاہدہ ہے"۔[(1)]

کنفیوشس نے کہا:

"By nature, men are nearly alike; it is by custom and habit that they are set apart."[(2)]

(فطرت کے لحاظ سے، مرد تقریباً ایک جیسے ہوتے ہیں۔ یہ رواج اور عادت سے ہے کہ وہ الگ ہو جاتے ہیں)۔

نیز کنفیوشس کہتا ہے۔

"اگر آپ بے ایمان اور بے انصاف حکام کی جگہ منصف اور ایماندار لوگوں کو لائیں گے، تو لوگ آپ کی عزت کریں گے اور مطیع ہو جائیں گے، لیکن اگر ایماندار اور منصف حکام کی جگہ بے ایمان اور بے انصاف حکام کو لا کھڑا کریں گے، تو پھر لوگ نہ آپ سے خوش ہوں گے نہ مطیع رہیں گے"۔[(3)]

کنفیوشس نے مزید کہا کہ

کہ اپنی بنیاد ایمان داری اور اعتماد کو بناؤ ان لوگوں کو ساتھی مت بناؤ۔ جو اخلاقی لحاظ سے تمھارے ہم پلہ نہیں جب تم سے غلطی ہو جائے تو اس کا ازلہ کیے لئے نہ پچھتاؤ۔[(4)]

امیر سلطنت کو چاہیے کہ وہ پر وقار اور پر اعتماد رہے اس بات کی فکر نہ کریں کہ اس کا رہن سہن اچھا ہو بلکہ وہ لوگوں کا خیال

(1) Waley, *The Analects of Confucius*,.65, ii-18.
(2) Wing.Tsit Chan, *Chinese Philosophy*, 29.
(3) Waley, *The Analects of Confucius*,.83, Chap:Vi-17.
(4) Ibid, 99, Chap:ix-24.

کریں کہ وہ کس حال میں ہیں. صرف اپنے پیٹ کی فکر نہ کریں۔ بلکہ لوگوں کے لیے خود ہیرو بن جائیں۔ کیونکہ حاکم جیسا عمل کرے لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ کنفیوشس یو(Yu) کی مثال دیتے ہوئے کہتا ہے۔

"کنفیوشس نے کہا پھٹے پرانے کپڑے پہن کر امراء کے سامنے کھڑا ہونا یہ تھا یو(Yu) کا کمال بے ضرر بے طمع وہ غلطی کا مرتکب کیسے ہو سکتا ہے بزدلی اصل میں یہ ہے کہ آپ حق کیلیے آواز نہ اٹھا سکیں"۔[1]

کنفیوشس نے کہا ایک حاکم اپنے آپ کو بنانے سنوارنے میں نہیں لگا رہتا بلکہ وہ لوگوں کو دیکھتا ہے کہ وہ کس حال میں ہیں وہ دوسروں کی غیر معیاری کارکردگی کا نوٹس لیتا ہے اور اس کی تصحیح کرتا ہے۔ خصوصاً ان کی جو اس کے ماتحت کام کر رہے ہیں۔ ایک اچھا حکمران کیسے عظیم ہوتا ہے؟ اس کے ذمے جو ذمہ داریاں ہوتی ہیں، ان کو اگر وہ بطریق احسن نبھا رہا ہو تو وہ شخص عظیم ہے۔ اس کے لیے صرف عہدے کا مل جانا عظمت نہیں ہے۔ وہ انصاف کے لئے متعصب اور سخت گیر بن جاتا ہے۔ چھوٹے آدمی کو مراعات اور مفادات سے غرض ہوتی ہے، بڑے آدمی کو اصولوں اور ضوابط کا پاس ہوتا ہے۔ وہ شخص جو اپنے تمام اعمال کو صرف اپنے مقاصد اور مفاد کیلیے وقف کر دیتا ہے۔ اس کے دشمنوں کی تعداد بڑھتی چلی جاتی ہے۔ کسی آدمی کو کوئی عہدہ مل جائے تو اس عہدے سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھائے۔ اختیارات کا ناجائز استعمال نہ کرے۔ کیونکہ حاکم کی پہچان اور علامت اس کی ویلیو اور اقدار سے ہوتی ہے۔ لوگ اس کے تقوی اور دیانت کو مانتے ہوں۔ حکومت ایک امانت ہوتی ہے۔[2] اس لیے حاکم کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ مجھے کون سا کام کب اور کیسے کرنا ہے۔ اس لیے کنفیوشس کہتا ہے:۔

"تین بار میں اپنا محاسبہ کرتا ہوں اور یہ جائزہ لیتا ہوں کہ کیا میں دوسرے لوگوں کے کاموں سے جی تو نہیں چرا رہا؟ کیا میں اپنے دوستوں سے فریب تو نہیں کر رہا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جو کچھ مجھے سکھایا گیا، میں اسے دوسروں تک پہنچانے میں ناکام تو نہیں رہا"۔[3]

The Doctrine of Mean میں لکھا ہے کہ

"ایک اعلی انسان اعلی عہدے پر فائز ہو کر اپنے سے نچلے طبقے کے ساتھ حقارت نہیں کرتا اور عہدہ نہ ہونے کی صورت میں کسی کی مدد نہیں لیتا اور آسمان کو ملامت نہیں کرتا بلکہ اپنی تصحیح کرتا ہے"۔[4]

اگر کسی انتظامی قانون کے تحت سب لوگوں کو سزا دینے کے معاملے میں یکساں سلوک کا مستحق سمجھا جائے، تو وہ آئندہ کے لیے جرم نہ کرنے میں کامیابی حاصل کر لیں گے، لیکن وہ احساس ندامت سے محروم ہو جائیں گے، لیکن اگر ہم کسی اخلاقی نظام کے تحت سب انسانوں کو یکساں سمجھیں اور ان کو جرم کے ضمن میں سزا بھی یکساں دیں، تو وہ احساس ندامت کی وجہ سے ہمیشہ کیلیے اپنی اصلاح کر لیں گے۔ ایک ملک میں حکومت اچھی ہو، تو وزیر، مشیر، سرکاری افسر وغیرہ عام طور پر اپنے دفتروں میں بیٹھے ملتے

---

(1) Waley, *The Analects of Confucius*,.99,Chap:ix-26.
(2) Ibid,.99,Chap:xix-17.
(3) Wing.Tsit Chan, Chinese Philosophy, 20.
(4) James Legge (Tr), *The Doctrine Of Mean*(New York:1870) Chap:Xiv:3, 11.

ہیں۔ لیکن حکومت بری ہو، تو اچھے اچھے افسر بھی اصولوں کی بساط لپیٹ کر بغل میں دبالیتے ہیں۔ وہ پھر شاذونادر ہی اپنے دفاتر میں دکھائی دیتے ہیں

2۔ عوام الناس کے لیے فیض رسانی

حاکموں کے لیے دفتروں میں بیٹھ کر فیصلے کرنا فیض رسانی نہیں، بلکہ ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ عملی میدان میں آئیں اور لوگوں کی آسانیوں کے لیے کام کریں۔ حاکم جو فیصلہ کر رہا ہو اس میں کم از کم عوام کی مشکلات کو خاطر میں رکھنا چاہیے۔ اگر حاکم آسانیاں پیدا کرے گا تو لوگ حاکم کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔

آقا کی بات کو من و عن تسلیم کریں گے حاکم تو لوگوں کے لیے عملی نمونہ ہوتا ہے جیسا حاکم ہو گا ویسی ہی عوام ہو گی۔ حاکم کو اپنی پر آسائش زندگی چھوڑنی ہو گی۔

کنفیوشس نے کہا:۔

اعلیٰ انسان نیکی کے متعلق سوچتا ہے اور ادنی انسان اپنی آسائش کے متعلق۔ اعلیٰ انسان قاعدے کی بات کرتا ہے اور ادنی انسان ذاتی فائدے کی۔ (1)

اگر حاکم وقت صرف اپنا طمع و لالچ کرے اپنی ذات کے بارے میں سوچے اور عوام الناس کو نظر انداز کرے تو لوگوں کے دل میں حاکم کے خلاف نفرت اور بغض پیدا ہو جائے گا۔ معاشرے میں بدامنی اور سرکشی پھیل جائے گی اور فلاحی ریاست کسی صورت سرکشی اور خانہ جنگی کی متحمل نہیں ہوتی۔ کنفیوشس نے کہا:

"اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھ کر کیا جانے والا کام بہت ساری شکایات لاتا ہے۔" (2)

ایک اعلی حاکم دوسروں کو دیکھتا ہے کہ کس طرح لوگ خوش ہوں گے عوام کو اگر سہولیات میسر ہیں اور انھیں حقوق حاصل ہوں اور زندگی میں مشکلات پیش نہیں آرہیں، تو بلاشبہ ایسی حکمرانی اچھی حکمرانی کہلائے گی۔ اس کے برعکس اگر عوام عدم تحفظ، بے یقینی اور خوف وہراس کا شکار ہوں اور انھیں انصاف میسر نہ آرہا ہو، تو لازمی طور پر وہ بری حکمرانی کے زیر اثر ہوں گے۔ اس لیے کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ اعلیٰ انسان یعنی حاکم سچائی کو مدِ نظر رکھتا ہے اور ادنی انسان برا حاکم اپنے مفاد کو۔ (3) ایک دفعہ کنفیوشس کے شاگرد تزوکنگ (Tzu Kung) نے پوچھا:

وہ بادشاہ جو لوگوں کو فراوانی سے فائدہ پہنچائے اور لوگوں کی ہر طرح سے مدد کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اُس کے متعلق آپ کیا کہیں گے؟ کیا اسے آپ عوام الناس کی خیر خواہی کہیں گے؟

کنفیوشس نے جوابا کہا:

(1) Waley, *The Analects of Confucius*, 73, Chap:iv-11
(2) Ibid,
(3) Ibid, 74, Chap:iv-16

"اس کا خیر خواہی سے کیا تعلق ؟وہ یقیناً ایک زیرک شخص ہو گا ؟ قدیم دور کے بادشاہ یاؤ(Yao) اور شَن (Shen) نے بھی اسے بڑی جانفشانی سے حاصل کیا ہو گا۔ یہاں تک ایک 'خیر خواہ شخص کا تعلق ہے تو وہ دوسروں کے لیے بھی وہی چاہتا ہے جو وہ خود اپنے لیے چاہتا ہے، دوسروں کو بھی وہیں دیکھنا چاہتا ہے جہاں وہ خود جانا چاہتا ہے۔ دوسروں کے احساسات سے راہنمائی حاصل کرنے کی صلاحیت کو 'خیر خواہی' کا فن کہا جا سکتا ہے۔"(1)

فَن چیہ (Fan Chih) نے اپنے استاد کنفیوشس سے فراست کے متعلق پوچھا تو مزید فرمایا: لوگوں کی بھلائی کے لیے کام کرنے اور دیوتاؤں سے دور ہونے کے باوجود ان کا احترام کرنے کو فراست کہا جا سکتا ہے۔(2)

کنفیوشس نے کہا:

"ایک ہزار رَتھوں (چھوٹے تا درمیانے درجے کی ریاست) کے ملک پر حکومت کرنے کے لیے عہدے کا پاس کریں اور قابل اعتماد بنیں۔ لوگوں سے محبت کریں اور وسائل کا استعمال کفایت سے کریں۔ لوگوں کو بروقت روزگار مہیا کریں۔"(3)

شاگرد تزوکنگ (Tzu Kung) نے 'اعلیٰ انسان' کے متعلق دریافت کیا تو آقا نے فرمایا:

"اعلیٰ انسان الفاظی کی بجائے، عمل میں سبقت رکھتا ہے۔"(4)

The works of Mencius میں لکھا ہے۔

"کہ اگر حاکم ذہانت کی وجہ سے لوگوں کا انتخاب کرتا ہے تو تمام عہدوں پر نیک لوگ جمع ہوں گے اور پھر معاشرے کے تمام پڑھے لکھے افراد خوش ہوں گے اور وہ بادشاہ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔ اس طرح اگر تاجروں کو ٹیکس میں چھوٹ ہو گی تو خوشی سے اپنا کام ملک میں کریں گے اس کے علاوہ سرحدوں پر نگرانی کرنے والے تعینات ہوں اور وہ ملک میں تجارت کی غرض سے آنے والوں سے ٹیکس نہ لیں تو لوگ خوشی خوشی ملک میں آئیں گے۔ اور اگر کسانوں اور باغبانوں کو زمین دی جائے اور ان پر کاشتکاری کرنے دی جائے تو لوگ خوشحال ہوں گے۔ اس طرح اگر کسی ریاست میں یہ تمام سہولتیں دستیاب ہوں تو پڑوس ریاست اس ملک کو اپنے والدین کی طرح لیں گے اور کبھی بھی اس پر حملہ کرنے کا نہیں سوچیں گے۔"(5)

---

(1) Waley, *The Analects of Confucius*,85, Chap:vi-30

(2) مکالمات کنفیوشس 6:20

(3) ایضا 1:5

(4) ایضا 2:13

(5) Legge(Trans) *The Works of Mencius*,Book-ii,Pt,1.

لہٰذا حاکم وقت کی بنیادی ذمے داری ہے کہ وہ ہر وقت عام لوگوں کے معاملات و مسائل کو اپنے ذہن میں رکھے اور کام کرتے ہوئے کبھی نہ تھکے۔ وہ عوام کے مسائل حل کرنے پر بھرپور توجہ دے اور اپنی اس ذمے داری سے کبھی غفلت نہ برتے۔ کنفیوشس نے رعایا کے معاملات میں بوڑھوں اور نادار مزدوروں کا خاص خیال رکھنے پر زور دیا اور حکومت کو اس بارے میں چند تجاویز دیں۔ قابل اور اہل حکمران اپنی مملکت میں بوڑھوں اور بیماروں کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ جو سرکاری ملازم 80 سال کا ہو جائے، اسے سبکدوش کر دینا چاہیے۔ اسی طرح کوئی شہری 90 سال کا ہو جائے اور اس کے اہل خانہ سرکاری ملازمت میں ہوں، تو انہیں سبکدوش کرنا چاہیے تا کہ وہ بوڑھے بزرگ کا خیال رکھ سکیں۔ جو سرکاری ملازمین معذور یا بیمار ہوں اور جنہیں توجہ و علاج کی ضرورت ہے، تو حکومت کو چاہیے کہ انہیں بھی ملازمت سے الگ کر دے۔ اس طرح کنفیوشس نے یتیم، بوڑھے، بے اولاد لوگ اور بیوائیں... یہ چاروں روئے زمین پر سب سے زیادہ تنہا اور اداس ہوتے ہیں۔ وجہ یہ کہ عام طور پر کسی کو اپنی ضرورتوں کے بارے میں نہیں بتاتے اور نہ کسی کو اپنے دکھڑے سناتے ہیں۔ ان سب کو حکومت کی جانب سے الاؤنس ملنا چاہیے تا کہ وہ باوقار طریقے سے زندگی گزار سکیں۔ ایک بار کنفیوشس سے اس کی خواہش کے بارے پوچھا کہ آپ کی کیا خواہشات ہیں۔ تو اس نے جواب دیا۔ ضعیفوں کو راحت اور اپنے دوستوں کو اعتماد دیتا ہوں۔ (1)

3۔ اخلاص

دوسروں کے لیے اپنے دل میں خوشی، سکون، عزت، صحت، خوشحالی، ترقی اور زندگی کی دوسری نعمتوں کی حقیقی خواہش رکھنا دراصل خود ہماری زندگی کو زیادہ خوشگوار، پر اثر اور باوقار بنا دیتا ہے۔ ذرا تصور کیجیے کہ وہ زندگی کتنی مختلف ہو گی جو بناوٹ کے بجائے خلوص سے بھری ہو۔ کنفیوشس نے اخلاص کے بارے میں فرمایا:

"اچھے انسان کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے سیر ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ اپنے مسکن میں آسائشیں مہیا نہیں کرنی چاہئیں۔ لین دین میں جلدی کرنی چاہیے اور اپنی گفتگو میں محتاط رہنا چاہیے"۔ (2)

اس سے معلوم ہوا کہ حکمرانی کے لیے کسی قسم کا حرص یا طمع نہ کیا جائے بلکہ انسان خالصتاً اپنے آپ کو اس قابل جانے کہ میں یہ بھاری کام کر سکتا ہوں تو وہ اس عہدے کو قبول کرے اور پھر اخلاص نیت سے پوری تن دہی سے حکومتی فرائض سرانجام دے اور ہرگز اپنے پیٹ کی فکر نہ کرے صرف لوگوں کا بھلا سوچے اپنے آپ کو لوگوں کے کاموں میں صرف کر دے۔ جو شخص اپنا زیادہ تر وقت بااصول لوگوں کی رفاقت میں گزارتا ہے اور وہاں وہ اپنی غلطیوں کو درست کرتا ہے۔ ایسے شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے اپنی زندگی علم و عمل حاصل کرنے کے لیے وقف کر دی ہے۔ اور یہ علم و عمل اس وقت تک کارگر ہوتا ہے جب وہ شخص اپنے اندر دوسروں کے لیے خلوص کا جذبہ پیدا کرے۔ بغیر خلوص کے علم و عمل دونوں بے ثمر اور بے نتیجہ ہوتے ہیں اور

---

(1) مکالمات کنفیوشس 5:27

(2) ایضاً 14:1

اسی بات پر کنفیوشس نے زور دیا ہے۔

The Doctrine of Mean میں لکھا ہوا ہے۔

اخلاص کے بغیر نہ کسی چیز کی ابتدا ہو سکتی ہے اور نہ ہی اختتام ہو سکتا ہے۔اعلی انسان اخلاص کو سب سے اہم سمجھتا ہے۔[1]

معاشرے میں عزت حاصل کرنے کا ایک ہی راز ہے کہ عزت ہمیشہ عزت دینے سے ملتی ہے ہر شخص قابل احترام ہے اسے اہم سمجھیں۔ادنی لوگوں کی بات بھی اسی توجہ سے سنی جائے جس توجہ سے اہم لوگوں کی بات سنی جاتی ہے۔ ہمیں زندگی میں ترقی اور کامیابی کے لیے دوسروں کی مدد، حمایت، حوصلہ افزائی، مثبت تنقید، فیڈبیک اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر ایک حکمران کا ذاتی کردار اچھا ہے، تو قوانین بنائے اور احکامات جاری کیے بغیر بھی اس کی حکومت مضبوط اور موثر رہے گی۔ لیکن حکمران کا ذاتی کردار اچھا نہیں، تو پھر وہ لاکھ قوانین بنائے اور احکامات جاری کرے، کوئی ان کی پروا نہیں کرے گا۔ کنفیوشس نے کہا:۔

"نیکی کرنے والا شخص کبھی تنہا نہیں ہوتا،اس کے بے شمار رفیق ہوتے ہیں۔"[2]

یہیں سے ہمارے اندر اخلاص کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔جب ہماری سوچ' الفاظ اور رویوں میں خلوص شامل ہو جاتا ہے خود ہماری قیمت اپنی نظروں میں بڑھ جاتی ہے۔ ہم زیادہ باا ثر بن جاتے ہیں۔ اپنے لیے زیادہ بھلائی اکٹھی کرنے لگتے ہیں اور شاندار تعلقات ہماری زندگی کو خوشگوار بنانے لگتے ہیں۔

کنفیوشس نے خلوص کے بارے میں مزید فرمایا

"صرف خیر خواہ دوسروں سے یا تو محبت کرتا ہے یا پھر نفرت۔"[3]

آقا نے ریاست چائی این (Chi an) کے ایک عہدے دار کے متعلق بات کرتے ہوئے فرمایا

"اس میں 'اعلیٰ انسان' کی چار صفات ہیں۔

وہ ذاتی طور پر متحمل مزاج اور پر خلوص ہوتا ہے، وہ اپنے سے برتر لوگوں کا تابعدار ہے، وہ لوگوں کے ساتھ فیاضی سے پیش آتا ہے، وہ لوگوں کو ملازمت دیتے ہوئے انصاف سے کام لیتا ہے۔"[4]

نواب آئی (Ai) [5] نے پوچھا "لوگوں کی حمایت حاصل کرنے کے لیے کیا کرنا چاہئے؟"

کنفیوشس نے کہا:۔

---

(1) Legge, *The Doctrine Of Mean*, Xxv,1,29-

(2) مکالمات کنفیوشس 4:25

(3) ایضا 4:3

(4) ایضا 5:15

(5) نواب ای (498-468 ق م) کنفیوشس کے آبائی علاقے لو کا حکمران تھا۔

“Raise up the straight and set them above the crooked and the people will obey. Raise up the crooked and set them above the straight and the people will not obey.”

"(بے ایمان لوگوں پر ایماندار شخص کو لگادیں، لوگ آپ کی حمایت کریں گے۔ ایماندار لوگوں پر بے ایمان لگا دیں، لوگ آپ کی حمایت نہیں کریں گے)۔"[(1)]

کسی نے پوچھا کہ لوگوں کو کیسے مائل کیا جائے کہ وہ بادشاہ کا احترام کریں، اس کے وفادار رہیں اور ہر وقت نیکی کرنے کے طرف مائل رہیں؟ کنفیوشس نے کہا وقار کے ساتھ ان کے پاس جاؤ گے تو وہ احترام سے پیش آئیں گے ان سے پدری محبت کرو تو وہ وفادار بن جائیں گے قابل شخص کو ترقی دو اور نااہل کو سیکھاؤ تو وہ تمھارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے۔ یہ سب خلوص نیت سے ہو۔

کنفیوشس نے کہا:۔

"اخلاص تجارت ہے اور وفاداری اس تجارت کا منافع۔ اسی حقیقت کے پیش نظر جو چیز خود تمھیں ناپسند ہو دوسروں کے لیے پسند نہ کرو۔"[(2)]

حاکم کو اچھی نیت کے ساتھ بے غرض اور ذاتی مفادات کو ترک کر کے عوام الناس کے کام آنا چاہیے۔ انسان جو بھی عمل کرے خلوصِ نیت کے ساتھ کرے۔ اگر کوئی حاکم اپنی آواز کے اتار چڑھاو، چہرے کے تاثرات اور دیگر ریاکارانہ رویوں کے ذریعے اپنی ذات کو اہمیت دیتا ہے تو ایسا شخص فتح کے میدان میں شکست خوردہ بن جاتا ہے نتیجتاً عظیم تر ثواب سے بھی محروم رہ جاتا ہے در حقیقت تعریفوں اور خوشامد کے دوران لڑکھڑانے اور گر پڑنے سے بچنے کے لیے خود احتسابی کو برقرار رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ یعنی یہ کہ ایک شخص کو دن میں کئی مرتبہ خود پر تنقید کرنی چاہیئے۔ خود پر نگرانی کا انتظام کرنا چاہیئے اس طرح اسے خود کو غرور اور تکبر سے محفوظ کرنا چاہیے۔

4۔ عمدہ اخلاق اور شائستگی

ایک اچھی حکمرانی کے لیے حاکم کو اچھے اخلاق سے مزین ہونا چاہیے۔ اگر لوگوں کے ساتھ واسطہ پڑے تو اچھی طرح سے لوگوں سے میل جول رکھے۔ اور اچھی طرح وہ اپنے اخلاق و کردار سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا سکتا ہے۔ وہ شخص جس کے طور طریقے پسندیدہ اور شائستہ ہوں پسندیدہ گفتار و کردار کا مالک مہذب، باوضع ہو ایمان دار اور بااصول لوگوں کو (سرکاری) ملازمت دو اور ٹیڑھے و شریر لوگوں کو حکومت کے قریب نہ آنے دو۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:29

(2) Legge, *Doctrine of Mean*, Chap: Xiii3-4,10.

اگر حکومت میں بے ایمان لوگ موجود ہیں، تو ان کو فارغ کردو۔ ایسے بدذاتوں کو سیدھا کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ اگر لوگ تمہاری پیٹھ پیچھے باتیں کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تم آگے بڑھ رہے ہو۔ اس کے علاوہ حکومت ایسی ہو کہ جس میں ہر کوئی اپنے رتبے کے مطابق کام کرے۔ جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:۔

"Let the ruler be ruler, ministers ministers, fathers fathers, sons sons."(1)

(بادشاہ کو بادشاہ، وزیر کو وزیر، باپ کو باپ اور بیٹے کو بیٹے کی طرح چاہیے)۔

وزیر وہ شخص ہے جو سچائی کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے حاکم کی خدمت بجالاتا ہے۔ جو وزیر حق کی راہ پر نہ چل سکے، اسے مستعفی ہو جانا چاہیے۔ لہذا حاکم کی اطاعت ضروری ہے۔ ایک حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ چند باتوں کا خاص خیال رکھے۔

۱۔ حکومت میں حق و صداقت کا بول بالا ہو۔

۲۔ فوج کے پاس اسلحہ و سامان معقول تعداد میں ہو۔

۳۔ ملک کے عوام اپنی حکومت اور حکمرانوں پر اعتماد کرتے ہوں۔

ایک حکومت کا فرض ہے کہ وہ بدعنوان اور اچھی شہرت نہ رکھنے والے لوگوں کو اعزازات سے نہ نوازے۔ اگر ایسا کیا گیا تو عام لوگ سیدھے راستے پر چلنا چھوڑ دیں گے۔

حکمران تنگ (Tang) (تنگ بادشاہ شانگ سلطنت کے بانی بادشاہوں میں سے تھا) نے کنفیوشس سے پوچھا کہ کسی حاکم کو اپنے وزراء سے کس طرح کام لینا چاہیے اور وزیر کو اپنے حاکم کی کیسے خدمت کرنی چاہیے؟

تو کنفیوشس نے کہا کہ

"حاکم اپنے وزیروں کے ساتھ موزوں رویہ رکھیں تو وزراء اپنے ماتحتوں کی خدمت کرتے ہیں"۔(2)

Doctrine of Mean میں لکھا ہے کہ

"معاملات کسی ایک جملے سے سنور سکتے ہیں اور ریاست کسی ایک بندے سے ٹھیک ہو سکتی ہے"۔(3)

حاکم کی سلیقہ مندی یہ ہے کہ وہ ہر کسی کو ہر کام نہیں دیتے بلکہ دیکھتا ہے کہ کون کس امور کا زیادہ اہل ہے۔ ہر ایک سے اس کی ذہنی استطاعت کے مطابق کام لیں۔

کنفیوشس نے کہا:۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 12:11

(2) ایضا 3:19

(3) The Doctrine Of Mean, Chap: Xi-3.

"چیزوں کا خاموشی سے مشاہدہ اور مطالعہ کرو۔ چاہے کتنی ہی تعلیم حاصل کرلو، اشتیاق اور لگن کو برقرار رکھو"۔[1]

ایک دفعہ اصطبل میں آگ لگی تو کنفیوشس دربار سے نکلا اور پوچھا کہ کسی کو چوٹ تو نہیں لگی؟ اس نے گھوڑوں کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔[2]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سلطنت میں صحیح اصولوں کا راج ہو، تو عوام الناس حکمران اور حکومت کے خلاف کبھی سرگوشی نہیں کریں گے۔

کنفیوشس نے اپنے مرید ہوئی(Hui) کی خوش اطواری تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

" Hui would go three months without his heart ever departing from ren. As for the others, their hearts merely come upon ren from time to time".[3]

(ہوئی(Hui) ایسا انسان ہے کہ جس کے ذہن میں تین مہینے تک نیکی کے علاوہ کوئی اور خیال نہیں آتا۔ جبکہ کسی دوسرے کے ذہن میں یہ خیال، چند دن یا پھر مہینہ بھر سے زیادہ رہتا نہیں ہے)۔

اپنے شاگردوں ییَن یو(Yen Yuan) اور چِی لو(Chi Lu) کی موجودگی میں کنفیوشس نے ان کے اچھے اخلاق اور خوش کن اخلاق کی تعریف کرتے ہوئے ان سے متعلق اپنے مختلف ریمارکس دیئے تو انھوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار نہایت خوش اطواری سے کیا۔ جب کنفیوشس نے ان سے اپنی تمناؤں کا اظہار کرنے کو کہا۔

"Chi-lu said, I should like, having chariots and horses, and light fur dresses, to share them with my friends, and though they should spoil them, I would not be displeased. Yen Yuan said, "I should like not to boast of my excellence, nor to make a display of my meritorious deeds." Chi-lu then said, I should like sir, to hear your wishes." The Master said, They are, in regard to the aged, to give them rest; in regard to friends, to show them sincerity;in regard to the young, to

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:18

(2) ایضاً 10:12

(3) ایضاً 6:5

treat them tehderiy."[1]

(جی لو(Zilu)نے کہا:۔" میں اپنے گھوڑے اور رتھ، کپڑے اور پوستین اپنے دوستوں کے ساتھ شریک کرنا چاہوں گا؛ان کے خراب ہونے پر مجھے افسوس بھی نہیں ہو گا۔"یین یو(Yen Yuan)نے کہا:۔" میں اپنی اچھائیوں پر کبھی بھی شیخیاں نہیں بگھارتا اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ دوسرے لوگ یہ سب کچھ میرے لیے جاری رکھیں۔"جی لو(Zilu)نے کہا:۔" میں یہ سننا چاہوں گا کہ استاد آپ کی کیا خواہش ہے! ان تمناؤں کو سن کر کنفیوشس نے کہا:" بزرگوں کا خیال رکھیں، دوستوں کے خیر خواہ رہیں، بچوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں)۔"

اچھااور مہذب حکمران وہ ہے جو کہ صرف لوگوں کے درمیان انصاف کو فروغ دے اس کے لیے وہ اپنا تن و من لوگوں کی خوشی کے لیے وقف کردے اس کا کام اس بات کو یقینی بنانا ہو کہ لوگوں کو خوشحالی اور انصاف ملے۔

ڈیوک تنگ[2](Duke Ding)نے پوچھا

بادشاہ کو اپنے وزیروں کا چناؤ کیسے کرنا چاہیے اور وزیروں کو اپنے بادشاہ کی خدمت کیسے کرنی چاہیے؟ کنفیوشس نے جواب دیا:۔" بادشاہ کو اپنے وزیروں کا چناؤ ضابطوں کے مطابق کرنا چاہیے اور وزیروں کو وفاداری کے ساتھ بادشاہ کی خدمت کرنی چاہیے"[3]

کنفیوشس حکمرانی کے درست طرز عمل کے بارے میں کہتے ہیں۔

"When rulers love to observe the rules of propriety, the people -respond readily to the calls on them for service."[4]

(حکمرانی کا مطلب ہے، لوگوں کو سیدھے راستے پر چلانا، اگر حکمران سیدھے طریقے سے لوگوں کی راہنمائی کرے گا تو وہ کون سا انسان ہے جو سیدھا چلنے کی کوشش نہ کرے؟)

The Works of Menciusمیں لکھا ہے کہ

"پہلےKi(کی)اورChu(چو)نے اپنی حکومت ترک کرنا پڑی،اس کی وجہ لوگوں کی نفرت تھی۔ حکومت کو حاصل کرنے کے لیے لوگوں کی حمایت ضروری ہے اور لوگوں کے دل جیتنے کے لیے ضروری ہے کہ عوام کی

---

(1) *Confucian Analects*,Book V,Chap. XXV, 35.

(2) ڈیوک تنگ(Duke Ding)ڈیوک ای سے پہلے لو سلطنت کا بادشاہ تھا۔

(3) مکالمات کنفیوشس3:19

(4) *Confucius Analects*,Book XII,Chap, XVII, 100.

پسندیدگی کو مد نظر رکھ کر کام کیے جائیں"۔[1]

حکمران کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ دوا کی طرح کا اثر رکھتے ہیں۔ اچھا حکمران وہی ہے جو زبان سے ایسے الفاظ ہی ادا کرے جن پر عمل ہو سکے اور اچھا حکمران وہی ہے جو ایسے عمل انجام دے جنہیں الفاظ میں بیان کیا جا سکے۔ جب ایسی نوبت آجائے تو عوام کی زبان سے نکلے الفاظ بھی عمل میں ڈھلنے لگتے ہیں جبکہ عوام کے اعمال کو بہ آسانی لفظوں میں بیان کرنا ممکن ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خالق کی اطاعت کو حاکم ہر حد تک ممکن بنائے اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر لوگوں کو کاربند رہنے کی تلقین کرے۔

5- دوراندیشی

حاکم کو جو بھی مسئلہ سامنے آئے، اس کے متعلق سب سے پہلے پورا علم حاصل کرے۔ اس کے بعد بالکل معروضی انداز (Objectively) میں اس کا تجزیہ کیا جائے اور اس پر غور و فکر کیا جائے۔ غور و فکر کے بعد یہ دیکھنا چاہیے کہ حالات کے مطابق بہترین تدبیر کیا ہو سکتی ہے، اور پھر اس تدبیر کے متعلق حکمتِ عملی بنا کر اپنائی جائے۔

کنفیوشس کے شاگرد تزوکنگ (Tzu kung) نے اعلیٰ انسان کے متعلق کنفیوشس سے دریافت کیا تو آقا نے کہا:۔

"One who first tries out a precept and only after follows it." [2]

(اعلیٰ انسان الفاظ کی بجائے، عمل میں سبقت رکھتا ہے)

کنفیوشس نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا:

"The junzi is inclusive and not a partisan; the small man is a partisan and not inclusive".

(اعلیٰ انسان، ہر چیز کا احاطہ کرتا ہے اور وہ جانب دار نہیں ہوتا۔ ادنی انسان جانب دار ہوتا ہے اور وہ ہر چیز کا احاطہ نہیں کرتا)۔[3]

آقا نے بات بڑھاتے ہوئے مزید روشنی ڈالی:۔

(اگر کسی ریاست پر تعظیم اور ضابطے کے مطابق حکومت کی جائے تو اس پر کیا اعتراض کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر کسی ریاست کو تعظیم اور ضابطے کے مطابق نہیں چلایا جاتا تو پھر ان ضابطوں کا کیا فائدہ؟)[4]

---

(1) Legge(Trans), *The Works of Mencius,* Ix.1,p.164,Book-iii,Pt,1

(2) مکالمات کنفیوشس 2:13

(3) ایضاً 2:14

(4) ایضاً 4:13

تیز طراز گفتگو، دوسروں کو جان بوجھ کر متاثر کرنے والے آداب سے کوئی شخص بڑا آدمی نہیں بنتا۔ بڑا آدمی آفاقی نکتہ نگاہ رکھنے کی وجہ سے غیر جانبدار ہوتا ہے۔ چھوٹا آدمی جانبدار ہوتا ہے اور اس کا نکتہ نظر آفاقی نہیں ہوتا۔ عوام نیک کردار حکمرانوں کے محتاج ہیں اگر حاکم بدکار ہو جائیں تو عوام بھی بدکار اور فاسد الخیال ہو جائیں گے، لیکن اگر حاکم صحیح راہ اختیار کریں عوام بھی ان کی پیروی اختیار کرلیں گے۔ کنفیوشس نے کہا:۔

"When one rules by means of virtue it is like the North Star it dwells in its place and the other stars pay reverence to it".(1)

(ایک نیکی کے ذریعہ حکمرانی کرتا ہے تو یہ شمالی ستارے کی طرح ہوتا ہے-وہ اپنی جگہ پر رہتا ہے اور دوسرے ستارے اس کی تعظیم کرتے ہیں)

جب آپ کسی اعلیٰ انتظامی عہدے پر فائز ہوں، تو آپ کو شمالی ستارے (جیسے قرآن میں شعری کہا گیا ہے) کی طرح بن جانا چاہیے۔ یہ ستارہ ہمیشہ اپنی جگہ پر موجود رہتا ہے حرکت نہیں کرتا اور دوسرے ستارے اس کے گرد جھرمٹ ڈال دیتے ہیں۔

دوراندیشی عقل مندی، ہوشیاری اور انجام پر نظر رکھنا ہے۔ دنیا میں جتنے بھی کامیاب حکمران گزرے ہیں ان میں لگن سے واقعات کا مطالعہ کرنے اور نئی معلومات اکٹھی کرنے کا جذبہ گرم رہتا تھا۔ کسی بھی واقعے کی تہ تک پہنچنے کے لیے حکمران کے پاس مفید معلومات کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ کسی بھی حکمران کے پاس معلومات کی بنیاد پر جو اچھا یا غلط فیصلہ کرے گا اس کا براہ راست اثر اسکے پیروکاروں اور متعلقہ ادارے پر پڑے گا۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے کنفیوشس نے درج ذیل سوال کے جواب میں کہا۔

"قدیم وقتوں میں لوگ اپنی بات کرنے سے کیوں ہچکچاتے تھے؟ کیا وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ ناکامی کی صورت میں شرمندہ نہ ہونا پڑے!"(2)

کنفیوشس کا جواب اگرچہ طویل ہے لیکن اس جواب کا لب لباب یہ ہے:۔

أ. دوراندیش کم ہی غلطی کرتا ہے۔(3)

ب. اعلیٰ انسان اظہار میں دھیما اور عمل میں جلد باز ہوتا ہے۔(4)

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:1

(2) ایضا 2:22

(3) ایضا 3:2

(4) ایضا 2:22

ج. اعلیٰ انسان، بہت زیادہ علم حاصل کرتا ہے اور اپنے آپ کو ضابطوں کا پابند بناتا ہے۔ اس کا صحیح راستے سے بھٹک جانا ممکن ہے۔[1]

د. برتر انسان دور کی سوچ رکھتا ہے اور سب کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔

ہ. اگر تمھارے راستے الگ ہیں تو تم مل کر منصوبے نہیں بنا سکتے۔[2]

حکمرانوں اور وزیروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ غیر دانشمند لوگوں کے مشوروں پر انحصار نہ کریں۔ بلند و بانگ وعدوں، طویل تقریروں اور دعووں سے دور رہیں۔ نیز غلط ملط لوگوں سے میل جول نہ رکھیں۔ کنفیوشس نے زور دیتے ہوئے کہا کہ

"Take loyalty and trustworthiness as the pivot and have no friends who are not like yourself in this. If you err, do not be afraid to correct yourself"[3]

(اپنی بنیاد ایمان داری اور اعتماد کو بناؤ۔ اور ان لوگوں کو اپنا ساتھی اور ہم پلہ مت بناؤ جو اخلاق لحاظ سے تمھارے ہم پلہ نہ ہوں اگر آپ غلطی کرتے ہو تو اپنے آپ کی تصحیح کرتے ہوئے بالکل نہ ڈرو)۔

6- کامل انسان

Chun - Tzu کا لفظی مطلب حکمران ہے اور یہ اصطلاح Chun- Tzu اسکا مطلب حکمران کا بیٹا ہے۔[4] ریاست کے اعلیٰ گھرانے کے افراد کے لیے استعمال کی جاتی تھی۔ کنفیوشس کے مکالمات میں Chun- Tzu کا مطلب کامل انسان ہے دراصل کنفیوشس یہ تصور دے کر پیدائشی برتری کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ کہ آدمی یہ کہے کہ میرا باپ بادشاہ گزرا، میں اس کی وجہ سے سب سے برتر ہوں۔ کنفیوشس یہ بتانا چاہتا ہے کہ برتری اخلاق سے حاصل کی جاتی ہے اور یہ کسی چیز ہوتی ہے برتری صرف اخلاق کی بلندی ہوتی ہے۔[5] خوش اخلاقی زندگی گزارنے کا ایک اچھا اور نیک طریقہ ہے۔ اخلاق اصل میں انسانی سیرت و کردار پر مبنی رویے کا نام ہے۔ انسانیت کی بنیاد اخلاق پر قائم ہے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 25:6

(2) ایضا 15:3

(3) ایضا 9:25

(4) *The Encyclopedia Americana*, 542.
See also, R.C.Zaehner,*Encyclopedia of the world's Religions*, 373.

(5) R.C.Zaehner,Encyclopedia of the world's Religions, 373.

"کنفیوشس کے نزدیک جو شخص عمدہ الفاظ بولتا ہے اور چہرے پر منافقت سے مسکراہٹ سجائے رکھتا ہے وہ شاہی خاندان سے ہو کر بھی کامل انسان نہیں"۔[1]

کنفیوشس نے مزید کہا۔

"اگر برتر انسان باوزن نہیں تو دوسروں کو ترغیب نہیں دلاسکے گا اگر وہ تربیت یافتہ نہیں تو اس کی بنیاد ہی مستحکم نہیں ہو گی وہ ایمان داری اور نیک نیتی کو اولین ترجیح دے تاکہ اس کا کوئی بھی دوست اخلاقی طور پر اس کا ہم پلہ نہ ہو اور جب اس سے انسان ہوتے ہوئے غلطی ہو جائے تو وہ اس کا ازالہ کرے اور ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے"۔[2]

کنفیوشس ایک اور جگہ کامل انسان کے بارے میں کہتا ہے:۔

"کامل انسان پیٹ میں ٹھونس لینے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ حالت آرام میں بھی وہ آرام کو کمال تک پہنچانے اور اپنے کام میں ہوشیاری اور گفتار میں احتیاط کا مظاہرہ کرے۔ وہ راستے پر چلتے ہوئے بھی لوگوں سے فائدہ حاصل کرے اور اپنی موجودہ خامیوں کو دور کرے۔اس قسم کے شخص کو انسان کامل اور تربیت سے محبت کرنے والا کہا جاسکتا ہے"۔[3]

کنفیوشس نے اپنے شاگرد کو ایک دفعہ اعلی درجے پر فائز ہونے کے لیے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

أ. اپنے شکوک کے رفع کرنے کے لیے سننے پر زیادہ توجہ دو اور باقی چیزوں کے بارے بات کرتے وقت احتیاط کرو اس سے تمھاری خطائیں کم ہو جائیں گی۔

ب. زیادہ مشاہدہ کرو اور خطرناک چیزوں سے چھٹکارہ پاؤ اور باقی چیزوں کے سلسلے میں محتاط رہنے سے پچھتاوے کی وجوہات محدود رہ جائیں گی۔[4]

ج. برتر انسان بولنے سے ہچکچاتا ہے لیکن عمل کرنے میں بہت مستعد ہوتا ہے

د. کامل انسان اپنے اندر کی من مانی، مرضی ٹھونسنا ہرگز پسند نہیں کرتا اور کبھی بھی خود پسندی کا لباس نہیں پہنتا۔ کامل انسان اپنے لباس میں بھی یکتا ہوتا ہے اور نہایت ہی محتاط انداز استعمال کرتا ہے وہ موسم اور حالات کے مطابق زیب تن کرتا ہے تاکہ اس کی شخصیت ابھر کر سامنے آئے وہ اپنے لباس میں تفاخر نہیں کرتا بلکہ لباس کو صرف زینت کا ذریعہ

---

(1) مکالمات کنفیوشس 1:3

(2) ایضا 1:8

(3) ایضا 1:14

(4) ایضا 2:18

سمجھتا ہے۔[1]

ه. حقیقی عمل کرنا بہت مشکل ہے۔اس لیے بات کرتے ہوئے محتاط ہونا چاہیے۔[2]

و. اعلیٰ انسان کسی کی خامیوں کو نہیں دیکھتا، لوگوں کی خوشیوں کو ابھارتا ہے نہ کہ خامیوں کو لیکن کم تر انسان اور رذیل/کمینہ بالکل اس کے برعکس عمل کرتا ہے۔[3]

ز. ایک برتر اور کامل انسان پر خلوص ہوتا ہے۔ وہ احتیاط کے ساتھ لوگوں کو دوست بناتا ہے اور بات کرتے ہوئے نہایت محتاط انداز اختیار کرتا ہے۔تاکہ کسی بھی انسان کا دل نہ دکھے اور نہ ہی اس کے عملی کردار پر کوئی حرف زنی کر سکے۔

ح. چالاکی کی باتیں اور نمود و نمائش کرنے والا کردار کبھی بھی کامل انسان نہیں ہوتا۔

ط. کامل انسان اپنی تعریفیں اور برتری کا اظہار کسی پر نہیں کرتا اور نہ ہی اپنے کارناموں کا اظہار سرعام سب کے سامنے کرتا ہے۔

ي. کامل انسان اخلاقی طرزِ کی تعلیم و تربیت معاشرے سے حاصل کرتا ہے۔تاکہ وہ اپنے لیے درست راستے کا چناؤ کر سکے اور معاشرتی زندگی میں تمام حالات سے نمٹنے کے لیے درست طرزِ عمل اختیار کر سکے۔

ک. کامل انسان باحوصلہ ہوتا ہے۔ وہ ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے اور کسی مشکل میں دوستوں کو تنہا چھوڑ کر کنارہ کش نہیں ہوتا۔اعلیٰ وارفع انسان کو مشکل وقت درپیش بھی ہو تو وہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتا بلکہ اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے۔[4]

ل. ایک کامل انسان موقع شناس اور مردشناس ہوتا ہے وہ لوگوں سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام کرواتا ہے وہ کسی کی خوش آمد کا شکار نہیں ہوتا۔[5]

م. کامل انسان کے ساتھ کام کرنا آسان ہے لیکن اس کو خوش کرنا مشکل ہے۔اگر آپ اس کو اوچھے ہتھکنڈوں کے ذریعے خوش کرو گے تو وہ خوش نہیں ہوگا۔ وہ لوگوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق کام دیتا ہے۔ کم تر انسان کے ساتھ کام کرنا مشکل ہے، لیکن اسے خوش کرنا آسان بلکہ آسان تر ہے۔ وہ اوچھے ہتھکنڈوں سے بھی خوش ہو جائے گا۔

ن. کامل انسان میں مکمل خود اعتمادی ہوتی ہے اگرچہ وہ جسمانی طور پر معذور ہی کیوں نہ ہو لیکن کمتر انسان معذور اور خود

---

(1) مکالمات کنفیوشس 10:6

(2) ایضا 12:5

(3) ایضا 12:16

(4) ایضا 12:19

(5) ایضا 12:24

اعتمادی سے یکسر محروم ہوتا ہے۔[1]

س. کامل انسان اپنے ہر کام میں درمیانے راستے یعنی صراط مستقیم کے بارے میں سوچتا ہے وہ اپنی امیدیں کسی خاص شعبے سے منسلک نہیں کرتا بلکہ اس کا مطمع نظر جائز ذریعہ سے کمائی ہوئی آمدنی ہوتی ہے اسی وجہ سے وہ کسی حالت میں پریشان نہیں ہوتا۔ نہ انا پرستی سے اور نہ ہی غربت اور آفات سے ہر حالت میں خوش رہتا ہے۔[2]

کامل انسان دوٹوک ہوتا ہے دوغلہ یا اڑیل نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ برتر انسان تین باتوں میں ہمیشہ محتاط رہتا ہے۔

ا۔ نوجوانی میں جب جسمانی توانایاں بھی مستحکم نہ ہوئی ہوں ان کے استحکام پر پوری توجہ دیتا ہے۔

ب۔ بلوغت اور ٹھوس جسمانی توانائی حاصل کر لینے پر وہ لڑائی جھگڑے میں پڑنے سے اجتناب کرتا ہے۔

ج۔ بڑھاپے میں اگر کمزور پڑ جائے تو وہ اپنے گزشتہ کارناموں کا ہی ورد نہیں کرتا۔[3]

اور کامل انسان تین چیزوں سے خوف کھاتا ہے۔

ا ۔ وہ آسمانی حکم سے ہیبت زدہ ہوتا ہے۔

ب۔ وہ عظیم آدمیوں سے خوف زدہ ہوتا ہے۔

ج۔ وہ اولیاء کے اقوال سے ہیبت زدہ ہوتا ہے۔[4]

Doctrine of Mean میں لکھا ہے۔ کہ اعلیٰ انسان میں چار چیزیں اہم ہوتی ہیں:۔

اَ. وہ سوچتا ہے کہ میں اپنے والد کو ایسے پیش آؤں کہ جیسا میں چاہتا ہوں کہ میرے بچے میرے ساتھ سلوک کریں۔

ب. اسی طرح بادشاہ کے ساتھ ایسا رویہ کروں جیسا کہ میری خواہش ہے کہ لوگ میرے ساتھ کریں۔

ج. بڑے بھائی کے ساتھ ایسا سلوک کروں جیسا کہ میری خواہش ہے کہ میرا چھوٹا بھائی میرے ساتھ کرے۔

د. اور دوست کے ایسا رویہ کروں جیسا کہ میری خواہش ہے کہ میرے ساتھ میرے دوست کریں۔[5]

یہاں خوف سے مراد ڈرنا نہیں بلکہ احترام ہے اور وہ ان تینوں سے سبق سیکھنے کی کوشش کرتا ہے تاکہ اس کی اصلاح ہو۔ انسان کامل کی استعداد اس قدر قوی ہوتی ہے کہ اس کی عقل اس کے قلب پر غالب ہے۔ ان تمام نکات کی روشنی سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک کامل انسان اعلیٰ مثبت کردار کا حامل ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے ایک کامل نمونہ ہوتا ہے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 13:25

(2) ایضا 13:26

(3) ایضا 16:7

(4) ایضا 16:7

(5) *Doctrine of Mean*,Xiii,3-4,10.

7۔اخوت

کنفیوشس نے انسانیت کے بارے میں مختلف مکالمات میں بھرپور بحث کی ہے،ان کے نزدیک انسانیت یعنی ایک دوسرے کے دل میں میٹھی محبت اور پیار کے جذبات پیدا کرکے انسانی معاشرے کو مستحکم،پروقار اور امن کا گہوارہ بنایا جاسکتا ہے۔ (Jen)کا مطلب مکمل انسانی ہمدردی کے ہیں۔ (Jen) کا حامل ہی حقیقت میں انسان ہوتا ہے،اگر انسان کے اندر انسانیت نہیں تو وہ انسان نہیں کہلاتا بلکہ صرف بشر ہے جو اپنی شکل و صورت میں دوسرے حیوانات سے مختلف۔[1] کنفیوشس کا کہنا ہے کہ انسان کبھی بھی کسی دوسرے کے ساتھ حسن عمل یا حسن کردار سے نہیں کمزور ہوتا۔

جیسا کہ کنفیوشس کے شاگرد نے کنفیوشس سے پوچھا: میں لوگوں کو بااحترام اور مخلص کیسے بنا سکتا ہوں تاکہ وہ میرے لیے مثبت انداز میں کام کریں۔

کنفیوشس نے جواب دیا:۔

> Let him preside over them with gravity: then they will reverence him. Let him be filial and kind to all:then they will be faithful to him. Let him advance the good and teach the incompetent :then they will eagerly seek to be virtuous.[2]

(وقار کے ساتھ ان کے پاس جاؤ گے تو وہ احترام سے پیش آئیں گے ان سے پدری محبت اور ہمدردی کرو تو وہ تمھارے وفادار بن جائیں گے قابل شخص کو ترقی دو اور نااہل کو سکھاؤ تو وہ تمھارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے)۔

انسانیت کے مفہوم کو مزید واضح کرتے ہوئے کنفیوشس نے کہا:۔

"انسانیت پسند لوگ انسانیت میں راحت محسوس کرتے ہیں۔دانا شخص انسانیت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔انسانیت پسند شخص ہی حقیقی معنوں میں دوسروں کو پسند یا ناپسند کرنے کے قابل ہوتا ہے۔اگر آپ انسانیت پسند ہو جائیں تو آپ میں کوئی برائی نہیں رہے گی"۔[3]

کنفیوشس نے کہا:۔

---

(1) Huston Smith, *The World's Religion* ,72.
(2) Analects,Book,II,Chap,XX,17

(3) مکالمات کنفیوشس5-4:2

"انسان تو وہ ہے جو کہ دوسروں سے محبت کرے، دوسروں کی خواہشات کا احترام کرے۔اور دوسروں کے مفاد کو مدِ نظر رکھے۔اگر تم ہر کام کرتے ہوئے اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھو گے تو بہت سے لوگ تم سے ناراض ہو جائیں گے ہمیشہ اپنے کمزور پہلوؤں پر توجہ دو،انسان تو معاشرتی جانور ہے جو کہ اکیلا نہیں رہ سکتا اس کو دوسرے انسانوں کے پیار اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے ایک دوسرے کے ساتھ بات کرنے اور پیار و محبت سے انسانیت پروان چڑھتی ہے اور انسان ذہنی طور پر پر سکون ہو جاتا ہے۔[1]

ایک دفعہ کنفیوشس کے شاگرد یوان(Yuan)نے مکمل اچھائی کے بارے میں پوچھا؟تو کنفیوشس نے جواب دیا۔

"To subdue one's self and return to propriety, is perfect virtue. If a man can for one day subdue himself and return to propriety, an under heaven will ascribe perfect virtue to him. Is the practice of perfect virtue from a man himself. Or is it from others?" Yen Yuan said, "I beg to ask the steps of that process." The Master replied,look not at what is contrary to propriety; listen Not to what is contrary to propriety; speak not what is contrary to propriety; make no movement which is contrary to propriety." Yen Yuan then said, "Though I am deficient in intelligence and vigor, I will make it my business to practice this lesson."[2]

(کسی کی خود مختاری کو ختم کرنا اور مناسب طرز عمل کی طرف لوٹنا، کامل اچھائی ہے۔اگر کوئی شخص ایک دن کے لئے اپنے آپ کو مسخر کر کے مناسب طرز عمل کی طرف لوٹ سکتا ہے تو آسمان کامل فضیلت قبول کرے گی۔کیا کامل فضیلت کا عمل انسان ہی سے ہے، یا دوسروں کی طرف سے ہے؟"ین یوان نے کہا،"میں اس عمل کے اقدامات پوچھنے کے لئے التجا کرتا ہوں۔"آقا نے جواب دیا،"اس کی طرف مت دیکھو جو مناسب طرز عمل کے خلاف ہے۔جو کچھ جو مناسب طرز عمل کے منافی ہے اسے سنو نہیں جو کچھ جو مناسب طرز عمل کے منافی ہے اس کی بات مت کرو ایسی حرکت نہ کرو جو مناسب طرز عمل کے خلاف ہو۔"ین یوآن نے پھر کہا، "اگرچہ میں ذہانت اور طاقت میں کم ہوں لیکن اس سبق پر عمل کرنا میں اپنا طرز عمل بنالوں گا)۔

کنفیوشس نے مزید کہا:۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 4:12,4:17

(2) Waley,Analects of Confucius ,Book,XII, Chap,1,93.

"It is, when you go abroad, to behave to every one as if you were receiving a great guest; to employ the people as if you were assisting at a great sacrifice;not to do to others as you would not wish done to yourself; to have no murmuring against you in the country, and none in the family."(1)

(جب گھر سے باہر نکلو تم لوگوں سے اس طرح پیش آؤ گویا کہ آپ ایک معزز مہمان کا استقبال کر رہے ہو۔لوگوں کا ایسے استعمال کرو جیسے کہ ایک بہت بڑی قربانی کس لیے مدد کر رہے ہو۔دوسروں کے ساتھ وہ کچھ نہ کرو جو تم پسند کرتے ہو کہ دوسرے تمھارے ساتھ نہ کریں۔ملک اور خاندان میں آپ کے خلاف کوئی سرگوشی نہ ہو)"۔

کنفیوشس کے مطابق محبت کا جذبہ تمام بنی نوع انسان میں فطری ہے۔لیکن تربیت اور توجہ سے اس جذبے کو پختہ اور مضبوط کیا جا سکتا ہے۔اگر انسانی دل میں محبت ہو تو وہ درست عمل کر سکتا ہے۔محبت کے جذبے کو دل میں پیدا کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ایک بار کنفیوشس سے کسی نے پوچھا کہ جب احساس برتری اور فخر کچلا جائے تو کیا اس کو محبت کہا جائے گا؟

کنفیوشس نے جواب دیا:

"میرا نہیں خیال کہ یہ محبت خیال کی جائے گی۔نیکی کا حاصل ہونا اور اس کو فروغ دینا،خیالات کو پاک کرنا،درست بات سننا اور اس کی پیروی کرنا یہی چیزیں سکون پیدا کرتی ہیں اور محبت پھیلاتی ہیں"۔(2)

کنفیوشس کے اس قول کی روشنی میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ دوسروں سے میل میلاپ اور ان کی عزت کرنا اور نیکی کی ترغیب دینا،غلط کاموں سے دوسروں کو روکنا یہ تمام چیزیں معاشرے میں سکون کا پر اثر ذریعہ ہیں۔

8۔رسوم ورواج

رسم و رواج کسی معاشرے کے اخلاق اور تربیت کے معیار کا تعین کرنے ولے بنیادی اصولوں کو تشکیل دیتے ہیں۔ کنفیوشس ازم میں رسوم ورواج کے لیے "لی"(Li) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔"لی"(Li) کنفیوشس مذہب کا کوئی نیا تصور نہیں ہے۔ابتدائی طور پر اس کا تعلق کسی خاص مکتبہ فکر سے نہ تھا بلکہ چین کی قدیم سلطنتوں سیہ(Xia)، شانگ(Shang) اور چو(Zhou) میں روحوں کی تعظیم کے لیے یہ اصطلاح مستعمل تھی۔(3) پھر آہستہ آہستہ کنفیوشس اور اس کے پیروکاروں نے

(1) Waley,Analects of Confucius ,Book,XII, Chap,2,94.

(2) مکالمات کنفیوشس 2:7

(3) David L. Hall, Roger T. Ames, Thinking Trough Confucius (Albany: State University of New York Press,1987),87.

اس کے معانی و مفہوم میں اضافہ کر دیا۔"لی" (Li) سے مراد رسوم اور معاشرتی آداب، اجتماعی روایات، انکسار، اچھے انداز و اطوار نرم خوئی وغیرہ کو اپنانے کو کہا جاتا ہے۔لی اپنے وسیع تر مفہوم میں یہ اصطلاح تمام اخلاقی ضوابط اور ارادی تراکیب کا مجموعہ ہے۔[1] کنفیوشس کے بقول

"نیک انسان اخلاقیات کا مجموعہ ہوتا ہے۔وہ تمام رسومات کی ادائیگی میں میانہ روی اختیار کرتا ہے اور وہ اخلاق کے ساتھ تمام عقائد کو پورا کرتا ہے"۔[2]

"لی"Li دراصل سماجی روایتوں پر مشتمل ہے۔جو کہ کمال یافتہ بزرگ عام لوگوں کو تربیت دینے اور معاشرتی نظم وضبط برقرار رکھنے کے لیے کرتے تھے۔[3]

Li میں چار افعال شامل ہیں:

اَ. "لی" Li سے افسروں اور لوگوں میں حب الوطنی بیدار کیا جاسکتا ہے۔کنفیوشس کے مطابق "لی"Li کے بغیر حاکم کا رتبہ تباہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح ریاست کا نظام تباہ ہو جاتا ہے۔[4]

ب. "لی"Li کے ذریعے سے اخلاقی نظم وضبط کو بہتر بنایا جاسکتا ہے۔جیسا کہ کنفیوشس نے اپنے شاگردوں کو کہا کہ غیر مناسب چیزوں کو مت دیکھو، غیر مناسب چیز کو مت سنو، غیر مناسب بات مت بولو اور غیر مناسب رویہ مت اپناؤ۔[5]

ج. "لی"Li سے فن اور ادب میں ہم آہنگی پیدا کی جاسکتی ہے۔وسیع سطح پر ثقافت کا مطالعہ کرنے اور خود کو راست رویے کے ذریعے منضبط کرنے والا برتر انسان خطا سے بچ سکتا ہے۔[6]

د. "لی"Li سے شخصیت کو مضبوط اور پختہ بنایا سکتا ہے۔موزوں رویہ کے بغیر خوش خلقی توانائی ضائع کرنے والی بات ہے۔موزوں رویہ کے بغیر احتیاط بزدلی کے مترادف ہے۔

موزوں رویہ کے بغیر بہادری بلا ضرورت خطرہ مول لینا ہے اور موزوں رویہ کے بغیر دوٹوک بات کرنا بد اخلاقی ہے۔[7]

"لی"Li اصل میں وہ قوانین وضوابط ہیں جو کہ مذہبی اور غیر مذہبی رسومات کی ادائیگی کے لیے استعمال ہوتے تھے۔اس میں خدا کی عبادت، آباؤ اجداد کی عبادت، آسمان، زمین، روحوں میت کی رسومات وغیرہ شامل ہیں۔[8] جب"لی" Li کے ذریعے معاشرہ ہموار یکساں ہو جاتا ہے تو اتفاق واتحاد کا جذبہ مزید پروان چڑھتا ہے۔معاشرے کے افراد اپنے سے اعلیٰ رشتوں کی عزت کرتے ہیں۔

---

(1) Leonard Shihlien Hsu,The Political Philosophy of Confucianism,90.
(2) Analects,134,Book,XV,18-
(3) Huston Smith, The World’s Religions, 172-
(4) Analects,74,Chap:,IV,13-

(5) مکالمات کنفیوشس 12:1
(6) ایضا 6:2
(7) ایضا 8:2
(8) Leonard Shihlien Hsu,*The Political Philosophy of Confucianism,* 90.

مناسب رسومات کی ادائیگی سے ہر چیز میں یکسوئی ہو جاتی ہے "لی"(Li) کے افراد کو ہر رشتے کا پتہ ہوتا تھا۔ وہ ایک دوسرے کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ کنفیوشس کے مطابق ایک اچھے معاشرے کے لیے یہ "لی"(Li) کا عمل بہت ضروری ہے۔اسی سے معاشرے میں یگانگت کی وجہ سے معاشرے کے افراد ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور باہمی احترام کرتے ہیں۔ اگر کسی قوم میں "لی"(Li) کنفیوشس کے مطابق کا جذبہ موجود ہے۔ تو لوگوں کو سزا کی دھمکیوں سے ہٹ کر ان کو اخلاقی اصولوں کے تحت ہدایت دی جانے لگے گی اور شائستگی کے ساتھ کنٹرول شروع ہو گا اسی طرح ان میں احساسِ ندامت پیدا ہو گا اور وہ خود ٹھیک ہو جائیں گے۔

کنفیوشس کہتا ہے:۔

> 'Guide them by edicts, keep them in line with punishments, and the common people will stay out of trouble but will have no sense of shame. Guide them by virtue, keep them in line with the rites, and they will, besides having a sense of shame, reform themselves[1]

> (ہدایت کے ذریعہ ان کی رہنمائی کریں، انہیں سزا کے مطابق رکھیں، اور عام لوگ پریشانی سے دور رہیں گے لیکن ان کو شرمندگی کا کوئی احساس نہیں ہو گا۔ ان کی فضیلت سے رہنمائی کرو، انھیں رسومات کے مطابق رکھیں، اور وہ شرمندہ تعبیر ہونے کے علاوہ اپنی اصلاح کریں گے)

کنفیوشس نے "لی"Li' معاشرتی قوانین کی حیثیت سے اپنایا اور معاشرتی زندگی میں اس کی پوری پوری اطاعت کی اور "لی" کو معاشرتی اصلاح کے لیے بہت ہی ضروری قرار دیا۔ کنفیوشس نے "لی" Li کے ذریعے معاشرے میں محبت اور الفت کی فضا پیدا کرنے پر واضح موقف اختیار کیا اور کہا کہ رسوم و رواج کے موقعوں پر بھی الفت و محبت کا اظہار کیا جائے اور غم کو دور رکھیں لیکن "لی"(Li) کی تعلیمات میں ہر معاشرتی موقع پر اسراف اور خرچ کرنے کی بجائے کفایت شعاری سے کام لیا جائے۔[2] ہاں اس کی گنجائش ہے کہ سوتی ٹوپی کے استعمال کی جگہ اب ریشمی ٹوپی کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ قابل برداشت ہے کہ میں عمومی طرزِ عمل کو اپناؤں۔ اسی طرح پرانی رسوم و رواج کے مطابق عبادت گھر کی سیڑھیاں چڑھنے سے جھکنا چاہیئے لیکن آج کل سیڑھیاں چڑھنے کے بعد جھکتے ہیں۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن مجھے اتفاق رائے سے کی بھی گنجائش ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں، میں پرانی لی کو مدنظر رکھتے ہوئے نیچے ہی جھکوں گا۔[3]

ایک دفعہ لن فانگ(Lin Feng) شاگرد نے رسم کے بنیادی اصولوں کے بارے میں پوچھا تو کنفیوشس نے جواب دیا۔

---

(1) Confucian Analects,Book Ii, Chap,3,7.

(2) مکالمات کنفیوشس3:4

(3) ایضا 3:9

"It is better to be sparing than extravagant.In the ceremonies of mourning, it is better that there be deep sorrow than a minute attention to observances"(1)

"(مذہبی رسوم میں بے جا خرچ کی نسبت کنجوسی بہتر ہے، تجہیز و تکفین پر زیادہ خرچ کرنے سے گہرا دکھ بہتر ہے)"۔

کنفیوشس Li کی ادائیگی انسان کی ذاتی آسانی اور معاشرے میں توازن کو ضروری سمجھتا ہے۔اسی طرح رسومات کی ادائیگی میں قدرتی توازن قابل قدر ہے۔تاہم ہر معاملے میں اس کا مشاہدہ نہیں بلکہ ان کو معتدل طریقے سے ادا کرے۔ لیکن ذاتی طور پر کنفوشس کو روایتی رسوم بہت پسند تھیں۔وہ قربانی کی رسوم میں خود موجود رہتا اور خود نذر و نیاز کرتا۔(2)

کنفیوشس نے کہا: ہر کسی کو چاہیے رسوم ورواج کے بارے میں جان کاری کرے اور سوالات کرے، جب بھی میں خود عبادت خانے میں داخل ہوں تو میں ہر چیز کے بارے میں سوال کرتا ہوں۔ایک دفعہ کنفیوشس معبد میں داخل ہوا، تو کسی نے کہا کہ کون کہتا ہے کہ کنفیوشس رسوم کا ماہر ہے؟ کنفیوشس معبد میں داخل ہوا، اور ہر چیز کے بارے میں سوال کرنے لگا اور یہ کہا یہی طریقہ ہے رسوم ورواج سے جان کاری کا اور لی کی تعلیمات یہی ہیں۔(3)

کنفیوشس کے مطابق اگر کوئی انسان دوسروں کی بھلائی کے بارے میں نہیں سوچتا تو اس کی رسومات بے کار ہیں. لہٰذا رسومات میں مکمل ایمان داری اور مکمل توجہ ہونا لازمی ہے۔اور یہی لی یعنی معاشرتی رسومات کا تقاضا ہے۔

9۔موزوں رویہ

(Yi) کا مطلب موزوں رویہ اور کردار ہے موزوں کردار سے مراد نیک کردار، تقویٰ بھلائی راست بازی اور پارسائی کے بھی ہے۔عدل وانصاف کا تحفظ بھی (Yi) کے اساسی تصور میں شامل ہے جب انسانی فطرت میں (Yi) پختہ ہو جائے اور جڑیں پکڑے تو (Yi) کو رین (Jen) کہا جاتا ہے۔جب (Yi) انسانی فطرت میں جڑیں پکڑ لیتا ہے تو انسان ہر بات میں موزوں صورت حال میں موزوں اقدام اٹھاتا ہے اور ہر شخص کو مناسب احترام دیتا ہے۔

ایک بار تزو کنگ (Tzu Kung) نے کنفیوشس سے پوچھا:

ایسے غریب آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔جو غریب ہوتے ہوئے بھی انکساری نہیں کرتا یا ایسے امیر آدمی کے بارے میں جو امیر ہونے کے باوجود مغرور نہیں۔ کنفیوشس نے جواب دیا۔

---

(1) Analects, book III,Chap,IV,15.

(2) مکالمات کنفیوشس 3:10

(3) ایضا 15:3

"قانع غریب اچھا ہے لیکن شائستگی کا مشتاق امیر زیادہ اچھا ہے"۔(1)

ایک اور جگہ ہے:۔

"The progress of the superior man is upwards; the progress of the mean man is downwards."(2)

شریف آدمی کی ترقی بلندی کی طرف ہوتی ہے اور کمینے انسان تنزلی کی جانب ہوتی ہے۔

کنفیوشس کہتا ہے کہ ہمیں انسان کے روزمرہ کے طریقوں پر غور کرنا چاہیے۔ان پر غور کرنے سے انسان کی نیت کا بھی پتہ چلتا ہے، کردار انسان کی نیت کا مظہر ہوتا ہے۔انسان کا کردار چھپ نہیں سکتا بلکہ اس کے کردار کا غور سے مطالعہ کرنے سے اس کے اندر کی نیت سامنے آ جاتی ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے اپنے ذہن میں پلنے والے دھوکہ دہی کے منصوبوں کو چھپانے میں کامیابی حاصل کرلی ہے۔وہ سراسر دھوکہ میں ہیں۔غلط یادرست نیت ظاہر ہو جاتی ہے۔کنفیوشس موزوں رویہ اور تقوی پیدا کرنے کے لیے حکام کو بھی ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے،اس لیے وہ حکام کو زور دے کر نصیحت کرتا ہے کہ وہ معاشرے میں مناسب کے لیے ہمیشہ اچھے انسان کا انتخاب کرے جو(Yi)کے اصولوں کا کاربند ہو اسی طرح ہی انسانی معاشرہ سکون کا حامل ہو سکتا ہے۔اس پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے کنفیوشس کہتا ہے کہ ایک دفعہ مجھ سے کسی نے پوچھا کہ کس طرح لوگ میرے گرویدہ یا پیروکار ہو سکتے ہیں۔میں نے جواب دیا

"درست روی کو آگے بڑھاؤ اور مکار کو نظر انداز کرو تو لوگ تمھاری پیروی کریں گے۔راست رو شخص ہی زندگی میں ترقی کر سکتا ہے نیکی اور بھلائی کے رویہ کے بغیر انسان کچھ نہیں نفرت و حقارت کینہ پرستی اور خود پسندی سے انسان کچھ نہیں کر سکتا"۔(3)

کنفیوشس کے نزدیک صرف بھلائی اور نیکی کرنے والا انسان ہی پر اعتماد ہوتا ہے۔اس کو ظاہری بناوٹ سے کوئی فرق نہیں پڑتا، وہ پر اعتماد ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ سے شرمسار نہیں ہوتا بلکہ اس کو اپنے علم پہ یقین ہوتا ہے۔کنفیوشس کے نزدیک تاؤ(علم و یقین کا راستہ)پر روانہ ہونے والا انسان اگر اپنے کپڑوں غذا نمود و نمائش اور دیگر ظاہری پر شرمسار ہو تو وہ اس قابل نہیں کہ اس سے مشورہ لیا جائے۔(4)

کنفیوشس کے مطابق انسان بنیادی طور پر فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے۔والدین کی ناقص تربیت، ماحول کی گندگی اور غلاظت انسان کو بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہے۔کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ معاشرے میں ہر ایک کو اچھائی کا

---

(1) مکالمات کنفیوشس 15:1

(2) Waley, *The Analects of Confucius*, Chap. XXIV. 1,124.

(3) مکالمات کنفیوشس 2:19

(4) ایضا 4:9

دوسروں کو بھی شعور دینا فرض ہے اس میں کوتاہی معاشرے کو جہنم بنادیتی ہے۔ کنفیوشس نے (تقوی) کی تعلیمات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں غمگیں اور سوگ میں مبتلا شخص کے غم میں شریک ہونا چاہیے غم میں شریک ہونے سے اس کا غم بٹ جاتا ہے اور غمگیں اور سوگوار کو تسلی ہوتی ہے۔

یہاں تک کنفیوشس نے کہا اگر کسی سوگوار کے پاس بیٹھوں تو پیٹ بھر کر کبھی کھانا نہ کھاؤں تاکہ میں بھی اس کی غمی میں انہیں شریک ہونے کا احساس دلا سکوں اور کنفیوشس کی یہ عادت تھی، اس لیے ایک شاگرد کنفیوشس کے اس رویے کے بارے میں کہتا ہے۔

اگر استاد کسی شخص کو غم زدہ یا سوگ کے لباس میں دیکھتا یا کسی اندھے سے ملتا خواہ اس کی عمر کم ہی کیوں نہ ہو تو استاد اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا اور اگر اسے اس کے پاس سے گزرنا بھی ہوتا تو استاد جلدی سے گزر جاتا۔[1]

ایک اور جگہ کنفیوشس Yi (تقوی) اور تاؤ یعنی سیدھے راستے پر پختگی سے عمل پیرا ہونے پر زور دیتے ہوئے کہتا ہے۔

"پختگی اور غیر متزلزل طور نیک دلی پر قائم رہو، علم سے محبت کرو آخری سانس تک تاؤ (سیدھے راستے) کی جستجو میں لگے رہو۔ کنفیوشس اپنے پیروں کاروں کو ایسی حکومت میں رہنے سے منع کرتا ہے جس میں Yi اور تاؤ پر چلنا نہ ہو اور لوگوں میں Yi اور تاؤ کی پاسداری نہ ہو وہ کہتا ہے۔ مصیبت زدہ یا ابتری کی شکار ریاست میں قدم نہ رکھو اور نہ ہی ایسی ریاست میں اقامت اختیار کرو جہاں لوگوں نے Yi اور تاؤ سے بغاوت کی ہو جب دنیا میں Yi اور تاؤ غالب آجائے تو تب خود کو سامنے لاؤ ورنہ چھپے رہو جب تمھاری ریاست میں تاؤ غالب آجائے تو غریب یا گم نام رہنا بے عزتی کا باعث ہے۔ لیکن جب Yi اور تاؤ تمھاری ریاست میں غالب نہ ہو تو امیر اور باعزت ہونا شرمناک ہے"۔[2]

کنفیوشس کہتا ہے کہ اپنے آپ کو پختہ، اچھا اور موزوں کردار بنانے کے لیے شخصیت میں درج ذیل باتوں کو ختم کرو۔

۔ فرضی اور غیر قانونی و منطقی بات دوسروں پر ٹھوسنا

۔ من مانی یعنی جو جی میں آئے اسی کو حقیقت سمجھنا اور دوسرے کی بات نہ سننا۔

کنفیوشس کہتا ہے کہ موزوں کردار یا مناسب رویہ یہ ہے کہ اپنے گھر سے یوں باہر آؤ جیسے کسی اہم مہمان کا استقبال کر رہے ہو لوگوں سے ایسے کام لو جیسے تم کسی عظیم رسم کی انجام دہی میں ہاتھ بٹا رہے ہو جو کام اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ کام دوسروں کے ساتھ بھی نہ کرو لوگوں کو ناراض کئے بغیر اپنے قصبے میں رہو اور خفگی

---

(1) مکالمات کنفیوشس 7:9

(2) ایضا 8:13

کا باعث بنے بغیر اپنے گھر میں زندگی گزار دو۔[1]

ایک بار کنفیوشس کے شاگرد نے اچھے رویہ کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا:۔

"اگر تمھاری باتیں مخلصانہ اور ایمان دارانہ ہیں اور طرزِ عمل منکر اور با احترام ہے تو اس قسم کا رویہ صحرا میں رہنے والے جنوبی اور شمالی بربروں کے (جو مزاج کے سخت اور جھگڑالو ہیں) درمیان رہتے ہوئے بھی کار گر ہو گا لیکن اگر تمھاری باتیں غیر مخلصانہ ہیں اور تمھارا طرزِ عمل انکساری و احترام سے عاری ہے تو اپنے وطن میں رہتے ہوئے تم مسائل سے دوچار ہو گے"۔[2]

کنفیوشس نے کہا:

کہ برتر انسان دوست بازی کو بطور جوہر لیتا ہے۔ وہ موزوں کردار کے ذریعے اسے حقیقی روپ دیتا ہے انکساری کے ذریعے اس کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اور سچائی کے ذریعے سے اسے ترقی دینا چاہتا ہے۔[3]

کنفیوشس نے کہا کہ شاطرانہ باتیں نیکی میں بگاڑ پیدا کر دیتی ہیں چھوٹے معاملات میں عدم تحمل عظیم منصوبوں کو بھی خراب کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ کنفیوشس کے نزدیک انسان کو بات چیت میں معتدل ہونا چاہیے۔ بس اتنا بولے کہ اس کی بات تمھاری سمجھ میں آ جائے اور پھر خاموش ہو جائے۔ کنفیوشس نے موزرں کردار میں تین تفریحات کو فائدہ مند کہا اور تین تفریحات کو نقصان دہ بتایا۔

أ. موسیقی اور رسوم سیکھنا

ب. دوسروں سے اچھائی کے بارے میں بات کرنا

ج. اور اچھے دوستوں کی محفل میں رہنا مفید ہے نفرت نشاط پرستی اور جسمانی آرام سے لطف اندوز ہونا ضرر رساں ہے۔[4]

10۔ مساکین کی مدد

کنفیوشس ازم کے مطابق حکومت کی اولین ترجیح لوگوں کو انصاف کی فراہمی ہے۔ وہ لوگ جو اپنے خرچے نہیں اٹھا سکتے یا ان کا خاندان نہ ہو تو حکومت کا کام ہے کہ اُن کی مدد کرے۔

"There were the old and wifeless, or widowers; the old and

(1) مکالمات کنفیوشس 9:12

(2) ایضا 15:5

(3) ایضا 15:17

(4) ایضا 16:5

husbandless, or widows; the old and childless, or solitaries; the young and fatherless, or orphans:—these four classes are the most destitute of the people, and have none to whom they can tell their wants".[1]

(بوڑھا آدمی بیوی کے بغیر یا بوڑھی عورت خاوند کے بغیر، بوڑھا آدمی بچوں کے بغیر چھوٹے بچے، باپ کے بغیر،اس طرح کے چار قسم کے لوگ امداد کے زیادہ مستحق ہیں، کیونکہ ان کی مدد کرنے کے لیے کوئی نہیں ہے)[2]

منشس (جو کہ کنفیوشس کا شاگرد تھا) کے مطابق یہ چاروں لوگ سب سے زیادہ امداد کے مستحق ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے حکومت کو ان کی مدد کرنی چاہیے۔ کنفیوشس کا دوسرا شاگرد یونژی (Yunzi) کہتا ہے کہ حکومت کو اولین ترجیح ایسے لوگوں کو دینی چاہیے،ان کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق نوکریاں دینی چاہیں تاکہ وہ اپنی زندگی اچھی طرح گزار سکیں۔[3] اور یہ رائے کنفیوشس کے تربیت یافتہ شاگردوں کی بھی ہے۔ کنفیوشس کے خیالات کو اس کے شاگردوں نے خوب پھیلایا۔

12۔ عوام الناس کی بہبود (معاشی اور عملی)

حکومت کا ایک اہم فریضہ لوگوں کی معاشی حالت کی بہتری کے لیے کام کرنا ہے۔ کنفیوشس کے لیے بعض اوقات معاشرتی بہتری تعلیم سے بھی زیادہ اہم ہے۔ جیسا کہ کنفیوشس نے اپنے شاگرد کو تعلیم کے بارے میں کہا کہ لوگوں کی معاشی حالت میں بہتری کے بعد ان کو تعلیم دو۔

The Master traveled to the state of Wei. Ran Yǒu drove his chariot. The Master said, "How populous it is!" Ran Yǒu said, "As is already populous, what would you add?" "Enrich them." "Once the people were enriched, what would you add?" "Teach them." (4)

(ران یو استاد یعنی کنفیوشس کو گاڑی میں وِئی (Wei) کی جانب لے کر جا رہا تھا کنفیوشس نے کہا کہ یہاں کتنی گنجان آبادی ہے؟ ژان یو نے کہا کہ جب لوگ اتنے زیادہ ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟ استاد نے کہا: ان کو دولت مند بنا دو، جب وہ امیر ہو جائیں تو پھر انہیں تعلیم دو)۔

---

(1) Legge,(Trans), *The Four Books*,Bk-1,B.Chap,V
(2) Cline,*Justice and Confucianism*, 170.
(3) John Knablock Lstand Ford (Trans): *Xunzi*(Stand Ford University Press, 1990),vol 11,chap:9
(4) مکالمات کنفیوشس 13:9

کنفیوشس کے مطابق لوگوں کی معاشی حالت کو بہتر کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ اگر لوگوں کے درمیان زمین کی مساوی تقسیم اور ٹیکس کم کردیے جائیں تو معاشی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔

شاگرد منشس نے استاد کی تائید کرتے ہوئے کہا:

> سیاسی بدانتظامی، بھاری ٹیکس، سخت معاشی کنٹرول، زمین کی تقسیم میں بدعنوانی اور زمین کی حدوں کی درست تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے معاشی حالت خراب ہوتی ہے۔ جب بُری حکومتوں کو بہتر کیا جائے یا اس کی اصلاح کی جائے تو لوگ اچھی زندگی گزاریں گے۔ جب ان کے لیے اپنے خاندان کی ضروریات کو پوری کرنا آسان ہو جائے، تو اس کے بعد اس کے لیے اچھائی کو سیکھنا آسان ہو جائے گا نیز وہ اپنے بزرگوں اور خاندان کی اچھی نگہداشت کر سکے گا۔[1]

منشس نے بادشاہ ون(Wen) کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ

> وہ ہر حال میں انصاف کو یقینی بناتا تھا، لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ اگر لوگوں کا رہن سہن اچھا ہوگا تو ان کا دل مطمئن ہوگا، اگر دل بے چین ہو تو کچھ اچھا نہیں ہوگا۔[2]

منشس نے بادشاہ کی تعریف میں دراصل اپنے استاد کنفیوشس کی تائید کی اور اس کو ملک میں موجود معاشی بدحالی کا واحد علاج قرار دیا۔

13۔ یکساں معیارِ تعلیم

کنفیوشس ازم میں تعلیم کا معیار سب کے لیے ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔ جب معیار تعلیم ایک جیسا ہوگا تو تعلیم فائدہ مند ہوگی اور طبقاتی کشمکش ختم ہو جائے گی۔ کیونکہ تعلیم ہی سے انسان اپنا معیارِ زندگی بہتر بنا سکتا ہے۔[3]

شاگرد منشس کے مطابق تعلیم ہی انسان کے اندر تبدیلی لا سکتی ہے اور اچھی حکومت کا مقصد یکساں تعلیم کی فراہمی ہے تاکہ لوگوں میں شعور آئے۔[4]

کنفیوشس ازم میں معاشرتی انصاف پر بہت زور دیا گیا ہے اور معاشرتی انصاف کا انسان کے عمدہ رویہ سے گہرا رشتہ ہے۔ اور یہ عمدہ رویہ ایک اچھے حکمران اور معاشرے میں اچھے انسان سے ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایک اچھے حکمران اور اچھے انسان کی فطرت ہوا جیسی ہے اور نااہل کی گھاس جیسی جب ہوا چلتی ہے تو گھاس ہمیشہ جُھک جاتی ہے۔[5]

اس مثال میں کنفیوشس یہ کہنا چاہتا ہے کہ اچھا حکمران ایک عملی نمونہ ہوتا ہے۔ اپنی رعایا کے لیے اگر وہ اچھا ہوگا تو لوگ خود بخود

---

(1) Justice and Confucianism,Erin M. Cline,170.
(2) Ibid-
(3) مکالمات کنفیوشس 7:7
(4) Cline,*Justice and Confucianism*, 172.
(5) Erin M Cline, *Sence Of Justice*,(Desseration For Ph.D),209.

اچھے ہوں گے معاشرے میں انصاف ہوگا تو فتنہ و فساد ختم ہو جائے گا۔ایک دفعہ کسی شاگرد نے کنفیوشس سے پوچھا کہ اگر انصاف کو فروغ دینے کے لیے مجھے قتل کرنا پڑے تو کیا ایسا قدم درست ہے؟ کنفیوشس نے جواب دیا: ایسا کرنے میں قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر تم بھلائی چاہتے ہو اور خود اس کی عملی تصویر بنو تو لوگ بھلے بن جائیں گے۔

14۔ہموار معاشرہ

چی کانگ Chi Kang شاگرد نے کنفیوشس سے پوچھا کہ کس طرح ریاست میں عوام باادب، وفادار اور جفاکش ہو سکتی ہے؟ کنفیوشس نے جواب دیا:۔

"لوگوں کی عزت کی دیکھ بھال کروگے تو لوگ پُر وقار ہوں گے۔لوگوں کے ساتھ پوری محبت کروگے تو وہ وفادار بن جائیں گے۔ قابل شخص کو ترقی دو اور نااہل کو سکھاؤ تو وہ تمہارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ لوگوں میں خوبیاں ہوں تو تمہیں خود عملی نمونہ بننا چاہیے۔اگر تم خود کو ٹھیک کرو اور اصلاح کر کے اعلیٰ مثال بناؤ تو کون ہے جو ٹھیک نہ ہو؟[1]

اس کے علاوہ اس نے چوری کے بارے میں کہا کہ اگر لوگ غیر ضروری خواہشات سے چھٹکارا پالیں اور تم لوگوں کو انعام بھی دو تو وہ چوری نہیں کریں گے۔[2]

چی کانگ لو ریاست کا سب سے زیادہ طاقت ور سردار تھا، تبادلہ خیالات کے دوران چی کانگ ایک طاقت ور سیاسی شخصیت تھی۔ کنفیوشس سے نصیحت لیتے ہوئے پوچھا کہ میں ایک اچھی حکومت چلانے کے لیے کیا کروں؟

کنفیوشس نے جواب دیا کہ اگر تم لوگوں کے ساتھ اچھائی کروگے تو وہ تم کو اِس کا بدلہ ضرور دیں گے[3]

کنفیوشس نے افراتفری کے دور میں اعتدال پسندی کی دعوت دی۔اس نے کہا کہ بیچ کا راستہ اختیار کر کے نیکی کی راہ پر قائم رہنا چاہیے۔[4]

اس سارے مکالمے کا مقصد صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ اگر حاکم اچھا ہوگا تو عوام خود بخود اچھی ہو جائے گی۔ لہٰذا ایک کی اچھائی ہی دوسرے کو متاثر کرتی ہے۔ حکومت کے لیے موزوں عمل کے بارے میں کنفیوشس سے پوچھا گیا تو اُس نے جواب دیا کہ

"اچھی حکومت کے لیے مناسب خوراک مناسب ہتھیار اور لوگوں پر بھروسہ ہونا چاہیے۔ مجلس میں کسی نے سوال کو ایک دوسرے انداز میں پوچھتے ہوئے کہا: اگر ایک قوم کے پاس تین چیزیں ہوں؛ انصاف،

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:20

(2) Leonard Shihlien Hsu, *The Political Philosophy Of Confucianism* (London: Curzon Press, 1975), 61.

(3) مکالمات کنفیوشس 12:19

(4) پروفیسر وہاب اشرفی، تاریخ ادبیات عالم، (اسلام آباد: پورپ اکیڈمی، س۔ن) 228/1۔

معیشت اور دفاع...اور بوجہ مجبوری کسی چیز کو ترک کرنا مقصود ہو تو کس چیز کو ترک کیا جائے؟ کنفیوشس'' نے جواب دیا..."دفاع کو ترک کردو"... سوال کرنے والے نے پھر پوچھا" اگر باقی ماندہ دو چیزوں... انصاف اور معیشت میں سے ایک کو ترک کرنا لازمی ہو تو کیا کیا جائے؟"... "کنفیوشس" نے جواب دیا"معیشت کو چھوڑ دو"...اس پر سوال کرنے والے نے حیرت سے کہا... "معیشت اور دفاع کو ترک کیا تو قوم بھوکی مر جائے گی اور دشمن حملہ کر دینگے؟"... تب "کنفیوشس" نے جواب دیا... "نہیں! ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسا ہوگا کہ انصاف کی وجہ سے اُس قوم کو اپنی حکومت پر اعتماد ہوگا اور لوگ معیشت اور دفاع کا حل اِس طرح کریں گے کہ پیٹ پر پتھر باندھ کر دشمن کا راستہ روک لیں گے"۔ [1]

کنفیوشس کے مذکورہ بالا مکالمات اور روایت کردہ باتوں اور اقوال کی روشنی میں یہ بات بخوبی کہی جاسکتی ہے کہ کنفیوشس کے فلسفہ میں ایک راست باز، مستقل مزاج، حق کی بات کرنے والا، خوش اخلاقی سے لوگوں کے ساتھ تعاون کرنے والا شخص ہی معاشرے میں احسن سلوک بجالا سکتا ہے اور اگر معاشرہ ایسے افراد سے بھر جائے تو معاشرے سے بدامنی ختم ہوتی ہے۔بنیادی طور پر یہ تمام انسانی معاشروں میں رہنے کے لیے قواعد و ضوابط ہیں جن کی پیروی سے انسانی معاشرے مستحکم ہوتے ہیں۔ان ارشادات سے یہ معلوم ہوا کہ ہموار معاشرہ عوام اور حکومت دونوں کے تعاون سے بنتا ہے، حکومت عوام کی بہتری کا خیال کرے گی تو عوام حکومت سے محبت کرے گی اور ملکی معیشیت اور استحکام کے لیے دشمن کے سامنے سینہ بہ سینہ ہوجائیں گے اور یہی تصور کنفیوشس کے اصلاح معاشرہ کا بھی ہے۔

ان سب نکات کا مرکزی نکتہ یہ نکلتا ہے کہ جو حاکم درج بالا نکات سے واقف ہو تو وہ اپنی کردار سازی کر سکتا ہے اور یہ جان سکتا ہے کہ کردار کس طرح بہتر بنایا جاسکتا ہے، تو وہ دوسروں پر حکومت کرنے کی اہلیت بھی رکھتا ہے۔اور جو دوسروں پر حکومت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ پورے ملک کا ایک کامیاب حکمران بھی بن سکتا ہے۔

ب۔حاکم اور رعایا کا تعلق

حاکم اور محکوم کا تعلق فلسفہ کنفیوشس میں بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس کا انسان کی اجتماعی زندگی پر گہرا اثر پڑتا ہے۔اگر حاکم اور محکوم کا تعلق بن جائے تو معاشرہ امن کا گہوارہ بن جاتا ہے۔اگر دونوں کا تعلق مضبوط نہ ہو تو معاشرے میں بے چینی اور بے سکونی پھیل جاتی ہے۔ کنفیوشس ازم میں حاکم کا اخلاق قانون سے بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ حاکم رعایا کے لیے عملی نمونہ ہوتا ہے۔ کنفیوشس سے پہلے چینی معاشرے میں چھوٹے بڑے حکام رعایا سے بھاری مقدار میں ٹیکس وصول کرتے تھے۔ وہ دنیاوی جاہ و جلال کو مدِ نظر رکھ کر لوگوں کی فلاح و بہبود کو نظرانداز کرتے تھے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 12:7

جب کنفیوشس نے حاکموں کی برائیاں دیکھی تو اس نے چینی معاشرے میں انتشار کی وجہ ظلم، حکام کے دل کا سخت ہونا اور لالچ قرار دیا۔اس وجہ سے کنفیوشس نے حکام کو دعوت عام دی کہ اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کریں نرمی سے عوام معاملات کو سلجھائیں۔ذاتی طمع کے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ انصاف کو ترجیح دیں اور ٹیکس میں کمی کریں کیونکہ عوام کی اکثریت غریب طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔زیادہ کا پیشہ محنت مزدوری اور زراعت ہے، کنفیوشس کے کہا کہ مادیت پسندی سے ہٹ کر تربیت و اخلاق کو شعار بنائیں اور لوگوں پر حکومت کریں ان کے لیے مسیحا بنیں،ان کے دکھوں کا مداوا کریں،اپنے رعایا کے لیے قصاب نہ بنیں۔اوران پر ظلم کے پہاڑ نہ گرائیں۔کنفیوشس کے مطابق:۔

> حکام کو لوگوں سے رابطے میں رہ کر ان کی شکایات کا ازالہ کرنا چاہیے۔حکومت لوگوں کے لیے ہوتی ہے ان کی فلاح و بہبود کے لیے ہوتی ہے،ذاتی اغراض اور مادی فائدے کے لیے عوام حکام کو اپنا سربراہ نہیں بناتے اور لوگوں سے مشاورت کرنا ہی حکومت کا اولین مقصد ہوتا ہے۔[1]

کنفیوشس نے حاکم اور رعایا میں مضبوط تعلق استوار کرنے اور عوام پر اچھی حکمرانی کے لیے ہر چھوٹے بڑے حاکم کو اپنے اقتدار کے دوران عوام کے لیے بلا تفریق درج ذیل باتوں پر سختی سے عمل پیرا ہونا چاہیے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے ورنہ حاکم اور رعایا کے مضبوط تعلقات میں داڑیں پڑ جائیں گی اور یہ صورت حال ملکی استحکام کے لیے خطرے کی گھنٹی بن جائے گی:۔

1۔رائے عامہ کا احترام

> ایک دفعہ کنفیوشس کے شاگرد تزولو(Tzu Lu)نے کنفیوشس سے پوچھا کہ برتر انسان کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا،دوسروں کو راحت پہنچا کر ہی حاکم اپنی ذات کو ترقی دے سکتا ہے اور بس اتنا ہی؟اور میری یہ بات یاؤ اور شن(Yau and Shun)کو بھی بتادو تاکہ ان کو علم ہو جائے۔[2]
>
> استاد ژینگ لو نے کہا:۔
>
> "Each day I examine myself upon three points. In planning for others, have I been loyal? In company with friends, have I been trustworthy? And have I practiced what has been passed on to me"?[3]
>
> (میں استاد کی نصیحت سن کر ہر روز تین صورتوں سے اپنا تجزیہ کرتا ہوں۔کیا میں دوسروں کی خدمت میں بے

---

(1) Raymond Dawson, *Confucius* (Oxford & press, University 1981),64-65.

(2) مکالمات کنفیوشس14:45

(3) ایضا1:4

لوٹ رہا ہوں ؟ کیا میں دوستوں کے ساتھ تعلقات میں ناقابل بھروسہ رہا ہوں ؟اور کیا میرا عمل میرے قول کے مطابق نہیں تھا؟)

تزولو(Tzu Lu)اپنے روز مرہ کے کردار کا تین باتوں سے تجزیہ کرکے اپنے استاد کی نصیحت کو اجاگر کر رہا ہے۔ایک دفعہ کنفیوشس نے حاکم اور رعایا کے تعلقات کو استوار رکھنے کے لیے حکام کو مزید ہدایات دیتے ہوئے فرمایا:

"To guide a state great enough to possess a thousand war chariots: be attentive to affairs and trustworthy; regulate expenditures and treat persons as valuable; employ the people according to the proper season".(1)

(اگر تم ایک ہزار رتھوں کی ریاست (چھوٹے یا درمیانے درجے کی ریاست) پر حکومت کرتے ہو تو تمھیں چاہیے کہ کاروبار پر سخت نظر رکھو،اپنے قول وفعل پر قائم رہو اخراجات اور لوگوں سے محبت میں کفایت سے کام لو تمھیں چاہیے کہ انہیں موسموں کی مناسبت سے استعمال کرو)۔

لوگوں کی فلاح وبہبود کے لیے حاکم کو سخت محنت درکار ہوتی ہے۔لوگوں کی تنقید کو برداشت کرنا پڑتا ہے اچھے بُرے ہر طرح کے لوگوں سے حاکم کا واسطہ پڑتا ہے۔تو اس لیے حاکم کو صبر وحوصلے سے کام لینا چاہیے تاکہ لوگ حاکم کو اپنا سب کچھ مان لیں۔

کنفیوشس کے اس دور میں زیادہ تر لوگوں کا پیشہ زراعت تھا اور چین میں موسم خزاں اور بہار کے دوران متحارب ریاستیں،خود غرض اور جارحیت پسند جاگیر دار کسانوں کو فصل کے انتہائی اہم مراحل پر زبردستی بلوا لیتے اور ان کو عوامی منصوبوں پر لگا دیتے یا حکمران کی نجی جنگوں میں لڑنے کو کہتے تھے۔اسی طرح کسان بے چارے اپنی موسمی کمائی پر توجہ نہیں دے سکتے تھے اور کافی نقصان اٹھاتے۔

فلسفہ کنفیوشس کے مطابق:۔

حاکم کا قول وفعل میں یکساں ہونا چاہیے،تضاد نہ ہو حاکم جو کام لوگوں سے کہے پہلے وہ خود کرے پھر عوام سے توقع کرے کیونکہ وہ حاکم کے طرزِ عمل کو اپنائیں گے حاکم اپنے عوام کے لیے ایک مثال ہوتا ہے۔جیسا حاکم ہو گا ویسی رعایا ہو گی۔کنفیوشس نے کہا حاکم کے لیے درست الفاظ استعمال کرنا ضروری ہے۔حاکم عوام سے وہ بات کرے جس سے متعلق اس کو جان کاری ہو اگر حاکم جان کاری نہ رکھتا ہو،اور الفاظ درست نہ ہوں تو بات پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔(2)

---

(1) مکالمات کنفیوشس 1:5

(2) *Analects*,13:3

حاکم کو خود بھی رعایا کی فکر ہونی چاہیے اور ایسے لوگوں کو منتخب کرے، جو لوگوں کی رائے کو مدِ نظر رکھیں ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کریں۔ اور یہ حاکم کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ بے وقوفوں کے ہاتھ حکومت نہ دے۔ اختیارات انہیں دے جو قابل ہوں۔ اگر عوام دشمن لوگ جو دراصل بے وقوف ہوتے ہیں ان کو اختیارات دے دے تو یہ عوام دشمن بااختیار لوگ دوسروں (یعنی رعایا) کو بے عزت کریں گے اور حکومت اور عوام میں ایک وسیع خلیج پیدا ہو جائے گی[(1)]

ڈیوک تنگ(Duke Tang) [(2)] نے کنفیوشس سے پوچھا کہ کس طرح حاکم اپنے وزرا کو منتخب کر سکتا ہے اور کس طرح وزرا اپنے حاکم کی خدمت کر سکتے ہیں۔ کنفیوشس نے جواب دیا کہ حاکم کو اپنے وزرا کو دیانت داری سے منتخب کرنا چاہیے اور پھر وزرا کو خلوص نیت سے آقا کی اطاعت کرنی چاہیے۔[(3)]

منشس جو کہ کنفیوشس کا شاگرد تھا۔ اس نے اپنے استاد کے فلسفے کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا:

> حاکم جو بھی فیصلہ کرے اس کو عوام کا خیال کرنا چاہیے اگر عوام کی رائے کے مطابق فیصلہ کرے تو عوام اس کے ساتھ ہوگی۔ منشس کے زمانے میں بادشاہ ہوسان دوسری ریاست پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو منشس نے کہا کہ وہاں کے لوگوں کی رائے معلوم کرو کہ وہ کیا چاہتے ہیں جب اس نے وہاں حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس جگہ کے بادشاہ نے ساتھ والی ریاستوں کی مدد سے ہوسان بادشاہ پر حملہ کر دیا تو ہوسان بادشاہ خوف زدہ ہو گیا اس نے منشس سے پوچھا کہ میں اب کیا کروں تو منشس نے کہا کہ ایک چھوٹی سی ریاست مل کر بہت بڑی ریاست پر قابو پا سکتی ہے۔ لیکن اگر علاقے کے لوگ جس بادشاہ کے ساتھ نہ ہوں گے اسے شکست ہو گی ہوسان بادشاہ نے فلسفہ کنفیوشس پر منشس کے کہنے پر عمل کیا اور وہاں کے لوگوں کو خوش رکھا، اپنے لوگوں کے ساتھ محبت کا برتاؤ کیا تو ہوسان بادشاہ کے لیے اس کی فوج بہادری سے لڑی اور تمام دشمنوں کو شکست دی۔

فلسفہ کنفیوشس کے مطابق حاکم/بادشاہ اور رعایا میں باہمی محبت کا رشتہ نہایت ضروری ہے اور یہ اس وقت ہی ممکن ہے۔ جب حاکم/بادشاہ اور رعایا کا خیال کرے اور ان کی رائے کا احترام کرے، تو رعایا ہر مشکل میں حاکم/بادشاہ کے دست بازو بن کر جان کی بازی لڑائیں گے اور حاکم/بادشاہ بے خوف و خطر ہو کر ایک اچھی حکمرانی کر سکے گا اور عوام خوش حال زندگی گزاریں گے۔ موجودہ دور میں اس کی مثال ترکی میں طیب اردگان کی حکومت ہے اسلامی ملک ترکی کی عوام طیب اردگان پر مکمل اعتماد کرتی ہے اور وہ عوام کی رائے کا احترام کرتے ہیں۔ اس لیے ترکی اس وقت ترقی کی منزلیں چھو رہا ہے۔ عوام خوشحال اور مطمئن ہیں اور جب طیب اردگان پر برا وقت آیا اور اس کے خلاف سازش ہوئی تو عوام نے یک زبان ہو کر اس کا ساتھ دیا اور سازش کو ناکام بنا دیا۔ حاکم/بادشاہ اور رعایا کے درمیان مضبوط رشتہ اور باہمی احترام فلسفہ کنفیوشس میں ایک ایسا ہتھیار ہے۔ جسے زمان و مکان کی

---

(1) *Analects* 3:18

(2) کنفیوشس کے آبائی علاقے لو کا حاکم تھا اس کا دور 509-495ق۔م کا تھا۔

(3) *Analects* 3:19

قیود آزاد ہو کر ہر حالت میں کار گر ہو سکتا ہے۔

2۔ موزوں رویہ

فلسفہ کنفیوشس میں حاکم کے موزوں رویہ کو بہت اہمیت ہے اور حاکم کے موزوں رویہ سے مراد یہ ہے کہ حاکم کو لوگوں کس پرکھنے کا تجربہ ہو تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ کون اچھا ہے اور کون برا کس کے اندر عوام کے مسائل حل کرنے کی صلاحیت ہے اور کون ہے جو یہ اہلیت نہیں رکھتا، حاکم کا جب موزوں رویہ ہو گا تو وہ ہر اس بات کو رد کر سکتا ہے جسے وہ عوام کے لیے مفید نہیں سمجھتا اور حکومت کی مشینری کو نااہل لوگوں سے پاک کر سکتا ہے۔

ایک دفعہ کنفیوشس سے حکمران تِنگ نے پوچھا کہ حاکم کو اپنے وزراء سے کیسے کام لینا چاہیے اور وزیر کو اپنے حاکم کی کیسے خدمت کرنی چاہیے۔ تو کنفیوشس نے موزوں رویہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:۔

> بادشاہ کو اپنے وزیروں کے ساتھ موزوں رویے کا ساتھ استعمال کرنا چاہیے تو وزراء وفاداری کے ساتھ بادشاہ کی خدمت کریں گے۔ شاگرد یوژو (Yzu) نے پوچھا کہ معاشرے میں نیکی کو کیسے فروغ دیا جائے اور بد نظمی کو کیسے روکا جائے تو کنفیوشس نے کہا ایمان داری اور بھروسے کو اپنی بنیاد بناؤ اور راست روی کے ساتھ آگے بڑھو تو تمھاری نیکی اوج پر ہو گی، اور لوگوں کو پرکھنے کے لیے آپ کے پاس موزوں رویہ ہو۔[(1)]

جب موزوں رویہ کے ذریعے حاکم اچھے اور برے کا تقرر کرے گا تو ہر کوئی اپنی ڈیوٹی ذمہ داری سے ادا کرے کوئی اپنا کام کسی دوسرے پر نہ ڈالے گا۔ ریاست میں حکمران، وزیر باپ اور بیٹے ہر ایک کو اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے ادا کرنی چاہیے۔ چی کانگ نے کنفیوشس سے پوچھا کہ حکومت کس طرح کی جا سکتی ہے۔ تو کنفیوشس نے جواب دیا حکومت کرنے کا مطلب درستگی پیدا کرنا ہے اگر تم درست انداز میں لوگوں کی رہنمائی کرو تو کون ہے جو کہ ٹھیک نہ ہو۔[(2)]

اگر کوئی حاکم اچھے کردار کا حامل ہو اور اپنے حسنِ عمل اور حسنِ سلوک سے لوگوں کی راہنمائی کرے تو ریاست میں خون خرابہ قتل وغارت کی نوبت نہیں آئے لوگ اپنے اطوار کو حاکم کے مطابق کر لیں گے۔

چی کانگ تزو (Chi Kang Tzu) نے کنفیوشس سے حکومت کے بارے میں پوچھا اور کہا اگر فرض کریں کہ انصاف کو فروغ دینے کے لیے مجھے کسی غیر منصف کو قتل کرنا پڑے تو کیا ایسا عمل درست ہے؟

کنفیوشس نے جواب دیا حکومت کرنے میں قتل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر تم بھلائی چاہتے ہو تو لوگ بھلے بن جائیں۔ لوگوں کے انتخاب میں موزوں رویہ کو اپنائیں اور اچھے لوگ مقرر کریں جو عوام کا خیال رکھیں تو حاکم کو اپنی عوام کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ شاگرد فان چیہ (Fan Chih) نے انسانیت کا مطلب پوچھا تو کنفیوشس نے کہا موزوں رویہ سے لوگوں کا

---

(1) مکالمات کنفیوشس 9:12

(2) ایضاً 17:12

انتخاب کرواور بے ایمان کو مسترد کردو گے تو بے ایمان کوایمان دار بننے پر مجبور کردو گے۔

فان چیہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنے دوست تزو ہسیا (جو کنفیوشس کا شاگرد تھا) کے پاس گیااو کہا کچھ دیر پہلے میں استاد سے ملااور ان سے علم کے بارے میں دریافت کیاانہوں نے مجھے جواب دیا کہ لوگوں کو مسترد کرو تو بے ایمان کوایمان دار بننے پر مجبور کردو گے اس کا کیا مطلب ہے؟

تزو ہسیا نے کہا ہمارے استاد کے الفاظ معنی خیز ہیں۔ دراصل استاد موزوں رویہ کے ذریعے انتخاب کرنے کا نظریہ دیتا ہے کہ حاکم اچھے لوگوں کا منتخب کرے اور برے لوگوں کو اپنے سے دور رکھیں اور جب حاکم/بادشاہ اہل کاروں کا انتخاب موزوں رویے سے کرے گا تو لوگ اپنے بچوں کو اٹھائے جوق در جوق تمھاری بادشاہت کی جانب آئیں گے۔[1]

کیونکہ کنفیوشس کے بقول صرف انسانیت پسند انسان ہی جان سکتا ہے کہ کس طرح لوگوں سے محبت اور نفرت کرنی ہے اور اگر انسان انسانیت پسند ہو تو وہ برائی سے بچ سکتا ہے۔

3۔ حکومت کی مضبوطی کے لیے خاندان مضبوط ہونا

حکومت کو مضبوط بنانے کے لیے خاندان کا مضبوط ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی اپنے بچوں کی تربیت نہ درست سمت میں کر سکیں تو ملک کو کیسے مضبوط بنائے گا اس لیے حاکم کو چاہیے کہ وہ پہلے خاندانی نظام کو مضبوط بنائے۔

کیونکہ خاندان سے محبت کرنے سے ملک میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر معاشرے کا ایک بندہ بھی درست کام نہ کرے تو ساری ریاست میں فتنہ اور انتشار پھیل جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ملکی معاشرہ مختلف خاندانی اکائیوں سے بنتا ہے، اور خاندانی معاشرے کی پہلی اینٹ ہے، اگر عمارت کی پہلی اینٹ ہی کمزور اور کج رہے گی، ملکی معاشرے میں اچھے خاندان ہی حکومت کی بنیادیں ہیں۔ عصرِ حاضر میں خاندان اور خاندانی ضوابط دونوں تنزل کا شکار ہیں۔ کنفیوشس کے مطابق:۔

> اگر ایک بیٹا اپنے والدین کا فرمانبردار ہو گا تو وہ اپنے حاکم کے ساتھ بھی مخلص رہے گا اس طرح باقی رشتے بھی اگر ایک دوسرے کے ساتھ پر خلوص ہوں گے تو حاکم کی حکومت اچھی ہو گی۔[2]

ایک بار شاگرد کی کانگ کنفیوشس سے حکومت کی مضبوطی کے بارے میں پوچھا تو کنفیوشس نے جواب دیا۔

> حکومت کی مضبوطی ملکی معاشرے میں خاندانوں کی اکائیوں کی درستگی سے ہوتی ہے اگر خاندان کی درستگی پر توجہ ہو گی تو پورا معاشرہ صحیح ہو جائے گا ملکی معاشرے میں ہر خاندان کی حالت زار بہتر کی جائے اور پھر اُن کو تعلیم کی دولت سے آراستہ کیا جائے زندہ رہنے کے لیے ان کو مناسب خوراک مہیا کرنی چاہیے اُن کی حفاظت کے لیے

---

(1) مکالمات کنفیوشس 9:1

(2) Dawson, *The Ethics Of Confucius*, 172-174.

مناسب فوج ہونی چاہیے۔
ایک دفعہ کنفیوشس کے ایک شاگرز وکنگ نے اچھی حکومت کے لوازمات کے بارے میں سوال کیا؟

کنفیوشس نے کہا کافی خوراک، کافی ہتھیار اور قوم کا اعتماد[1]

اگر حکومت کرنے والے حاکم درست ہوں گے تو عام لوگ بھی اچھے طریقے سے کام کریں گے اگر بُرے کام کرنے والی حکومت ہو گی تو لوگ حاکم کے مطابق ہی کام کریں گے اس طرح معاشرے میں فساد برپا ہو جائے گا لوگوں کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو منتخب کریں جو کام کرنا جانتے تھے۔ چالاک اور تیز لوگوں سے حکومت نہیں چلتی۔

4۔عفوودر گزر

کنفیوشس مذہب کے مطابق حکمران کو عفوودر گزر سے کام لینا چاہیے در گزر سے مراد کہ رعایا کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا چاہیے اگر عوام سے غلطی کوتاہی ہو جائے تو حاکم کو لچک دار رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ یو تزو نے کہا:

"شائستگی اختیار کرنے کے عمل میں لچک داری اہم ہے۔ قدیم بادشاہ اس میں ماہر تھے۔ عظیم تر اور کم تر دونوں نے ہی لچک دار رویہ اپنایا تاہم تمھیں آگاہ رہنا ہو گا اگر تم لچک داری کو سمجھتے اور اسے استعمال کرتے ہو لیکن خود کو موزوں سماجی رویے میں نہیں ڈھالتے تو معاملات ٹھیک نہیں رہیں گے"۔[2]

کنفیوشس نے حاکم بننے کے لیے ایک بہت اہم تجویز دی کہ اس طرح سے ایک حاکم اپنے ماتحتوں کا انتخاب کر سکتا ہے اور اگر ما تحت کچھ گڑ بڑ کریں تو حاکم کا رویہ کس طرح سے ہو کہ بد سکونی، بد گمانی اور بد اعتمادی سے بچا سکے۔

چیہ خاندان کے سربراہ چنگ کنگ جو کہ وزیر اعظمت تھا نے حکومت کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو کنفیوشس نے کہا سب سے پہلے افسر منتخب کرو پھر تمام چھوٹی موٹی خطائیں معاف کر دو نیک اور قابل لوگوں کو عہدوں پر تعینات کرو۔ اس نے پوچھا عہدوں پر فائز کرنے کے لیے نیک اور قابل بندے کہاں سے دستیاب ہوں گے۔ استاد نے کہا اپنے جاننے والوں میں سے منتخب کرو انہیں نظر انداز نہ کرو۔[3]

اگر تم حکمرانی کرتے ہو تو لوگوں کی چھوٹی غلطیوں کو نظر انداز کرو اور قابلیت اور صلاحیت کے مطابق ان کو ترقی دو۔ اگر کسی معاملے میں تم مشورہ نہیں دے سکتے تو بالکل مشورہ نہ دو۔[4]

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:7

(2) ایضاً 1:12

(3) ایضاً 2:13

(4) ایضاً 2:15

5۔ خیر خواہی کرنا/مراعات دینا

کنفیوشس نے اِس بات پر زور دیا ہے کہ حکمران کو رعایا کے لیے مثالی ہونا چاہیے حکومت کے بارے میں اِس کا بالکل سادہ نظریہ ہونا چاہیے۔ اگر حکمران دیانت دار ہو گا تو عوام اُس کی تقلید کریں گے کنفیوشس نے کہا کہ اگر تم نیکی کی قوت سے حکومت کروگے تو شمالی ستارے کی طرح بن جاؤ گے جو اپنی جگہ پر ہی رہتا ہے۔ جبکہ دیگر ستارے اپنی جگہ بدل لیتے ہیں۔[(1)]

لٰہذا اس بات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ایک حاکم کو نیک سیرت ہونا چاہیئے کہ سب سے الگ تھلگ ہو اپنے اخلاص سے لوگوں کو متاثر کرے تاکہ لوگوں کو قانونی سزا کے بجائے دل سے برائی کو برا جانے۔ ہمسایہ کی ظالم ریاستوں سے لوگ نیک اور دیانتدار حکومت والے ملک میں داخل ہوں گے۔[(2)]

کنفیوشس نے کہا کہ تم لوگوں پر جائز قانونی انداز میں حکومت کرو اور انہیں سزا کے ذریعے قابو میں رکھو تو وہ جرم سے گریز کریں گے لیکن ان میں کوئی ذاتی احساس شرم نہیں ہو گا اگر تم نیکی کے ذریعے حکومت کرو اور شائستگی کے ساتھ ان کو کنڑول کرو تو ان میں احساس ندامت پیدا ہو گا اور وہ خود کو ٹھیک کریں گے۔[(3)]

کنفیوشس اِس بات پر یقین رکھتا تھا کہ بُرے قوانین والی بری حکومت کی وجہ سے لوگ بھی غلط کام کرتے ہیں اور اچھی حکمرانی لوگوں کی بہت ساری معاشرتی اور اخلاقی بُرائیوں کا علاج کر دیتی ہے۔ حکمران طبقے کی اچھی مثال سے لوگوں میں حقیقی قیادت پروان چڑھے گی۔

> تزوکنگ نے پوچھا فرض کریں کہ کسی حکمران نے غرض میں لوگوں کو فائدہ پہنچایا اور ایک کثیر تعداد کو نجات دلائی ہو۔ آپکی اس کے بارے میں کیا رائے ہے۔ کیا اس کو انسانیت پسند کہا جاسکتا ہے۔ استاد نے کہا صرف انسانیت پسند ہی کیوں نہیں بلکہ اس کو بزرگ کہا جائے گا حتیٰ کہ یاؤ اور شُن کو بھی یہ منزل حاصل کرنے کے لیے کوشش کرنی پڑی اب خود کو مستحکم کرنے کا خواہش مند انسانیت پسند شخص دیکھنا ہے کہ دوسرے لوگ قائم ہیں اور کامیابی کی خواہش میں وہ دوسروں کو دیکھتا ہے۔ اپنے ذاتی احساسات کو راہنمائی کرنا انسانیت پسندی کا فن کہلاتا ہے۔ ۔[(4)]

حاکم کو اپنے لوگوں کی مشکلات کا ازالہ کرنا چاہیئے اگر عوام کو تنگی ہو تو بادشاہ، ان کی ضروریات کا سدِ باب کر کے ان کو امن و سلامتی کی طرف لائے گا اگر کوئی بادشاہ فیاض ہے۔ تو وہ رعایا کو تنگ نہیں کرے گا اگر تو وہ رعایا کے لیے امن و سلامتی کا

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:1

(2) ایضا 1:10

(3) ایضا 3:2

(4) ایضا 12:17

گہوارہ بن جائے گا اور اگر کسی حکمران کے خلاف اس کی رعایا کوئی قدم نہیں اُٹھاتی تو یہ حکمران کے لیے خوشی اور مسرت کی بات ہے۔ اگر وہ اپنی رعایا کے لیے اچھے الفاظ استعمال کرتا ہے، تو پھر اس کے سبب سب کچھ ٹھیک رہتا ہے۔ اگر وہ بُرے الفاظ استعمال کرتا ہے تو وہ اپنی حکومت کو تباہی کی جانب لے جائے گا۔ حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنی عوام کو مراعات دے ان کی ضرورتوں کا خیال رکھے اور لوگوں کی خود جانچ پرکھ کرے اور عوام اپنے کاموں کی طرف توجہ دیں تو ملک خوشحال ہو گا ترقی و کامرانی ان کا مقدر بنے گی۔

> کنفیوشس کے پیروکار منشس نے بادشاہ ہائی سے کہا اگر کسان اپنی فصلوں میں مداخلت نہ کریں تو اناج اس قدر وافر ہو گا جو آپ کی عوام کے لیے کافی ہو گا۔ اگر ماہی گیر مچھلیاں اور کچھوے پکڑنے کے لیے اپنے جال دریاؤں میں نہ ڈالیں تو مچھلیاں اور کچھوے اس قدر ہوں گے کہ خوراک کے لیے وافر ہوں گے۔ اگر لوگ موسم سرما میں جنگل سے درختوں کو نہ کاٹیں گے تو مکان بنانے کے لیے لکڑی وافر مقدار میں پیدا ہو گی۔ اس طرح وافر اناج وافر مچھلیاں اور عمارتی لکڑی کی فراوانی سے نوجوان لوگ اپنے والدین کی مدد کرنے کے قابل ہو جائیں گے جب ان کے والدین مر جائیں گے تو وہ ان کو بہترین تابوت اور ان کے جنازے کے لیے بہترین اجرت دے سکیں گے۔ [(1)]

اگر ہر گھر کے قریب شہتوت کا ایک درخت لگایا جائے تو اتنا ریشم پیدا ہو گا کہ ملک کے ہر فرد کے لیے استعمال کے بعد بھی بچ جائے گا اگر مرغیوں اور بھیڑوں کی ان کے مناسب وقت پر افزائشِ نسل کی جائے تو گوشت لوگوں کی ضرورت سے وافر ہو گا اگر کوئی بھی فرد فارغ نہ رہے اور سب لوگ کام کریں تو کوئی بھی بھوکا نہیں رہے گا۔ بطور بادشاہ تمھیں چاہیے کہ ان مدارس کی نگرانی کرو جن میں طلباء زیرِ تعلیم ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ طلباء کو درست تعلیم دی جا رہی ہے یا نہیں اس کے علاوہ کیا بچے اپنے اساتذہ کی عزت کرتے ہیں یا نہیں اے بادشاہ اگر تمھاری بادشاہی میں کوئی فاقوں سے مر جائے تو اس کے ذمے دار تم ہو گے لوگوں کا فاقوں سے مرنا یا بھوک سے مر جانا خوراک کی کمی کی وجہ سے نہیں بلکہ خوراک کی غلط تقسیم کی وجہ سے ہے۔ اس لیے بادشاہ اپنے اختیارات سے خوراک کی تقسیم کو درست کر سکتا ہے۔ ایک اور جگہ منشس کہتا ہے کہ بادشاہ اگر عوام کی حوصلہ افزائی کرے تو ملک میں عوام خوشحال ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف ترقی کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ [(2)]

> چنگ تزو نے کہا ایک چھوٹی سی سلطنت پر بادشاہ حقیقی طور پر حکومت کر سکتا ہے چھوٹی ریاست کا بادشاہ اپنے لوگوں کے لیے فیاضی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ وہ سزا دینے کے بجائے رحم دل ہوتا ہے۔ اور حکومتی ٹیکسوں میں رعایا کا خیال کرتا ہے۔ ایسا بادشاہ اپنے کسانوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اور وہ زیادہ اناج پیدا کرتے ہیں وہ فارغ

---

(1) رابرٹ ڈی ویئر (مترجم: محمد اشفاق)، تاؤازم اور کنفیوشس ازم، 195۔

(2) ایضاً 203-209۔

لوگوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے تاکہ لوگ زیادہ سے زیادہ مطالعہ کریں تاکہ وہ نوجوانوں کو سکھا سکیں کہ اپنے بڑوں کی کیسے عزت کی جاتی ہے۔ جس سے وہ دیانت دار ہو جائیں گے اور ان کے اعمال صالح ہوں۔ جب جوئی بادشاہ اپنی پڑوسی ریاست پر حملہ کرتا ہے تو وہ اپنے جوانوں کو جنگ میں جھونک کر مروا دیتا ہے۔ اس طرح ریاست میں بے چینی پھیل جاتی ہے۔ اگر تم جنگ سے نفرت کرو گے تو تمھارے لوگ خوش رہیں گے۔[1]

ایک دفعہ ڈیوک آف شی (Duke of She) نے کنفیوشس کے حکومت کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا اچھی حکومت وہ ہوتی ہے کہ جس کے نزدیک والے خوش ہوں اور دور والے اس میں دل کشی محسوس کریں۔

منشس نے کہا کہ عوام سب سے اہم عنصر ہے حکومت کے مضبوط ہونے میں نہ کہ حاکم "لی" نظموں کی کتاب میں سے لکھتا ہے کہ

The happy and gracious sovereignty, is the father and mother of people.[2]

(خوش حال اور خود مختار حکومت لوگوں کے لیے والدین کا درجہ رکھتی ہے)۔

کنفیوشس مزید کہتا ہے:

جب لوگوں سے کوئی فوت ہو جائے تو میں اپنے گھٹنوں کے بل رینگتا ہوا ان کی مدد کرتا ہوں۔ سوال ابھرتا ہے کہ ایک حاکم اپنی عوام کو کیا مہیا کر سکتا ہے۔ جب ایک دفعہ کنفیوشس کے شاگرد تزو کنگ نے کنفیوشس سے پوچھا کہ حکومت کے لیے کیا ضروری لوازمات ہیں اس نے جواب دیا:۔ کافی خوراک، اور لوگوں پر بھروسہ تزو کنگ نے کہا کہ اگر تینوں میں سے ایک کو قربان کرنا پڑے تو آپ کس کو قربان کرو گے استاد نے جواب دیا ہتھیار۔ پھر تزو کنگ نے پوچھا کہ دونوں میں ایک کو قربان کرنا پڑے تو پھر استاد نے جواب دیا کہ خوراک قدیم وقتوں سے تمام لوگ مرتے آ رہے ہیں لیکن اپنے حکمرانوں پہ اعتماد کرنے والے لوگوں کی وجہ سے حکومت مضبوط ہو گی۔[3]

6۔ حاکم کی اطاعت

محکوم یعنی حکم دیا گیا، زیر فرمان، ماتحت، تابع، رعایا رعیت یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ چین کے قدیم علماء کا ماننا ہے کہ آسمان کا معبود دنیا کے ہر خطے میں ایک انسان کو بھیجتا ہے جو کہ انسانوں کو اچھائی کی ترغیب دے کر برائی سے منع کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ریاست کی سلامتی و امن اور رعایا کی تابعداری حاکم کے اخلاق کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اس لیے حاکم اپنے ماتحتوں کے آرام و سکون کو ملحوظ خاطر رکھ کر حاکم کرتا ہے۔

اس لیے کنفیوشس ازم میں لازم ہے کہ رعیت معاشرتی قوانین و ضوابط کا احترام کریں جو کہ حاکم نے بنائے ہوئے ہیں۔ رعایا اپنے حاکم کی تابعداری کرے اور کبھی بھی اس کی نافرمانی نہ کریں۔ جس طرح کہ وہ اپنے والدین کی تابعداری کرتے ہیں۔

---

(1) رابرٹ ڈی ویر (مترجم: محمد اشفاق)، تاؤازم اور کنفیوشس ازم، 20۔

(2) Dawson, The Ethics of Confucius, 176

(3) مکالمات کنفیوشس 12:7

اور اپنے بڑے بھائی کا احترام کرتے ہیں اور وہ زراعت اور کھیتی باڑی میں مصروف رہیں گے محنت اور کوشش کے ساتھ اور اپنی فیملی کی کفالت کریں گے اور بادشاہ کو پورا ٹیکس ادا کریں گے، رعایا حاکم کے بنائے قانون وضوابط کو مانیں گے جیسا کہ قدماء چین کے مطابق آسمان حاکم کو منتخب کرتا ہے۔اور پھر حاکم کی نافرمانی آسمان کے معبود کی نافرمانی ہے۔[1]

معاشرے میں کم تعداد میں امراء، طبقہ اشرافیہ اور حاکم کی ہوتی ہے زیادہ تعداد میں معاشرے میں کسان، مزدور ہیں وہ یہ معاشرے کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔اور وہ دولت کا ذریعہ، کنفیوشس کے شاگردوں کی زیادہ مقدار غریب لوگوں کی تھی، کنفیوشس کے مطابق معاشرے کی سعادت مندی اور خوشی کا دارومدار احکام کی تربیت کے رویے پر منحصر ہوتا تھا۔ یہ کہ رعایا کا اخلاق اپنے حکام کے ساتھ اچھا محکومین کے لیے کوشش، اخلاص اور فرمانبرداری بہت ضروری ہے۔سب سے پہلے رعایا کے لیے ضروری ہے کہ وہ دل جمی سے کام کریں۔ جیسا کہ پہلے میں نے تذکرہ کیا کہ حکومت کا مقصد عوام الناس کی فلاح و بہبود ہے اور ان کے اندر اچھائی کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔اور عوام ہی ہے جو کہ حاکم کو منتخب کر سکتے ہیں اور کسی بھی وقت حاکم کو اس کی نااہلی کی وجہ سے تخت سے اتار سکتے ہیں۔ کنفیوشس فلاسفی کا مقصد لوگوں کو پر امن، محفوظ اور ایک مہذب زندگی مہیا کرنا ہے۔

(کنفیوشس کا پیروکار) ہسیو کنگ Hsiao Kung کے مطابق بھی لوگوں کو کردار اور اعمال میں نیک اور پرہیزگار بنانا ہے۔ بعض لوگوں کو تربیت کے ذریعے تبدیل کرنا ہے۔ کہ ان میں ایسی خوبیاں بیدار ہو جائیں کہ ان کی زندگی کی کایا پلٹ جائے۔کنفوشس فلسفے کے مطابق تمام لوگ نیک ہو سکتے ہیں ہر کوئی اس قابل ہوتا ہے کہ وہ نیکی کر سکے۔

منشس کہتا ہے کہ کس طرح میں دوسروں سے مختلف ہو سکتا ہوں یہاں تک Yao اور[2] Shun بھی آج لوگوں جیسے ہی تھے۔[3]

اس طرح Xunzi کہتا تھا کہ ہر کوئی Yu بن سکتا ہے۔Yu سابق حکومت کا تیسرا بڑا بادشاہ تھا۔اس کے مطابق تمام لوگوں کے لیے اچھا سننا ممکن تھا تمام لوگ اچھائی اور اصول وضوابط پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں[4]

کنفیوشس حکومت کا مقصد جیسا کہ میں نے پہلے بھی تذکرہ کیا کہ لوگوں کی اخلاقی تربیت ہے۔

مثال کے طور پر کنفیوشس سے چی گانگ زی (جو کہ سلطنت میں جی (Ji) خاندان کا سربراہ تھا) نے اچھی حکومت کرنے کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ حکمرانی کا مطلب اچھا ہونا ہے اگر تم اچھے ہو گے تو کون ایسا ہو گا جو کہ غلطی کا مرتکب ہو جائے۔[5]

---

(1) مازون، کتاب، اخلاص (بکبین: دار الطباعۃ بیان سان، س۔ن)، 1-2۔

(2) تینوں دانا بادشاہ تھے وہ پاکدامنی کا منبع تھے ابتدائی کنفیوشس ازم میں اس کا ذکر ملتا ہے ان کا دور 1500ق-م 2000ق-م تک تھا۔

(3) Mencius,4B.32

(4) Xunzi,23.5A

(5) مکالمات کنفیوشس، 12:17

اسی طرح اس نے کنفیوشس سے چوری کی شکایت کی تو اس نے کہا کہ اگر تم خواہشات کی پیروی نہ کرو تو کوئی بھی چوری کرنے کی جرات نہ کرے گا۔[1]

اس طرح سے چی گانگ زی(Chi Kang Tzu) نے کنفیوشس سے عام لوگوں کے اندر اچھائی پیدا کرنے کا پوچھا کنفیوشس نے جواب دیا کہ عوام کے اوپر حکمرانی عزت و وقار کے ساتھ کرو گے تو وہ تمھیں عزت دیں گے ان کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا رویہ اختیار کرو تب وہ اپنا ہنر تمہارے ساتھ کریں گے اچھائی کو ابھارو اور پیچھے رہنے والوں کی تربیت کرو تب وہ پوری جاں فشانی کے ساتھ فرائض کی ادائیگی کریں گے۔اس کے علاوہ (Zilu)زی لو نے حکومت کے بارے میں کنفیوشس سے پوچھا اس نے کہا کہ سخت محنت کے ساتھ لوگوں کی حوصلہ افزائی کرو اور خود کو اپنے لیے ایک مثال بنا دو۔

یہ تمام پیرا گراف اس بات کو عیاں کرتے ہیں کہ حاکم کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو عملی نمونہ بنائے کہ لوگ خود بخود اپنے حاکم کے تابع ہو جائیں،اس کے لیے حاکم کو سخت محنت درکار ہوتی ہے۔اس کا صبر اس کی ہمت اس کی برداشت ضرور پختہ ہونی چاہیے اس کو تنقید کے باوجود لوگوں کے ساتھ وقار اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے اور لوگوں کو اخلاق کی طرف راغب کرنا چاہیے۔

7۔حاکم اور رعایا کے درمیان فرق

حاکم وہ ہوتا ہے جو کہ اپنا ذہن استعمال کرتا ہے۔جبکہ رعایا اپنے (Muscles) پٹھے استعمال کرتے ہیں۔حاکم لوگوں کی عادات تبدیل کر سکتا ہے۔جیسا کہ چوری سے باز آنا،سخت محنت کرنا اور اچھا ہونا اور شائستگی کے ساتھ بات کرنا کسی سلطنت میں یہ خوبیاں عام لوگوں میں ابھر سکتی ہیں۔[2]

کنفیوشس کہتا ہے:

> جب حکومت منصفانہ ہو تو آپ بے باک انداز میں بات اور عمل کر سکتے ہو اگر حکومت غیر منصفانہ ہو تو آپ بے باک انداز میں عمل تو کر سکتے ہو لیکن کچھ کہتے ہوئے احتیاط کرنی چاہیے۔[3]

اس پیرے میں کنفیوشس عوام کے لیے بات کرتا ہے کہ رعایا کے اندر حاکم کے ڈر خوف کی بجائے اعتماد اور یقین ہونا چاہیے۔حاکم اگر عادل ہو گا تو لوگ بلا خوف و خطر حق اور سچ کی بات کر لیں گے ان کی ذہنی صلاحیتیں مضبوط اور پختہ ہوں گی جب کہ جابر و ظلم بادشاہ کے لیے عوام کے دل میں نفرت ہو گی صرف ڈر کے مارے زبان سے وہ اظہار نہیں کریں گے۔حاکم کی عام عوام سے توقعات میں عزت،فرمانبرداری،ایمانداری اور درستگی شامل ہے۔حاکم کو چاہیے کہ وہ لوگوں کو اپنی حقوق اور فرائض سے آگاہی

---

(1) مکالمات کنفیوشس 12:18

(2) Mencius,3A.4

(3) مکالمات کنفیوشس: 4:14

فراہم کرے۔ یہ حاکم کا فرض ہے کہ ان میں حقوق و فرائض کی درستگی کا جذبہ بیدا کرے کنفیوشس ازم میں حکومت کا مقصد صرف لوگوں کو مصیبت سے نکالنا ہی نہیں ہے بلکہ ان کے اندر حیا کا جذبہ پیدا کرنا بھی ہے۔

> کنفیوشس کہتا ہے کہ اگر تم لوگوں پر جائز قانونی انداز سے حکومت کروگے اور ان کو سزا کے ذریعے سے قابو میں رکھو تو وہ جرم سے گریز کریں گے لیکن ان میں کوئی ذاتی احساس شرم نہ ہوگا اگر تم ان پر نیکی کے ذریعے حکومت کرو اور شائستگی کے ساتھ کنٹرول کرو۔ ان کے اندر احساس ندامت پیدا ہوگا اور وہ خود ٹھیک ہوں گے۔[(1)]

منشس کے مطابق حاکم کا تعین آسمان کرتا ہے۔ اس نے وضاحت کی کہ کس طرح اس کا چناؤ ظاہر ہوتا ہے۔ جب بادشاہ (Yao) یو کا انتقال ہوا (Shun) منشس جس نے 28 سال تک Yao کی خدمت کی۔ اس نے سلطنت کو Yao کے بیٹے کے سپرد کر دیا اور خود رخصت لے لی سلطنت کے مقامی بادشاہوں نے منشس کو اپنا بادشاہ بننے دیا اور اس دور کے مقامی گلوکاروں نے منشس کی تعریف کی انھوں نے یو (Yao) کے بیٹے کو تسلیم نہ کیا۔ منشس اسی لیے کہتا ہے کہ آسمان نے شن کو بادشاہ بنایا نہ کہ (Yao) یو کے بیٹے کو اس نے اس میں اس چیز کا اضافہ کیا کہ آسمان لوگوں کی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور آسمان اپنے لوگوں کے کانوں سے سنتا ہے۔ اسی طرح منشس کی وفات کے بعد جانشین کے واقعے کو بھی بیان کیا ہے۔ منشس نے (Yu) یو کے بادشاہ بننے کی سفارش کی تو جب شن (Shun) کے سوگ کا وقت ختم ہوا تو (Yu) کو نکال دیا گیا لوگوں نے (Yu) یو کی ایسے اطاعت کی جیسا کہ انھوں نے (Yao) یو کی وفات کے بعد (Shun) شن کی یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آسمان نے کے Shun بیٹے پر (Yu) یو کو ترجیح دی۔ ان واقعات سے تو پتہ چلتا ہے کہ جب آسمان کی بات مانی جائے تو لوگوں کو اچھا بادشاہ مل جاتا ہے لیکن بدقسمتی سے اگر آسمان کے احکام نظر انداز کیے جائیں تو لوگ ایسے لوگوں کو بادشاہ بنا لیتے ہیں جو کہ بالکل قابل نہیں ہوتے۔ مثال کے طور پر (Yu) یو نے جب اپنے بیٹے کو بادشاہ منتخب کیا حالانکہ یا کا بیٹا حکمرانی کرنے کے قابل نہ تھا۔ آسمان ہی درست بادشاہ منتخب کروا سکتا ہے۔[(2)]

کنفیوشس ازم میں جمہوریت کا تصور بہت زیادہ اور وسیع ہے منشس کے مطابق عوام ہی اپنے بادشاہ کو منتخب کر سکتے ہیں۔ جوزف چان (Joseph Chan) کہتا ہے لوگوں کی رائے حکمران کی سیاسی صحت کی مضبوطی کے لیے ضروری ہے۔[(3)]

8۔ اچھے اور برے حاکم میں تمیز

ایک حکمران کو رعایا کس طرح سے دیکھ سکتی ہے کہ آیا واقعی حاکم ٹھیک ہے حاکم جب ظالم بن جائے اور من پسند لوگوں کو اعلیٰ عہدوں پر تعنیات کرے۔ جیسا کہ Xunzi کہتا ہے کہ برتر حاکم وہ ہے جو کہ مقامی قوانین اور لوگوں کو چھوڑ دیتا ہے۔[(4)]

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:3

(2) Mencius,5A:5-6

(3) Democracy And Meritocracy Towards A Confucius Perspective,(*Journal Of Chinese Philosophy*34,No - 2) Joseph Chen,2007,.187.

(4) Xunzi,18.2

اگر بادشاہ اچھا ہو گا تو لوگ اس کی شان میں قصیدے اور گیت گائیں گے اگر حاکم اچھا ہو گا تو لوگ اس کا پوری طرح تعاون کریں گے اگر حاکم برا ہو گا تو لوگ اس کو اس کے مقام و مرتبے سے گرادیں گے۔ عوام الناس کو کنفیوشس گھاس کی طرح کہتا ہے۔اور حاکم ہوا کی طرح ہے اگر ہوا چل پڑے تو گھاس بیٹھ جاتی ہے لہذا رعایا کے لیے ضروری ہے کہ اچھے حکمران کی اطاعت کرے اور اس کے لیے حاکم کا مخلص اور ایماندار ہونا ضروری ہے۔

منشس کہتا ہے:۔

"عام لوگ اچھے حاکم کی اطاعت کرتے ہیں اس کے مطابق کام کرتے ہیں جیسا کہ ہوا سے گھاس جھک جاتی ہے یا پانی نیچے کی طرف جاتا ہے اور جانوروں کا مالک وحشیوں کے لیے کافی ہوتا ہے"۔[1]

Xunzi کہتا ہے:۔

"کہ لوگ اپنے حاکم کی ایسے اطاعت کرتے ہیں کہ جیسے کہ آواز اپنی گونج کو یا سایہ اپنی اصلی شکل کو دوسرے الفاظ میں عام عوام بادپیا کی طرح ہوتے ہیں۔ کنفیوشس رعایا کو سیاسی معاشرے کا اہم حصہ جانتا ہے"۔[2]

لوگ بادشاہ کو اس کے تخت حکومت گرا سکتے ہیں اگر وہ ان کو نقصان دے تو منشس (Qi) چی کے حاکم Xuan سے پوچھتا ہے کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کو اس درست کے ساتھ کیا کرنا چاہیے جو کہ کسی کی بیوی بچوں کی ذمہ داری لیتا ہے لیکن بعد میں ان کو سسرال اور بعد کا چھوڑ دیتا ہے۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ اس شخص کو درست سے ناطہ توڑ لینا چاہیے۔ منشس نے مزید پوچھا کہ آپ کو اس فوجی کے ساتھ کیا کرنا چاہیے جو کہ اپنے تمام رینک کے سپاہیوں میں درستگی نہیں پیدا کر سکتا۔

بادشاہ نے جواب دیا کہ اس کو اس کی نوکری سے برخاست کرنا چاہیے اس کے بعد اس نے حاکم سے پوچھا کہ جب پورے معاشرے پر بُری طریقے سے حکومت کی جائے تب بادشاہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا اور اس نے موضوع تبدیل کر دیا۔[3] اگر کوئی انسان سچائی سے علیٰحدہ ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر بادشاہ حکومت کے حقوق و فرائض ادا کرنے میں نااہل ہو تو عوام اس بادشاہ کو نکال سکتی ہے۔جب کہ دو دانا بادشاہوں مثلاً Tang اور Wn نے ظلم کرنے والے جیا (Jie) اور (Zhon) جو کہ طاقت کے ساتھ نکال دیا۔ منشس کہتا ہے۔

یی ین Yi Yin نے Tai Jai تھائی جیا کو تانگ Tong کی طرف بھجوا دیا اس نے کہا کہ میں نافرمان کے قریب نہیں جانا چاہتا۔ جب لوگ بہت خوش ہوئے جب تھائی جیا (Tai Jai) اچھا ہو گا۔ یی ین Yi Yin نے پھر تھائی جیا (Tai Ja i) کو بحال کر دیا لوگ پھر خوش ہو گے۔ جب بادشاہ اچھا نہ ہو تو رعایا کے لیے جائز ہے کہ وہ بادشاہ کو تخت سے اتار پھینکے۔[4]

لہذا اگر رعایا کا حاکم کے اوپر یقین ہو جائے لوگ حاکم پر اندھا یقین کرنے لگ جائے تو پھر لوگ حاکم کو اپنا سب کچھ ماننے پر مجبور ہو

---

(1) Mencius,4A.9
(2) Xunzi,16.8
(3) Mencius ,1B.6
(4) Ibid ,7A.31

جائیں گے۔ رعایا کے اعتماد سے ہی ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے۔ سیاسی اور عسکری قیادت مضبوط ہو سکتی ہے۔

کیونکہ اگر حاکم رعایا کو معاشرے میں سکون واطمینان فراہم کرے لوگوں کی فلاح کے کام کرے تو ملک دن دگنی رات چوگنی ترقی سے ہم کنار ہو سکتا ہے۔ لہذا حاکم اور رعایا کا ایک دوسرے پر اعتماد اور یقین ہونا از حد ضروری ہے۔ اس کے لیے حاکم کو اپنا ذاتی مفاد چھوڑنا ہوگا۔ کیونکہ کنفیوشس حاکم کا مقصد اپنی رعایا کو مطمئن کرنا ہے۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ منشس اس بارے میں کہتا ہے۔ زمین میں لوگ سب سے اہم ہوتے ہیں۔ اور حاکم سب سے آخر میں آتا ہے۔

کیونکہ حکومت کی اصل بنیاد اس کی عوام ہوتے ہیں۔ حاکم اور رعایا کا تعلق والدین اور بچوں والا ہوتا ہے کیونکہ کنفیوشس ازم میں حاکم ہی عوام کا تحفظ اور ان کے درمیان اتحاد و یکجہتی مضبوط کر سکتا ہے۔ کیونکہ Xunzi کہتا ہے کہ اعلیٰ لوگ خاص طور پر بادشاہ اپنی عوام یا اپنے سے کم تر طبقے کا ایسے ہی تحفظ کرتے ہیں جیسا کہ ماں باپ اپنی اولاد کا۔(1)

اس کے علاوہ Xunzi منشس کا تذکرہ کرتے ہوئے مزید کہتے ہیں کہ اگر بادشاہ اچھا ہو اچھائی کی سپورٹ کرے اچھائی کو بڑھاوا دے اور لوگوں کی بنیادی ضروریات کو پورا کرے تب دور افتادہ جگہ سے بھی لوگ حاکم کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے۔ وہ ماں باپ کی بادشاہ کا ہر فیصلہ سر تسلیم خم کریں گے۔(2)

Xunzi مزید کہتا ہے۔

کہ اگر حاکم اپنے آپ تحفظ دینا چاہتا ہے کہ اس کی حکومت برقرار رہے تب اس کو شفاف حکومت کرنی ہوگی۔ اور لوگوں سے پیار کرنا پڑے گا۔(3)

گلدستہ کنفیوشس میں شفافیت کے لفظ GONG استعمال ہوا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ شفافیت سے لوگوں کا دل جیتا جا سکتا ہے۔ اصل میں حکومت کا مقصد سیاسی استحکام ہے۔(4)

سیاسی استحکام لوگوں کی جان و مال کی حفاظت اور ان کی پر سکون زندگی کے لیے از حد ضروری ہے۔

9۔ عوامی رائے کی اہمیت

کنفیوشس کے مطابق عوام ہی ہے جو کہ حاکم کے اچھے بُرے ہونے کا فیصلہ لگا سکتی ہے۔ وہ اس بات کی جان سکتی ہے کہ واقعی حاکم آسمانوں کے اصولوں کے مطابق حکومت کر رہا ہے یا نہیں۔

کنفیوشس ازم کے مطابق لوگوں کی رائے ہی خدا کی رائے کے مطابق ہوتی ہے کہ خدا ہی ہے جو کہ لوگوں کی خواہشات و مرادیں پوری کرتا ہے۔ خدا بادشاہ ہے کہ لوگوں کی کیا تمنا ہے کہ کس طرح کا حاکم ان کا سربراہ بنے۔

---

(1) Xunzi,11.9A,11.12
(2) Ibid,9:26,Mencius 2A.5
(3) Ibid, 9.4
(4) Ibid 1:20

شوچنگ(chingShu)کے مطابق:

آسمان(خدا)لوگوں سے محبت کرتا ہے۔جو بھی لوگوں کی خواہش ہوتی ہے خدا تعالیٰ اس کو پورا کرتا ہے۔(1)

آسمان کسی خاص کی طرف داری نہیں کرتا بادشاہ کے انتخاب میں بادشاہ تب ہی بنتا ہے کہ جب اس کو لوگوں کی طرف سے تعاون مل جائے۔(2)آسمان کی خواہش لوگوں کو سکون و اطمینان فراہم کرنا ہونا ہے۔لوگ جانتے ہیں کہ کس طرح ان کو سکون و اطمینان مل سکتا ہے۔لہذا بادشاہ کو اس چیز کو پسند کرنا چاہیے کہ جو عوام کو پسند ہو بادشاہ کو پوری توانائیاں لوگوں کی فلاح و بہبود اور ان کی زندگی کو مطمئن کرنے پر لگا دینی چاہیے لہذا مختصراً یہ کہ منتخب بادشاہ کو لوگوں کے دل جیتنے کے لیے کام کرنا چاہیے۔

شوچنگ(Shu Ching)نے رائے عامہ کا احترام نہ کرنے والے بادشاہوں کو خبر دار کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔

"It was the lesson of our great forefathers. The people should be cherished and not look down upon.The people are the root of the Country.When the root is firm, the country is tranquil.When I look at all under heaven, even the little man and woman.May sarpas me in wisdom and virtue.If the king makes mistakes repeatedly in conducting Govt. Dissatisfaction will prevail and dangers will appear.Before they appear, they should be guarded against.In my dealing with the millions of people,I should feed as if were driving six horses with a rotten rein.The ruler of men should have reverence for his duties.(3)

یہ ہمارے عظیم آباؤاجداد کے لیے سبق تھا عوام کو ہمت ہارتے ہوئے بھی خوش رہنا چاہیے عوام ایک ملک میں جڑ کی حیثیت رکھتے ہیں۔جب جڑ مضبوط ہو گی تو ملک بھی مضبوط ہو گا جب میں آسمان پر نظر دوڑاتا ہوں حتی کہ عام لوگ مجھ سے نیکی اور عقل میں آگے بڑھ سکتے ہیں۔اگر ایک بادشاہ حکومت چلاتے ہوئے بار بار غلطی کرتا ہے۔تو خطرات ابھریں گے اور بداعتمادی پھیلے گی ان کے ظاہر ہونے سے پہلے ان کا خاتمہ کر دینا چاہیے لاکھوں لوگوں کے معاملات سے نمٹتے ہوئے مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ایک بے لگام گھوڑوں کا دستہ چلا رہا ہوں۔لوگوں کو حکمرانی کرنے والے کو اپنے فرائض کی تعظیم کرنی چاہیے۔

اسی طرح شوچنگ میں لکھا ہے کہ

---

(1) Shu ching ,Pt.v,bk.i,
(2) Ibid,Pt.iv,bk.vi
(3) Ibid,Pt.iii,bk.iii

"اگر حکومت میں ہلکی سی بھی عدم اطمینانی ہو تو ساری ریاست تذبذب کا شکار ہو سکتی ہے"۔[1]

لہذا عوام مضبوط عنصر ہے معاشرے کا اگر حاکم عوام کے ساتھ برا عمل کریں گے تو لوگوں کا غیظ و غصہ حاکم کے لیے ہو گا لہذا حاکم کو حتی الامکان رعایا کی عزت و احترام اور ان کی خواہشات کا خیال رکھنا چاہیے۔ لہذا کنفیوشس ازم کے مطابق عوامی رائے اور تعاون حاکم کے لیے از حد ضروری ہے۔ کنفیوشس اور اس کے ابتدائی شاگردوں کے مطابق عوام کی خواہشات دیکھنے کے لیے مختلف طریقے ہو سکتے ہیں:

أ. سب سے پہلے حاکم کو اپنے وزراء کی نصیحتیں سننی چاہیے کیونکہ وزراء عام طور پر عوامی نمائندے ہوتے ہیں عوام تو اچھے لوگوں کو چن سکتی ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے:۔ اگر تم ایمان دار کو با اختیار وعہدوں پر فائز کرواور بے ایمان کو مسترد کر دو تو بے ایمان کو ایمان دار بننے پر مجبور کر دو گے۔[2] لہذا جو نمائندے لوگ منتخب کریں تو وہ نمائندے عوامی خواہشات کو درست جان سکتے ہیں۔ لہذا اگر حاکم غلط فیصلہ یا کام کرے تو عوامی نمائندوں کو چاہیے کہ حاکم کی تصحیح کریں اگر حاکم غلط ہو تو ان کو احتجاج کرنا چاہیے۔[3]

ب. دوسرا طریقہ جس سے عوامی خواہشات کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ تو وہ مقامی شاعروں کی شاعری پڑھنا اور لوک گیت سننا ہے اس سے عوام کی خواہشات کا جائزہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان نظموں، گانوں اور شاعری سے لوگ اپنی حکومت کے بارے میں احساسات اور جذبات کو بیان کرتے ہیں۔ کنفیوشس ازم کے (Ching Tien) چنگ تیان سسٹم کے مطابق لوگوں سال کے دسویں سے لے کر پہلے مہینے تک اکٹھے ہونا چاہیے۔ اس وقت ان کو اپنا وقت آرٹ، ادب اور ثقافت کو اجاگر کرنے میں لگانا چاہیے۔ اگر کسی کو مسئلہ مسائل ہو گا تو خواتین و مرد اپنے گیتوں میں اپنی مشکلات و مصائب کا تذکرہ کریں گے۔

جب پہلے مہینے میں لوگ اپنے علاقوں میں جانے لگے حکومت کو بوڑھے خواتین و حضرات کو وہاں بھیجنا چاہیے تاکہ وہ وہاں سے شاعری اکٹھی کر کے لے آئیں۔ وہ لکڑی کی گھنٹی سڑک کے ارد گرد شاعری کو اکٹھا کرنے کے لیے بجاتے تھے۔ لہذا اس طرح سے یہ شاعری گاؤں سے اکٹھی کر کے حکومت وقت کو ارسال کی جاتی تھی۔ پھر ماہر موسیقات اپنے مطابق اس شاعری کی موسیقی ترتیب دیتا تھا۔ اس کے بعد وہ موسیقی آقا کو پیش کی جاتی تھی۔

شو چنگ کتاب کے مطابق (Shu Ching) حاکم اعلیٰ اس موسیقی کو سنتا تھا اور لوگوں کے مسائل و مصائب کا اندازہ لگاتا تھا۔[4]

3- تیسرا طریقہ یہ تھا کہ بادشاہ سارے ملک میں لوگوں کی شکایات سن کے اپنے کارندے بھیجتا تھا۔ اور پھر وہ افسروں کا رویہ، لوگوں کی رائے کا مطالعہ اور قوم کی ضروریات کا جائزہ لیتے تھے۔ بادشاہ خود بھی پورے ملک کا دورہ کر سکتا تھا۔ یہ دورے ذاتی اور غیر سرکاری نوعیت کے ہونے چاہیے ان دوروں میں اس کو کسانوں، مزدوروں، تاجروں، فنکاروں، کاری گروں اور دانش وروں

---

(1) Shu ching,Pt.iv,bk.vii

(2) مکالمات کنفیوشس، 12:22

(3) ایضا 16:1

(4) Shu ching,pt iii,bk iv

کے ساتھ خود بات کرنی چاہیے اس طرح سے بادشاہ بد عنوانیوں کا جائزہ لے سکتا ہے اور وجہ جان سکتا ہے۔ عوام کے مصائب اور معاشرتی بے انصافی کی اس طریقے سے وہ اپنے لیے اچھے سرکاری کارندوں کو بھی منتخب کر سکتا ہے۔

Leonard نے The Great Learning میں سے لکھا ہے۔

کہ لوگوں کے تعاون سے ہی حاکم جیت سکتا ہے۔ اور لوگوں کے تعاون کے بغیر وہ حکومت کھو سکتا ہے۔ لہذا آخر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ جب حاکم وہ بات پسند جو رعایا کو پسند ہو یا حاکم اس چیز سے نفرت کرے جو رعایا کو ناپسند ہو تب ایک حاکم لوگوں کے دل جیت سکتا ہے۔[1]

لیکن اس کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ حاکم صرف وہی اقدامات کرے جو عوام کی آرزوئیں اور خواہشات کے مطابق ہو خواہ وہ غلط ہو یا درست، حاکم کو صرف اسی بات پر من و عن عمل کرنا ہے جو کہ فطری قوانین و ضوابط پر مبنی ہوں اگر لوگ غلط ہوں تو یہ حاکم اعلیٰ کی بے دردی ہے۔ حاکم کو سچ کا ساتھ دینا چاہیے اور دولت کی گردش کو یقینی بنانا چاہیے کہ صرف ایک خاص طبقے تک نہ رہے۔

---

(1) Leonard Shihlien Hsu,The Political Philosophy Of Confucianism, 180

فصل دوم

کنفیوشس کے اصول عدالت وقضا

کنفیوشس نے معاشرتی تفرقات سے تنگ آکر ایک مربوط اور مستحکم معاشرے کا تصور پیش کیا۔ اس دوران اس نے ایک مثالی عدلی(ideal Judisary) قائم کی۔ کنفیوشس نے سیاسیات اور سلطنت کے امور کے متعلق عدل وانصاف کے بہت سے قوانین وضع کئے۔ کنفیوشس نے پورے ملک سے جرائم کا سدِ باب کیااور ہر طرف امن وامان قائم کیا۔

1۔عدل وانصاف

کنفیوشس ازم کا عدل کا فلسفہ "GONG" شفاف عمل پر مبنی ہے۔ یہ فلسفہ مذہب انصاف اور بلا طرف داری پر مبنی تھا۔اس کا مقصد یہ تھا کہ حکومت بغیر کسی غرض کے لوگوں کی حفاظت کرے اور یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوام کی اچھی حالت کے لیے کام کرے۔ غیر جانب داری سے انصاف کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حکومت بغیر کسی طرف داری کے معاشرے کے تمام طبقات کے لیے نظام نافذ کروائے ۔ کنفیوشس کے فلسفہ مذہب میں منصفانہ معاشرے کی مندرجہ درج خصوصیات تھیں۔

أ. حکومت اِس بات کو یقینی بنائے کہ معاشرے کے تمام لوگوں کو یکساں ساری سہولتوں کی دستیابی ہو، پہلے غریب اور ضرورت منداور بعد میں دوسرے لوگ۔

ب. عالم گیر تعلیم۔ تعلیم سب کے لیے یکساں ہواور سب کی دسترس میں ہو۔

ج. میرٹ یقینی ہواور معاشرے کے افراد کوان کی صلاحیتوں کے مطابق ملازمتیں ملیں۔(1)

کنفیوشس ازم میں Yi کا تصور ایک ہمہ گیر تصور کا حامل ہے۔اس میں انصاف اور دیگر اخلاقی اصول شامل ہیں۔ جس کا مطلب ہر کسی کو اس کی صلاحیت کے مطابق انصاف کا ملنا ہے۔Yi کے مطالب میں یہ بھی شامل ہے کہ معاشرے میں اخلاقی اصولوں کے مطابق ہر کوئی کام کرے۔ کنفیوشس ازم میں معاشرتی انصاف کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔(2)

انسان اپنے آپ کو بخوبی جانتا ہے اپنے اعمال کا خود آئینہ ہے گوانکار کرےاور عذرِ معذرت پیش کرتا پھرے۔

2۔شفافیت اور احتساب

کنفیوشس ازم کے تمام مفکرین جن میں کنفیوشس کے شاگردوں کا اہم رول تھا،اِس بات پر بہت زور دیتے ہیں کہ معاشرے کے تمام اداروں میں احتساب ہو شفافیت ہو،لوگوں کا اُن کی اہلیت کے مطابق تقرر کیا جائے،اعلٰی عہدوں پر ایسے لوگوں

---

(1) Chan,J. *Confucian perfectionism:A Political Philosophy for Modern* times,(Princeton: Princeton University Press,2014),175-176.

(2) Erin M. Cline, Justice and Confucianism, (Philosophy Compass)9/3(2014)165-175,10.1111/phc3.12108,1.

کا تعین کیا جائے جو قابل ہوں، معاشرتی اقدار کے حامل ہوں۔ جیسا کہ آج کل کسی حد تک سول سروس کے انتخاب میں شفافیت ہوتی ہے۔ ژانگ (Xung) کنفیوشس کا شاگرد تھا، اس نے اِس بات پر بہت زور دیا کہ معاشرے میں استحکام ہو اور معاشرے کو طبقاتی تقسیم سے پاک کیا جائے۔ ہر فرد کی قابلیت کے مطابق نہایت شفافیت سے عہدوں کی تقسیم کو یقینی بنایا جائے۔

زوجی (Xunzi) کے مطابق:۔

"اگر کوئی فرد کسی بادشاہ، جاگیر دار، بہادر یا کسی بڑے امیر کی اولاد ہو اگر وہ رسومات یا اخلاقی ضوابط کے معیار پر پورا نہیں اترتا تو اُس کو اُن کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ اسکے برعکس اگر کوئی عام انسان کا بچہ ہو اور وہ ثقافت، ادب اور رسومات کو ادا کرنا جانتا ہو تو اُس کو وزیرِ اعظم یا کوئی بھی بڑا عہدہ دیا جا سکتا ہے"۔ (1)

کیونکہ انصاف تو معاشرے سے بے انصافی ختم کرنے کا نام ہے۔ یہ دنیا سب کی ہے کسی ایک انسان کی نہیں ہے، بلکہ ساری مخلوق کی ہے۔ اِس لیے حکومت کو سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہیے۔

کنفیوشس نے اپنے ایک شاگرد Ai کو کہا: اپنے درست رویے کو آگے بڑھاؤ اور مکار کو نظر انداز کرو تو لوگ تمہاری پیروی کریں گے۔ اُس کے برعکس عمل کرنے پر لوگ تمہیں نہیں پوچھیں گے۔

کنفیوشس کے شاگرد Xunzi نے کہا

"اگر دفاتر میں شفافیت ہو اور قانون اور پالیسیاں سب کے لیے برابر بنائی جائیں، معاشرے میں تمام لوگوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق عہدوں پر فائز کیا جائے اور ملازمت کا عمل شفاف ہو تو پھر دوررس نتائج برآمد ہوں گے۔ معاشرہ میں سکون و آرام ہو گا"۔ (2)

کسی بھی معاشرے کی بربادی کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب صاحبِ اختیار لوگ محاسبہ کرنا ترک کر دیتے ہیں۔ اگر معاشرے کے ذمے دار لوگ اٹھ کھڑے ہوں اور برائی کے ذمے داروں کو تنبیہ کریں تو اس کے پھلنے پھولنے کے امکانات ختم ہو جاتے ہیں۔ اس احتساب کے لیے قرآن نے اصطلاح امر بالمعروف و نہی عن المنکر استعمال کی ہے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے فرض سے منحرف ہو کر قومیں بدی کے سانچے میں ڈھل جاتی ہیں۔

3۔ منصفانہ تقسیم وسائل

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وسائل کی منصفانہ تقسیم اہم ہے۔ کنفیوشس کے مطابق اچھا حکمران وہ ہے جو اس بات کو یقینی بنائے کہ ریاست میں وسائل کی تقسیم میں شفاف ہوں۔ کنفیوشس بات کو مزید بڑھاتے ہوتے کہتا ہے۔ کہ وہ لوگ کہ جن کے پاس کوئی اقتدار ہو تو انہیں اِس بات کی فکر نہیں کرنی چاہیے کہ لوگ کم ہیں یا زیادہ، بلکہ وہ لوگوں کے اطمینان کی فکر

---

(1) Xunzi Vol 2,ch,9, On The Regulation Of King 9.1, 94(1)

(2) مکالمات کنفیوشس 2:19

کریں کہ اُن کا لینا دینا غریبی سے نہیں ہونا چاہیے ، بلکہ اُن کا مقصد لوگوں میں موجودہ وسائل کی ہموار تقسیم ہونا چاہیے۔ کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ اچھے حاکم یا صاحبِ اقتدار کا غربت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا بلکہ اس کی ہمہ گیر سوچ غیر مساوی تقسیم کے بارے میں پریشانی ہوتی ہے۔[1]

کنفیوشس کے مطابق اگر معاشرے میں دولت کی تقسیم مساوی کی جائے تب کوئی غربت نہ ہو گی۔ ریاست اور عوام میں ہم آہنگی ہو تو معاشرہ میں کسی چیز کی کوئی قلت نہ ہو گی۔ لوگ مطمئن ہوں گے تو عدم استحکام نہیں ہو گا۔ اگر حاکم/صاحب اقتدار لوگ عوام کو اچھائی کے ذریعے عمدہ کریں گے تو لوگ خود بخود ہی مطمئن ہو جائیں گے۔ اس طرح سے حاکم کے فیصلہ کرنے کی حِس بہت مضبوط ہو گی اور وہ اچھے طریقے سے انصاف کر سکے گا اور لوگوں سے اُن کے رویہ کے مطابق سلوک کرے گا۔

کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ لوگوں کو دولت اور عزت کی خواہش ہوتی ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے، اگر وہ تاؤ یعنی سیدھے راستے کے مطابق اس کو حاصل نہ کر سکیں تو اُن پر جرح نہیں کرنی چاہیے۔ اگر مرتبے کے اعتبار سے کوئی برتر انسان انسانیت سے کٹ جائے یعنی تاؤ پر عمل نہ کرے تو وہ برتر انسان کہلانے کے قابل کیسے ہو سکتا ہے؟ ایک برتر انسان کبھی بھی انسانیت سے جدا نہیں ہوتا۔ وہ پوری طرح تاؤ کے مطابق عمل کرتا ہے۔ مشکل یا گھبراہٹ کے وقت بھی اُس پر ہی کاربند رہتا ہے۔

کنفیوشس کے مطابق:۔

"نیک انسان کو نیکی یا اچھائی کی فکر لگی رہتی ہے جبکہ غلط آدمی کو زمین اور دیگر مادی مراعات کی فکر لاحق ہوتی ہے۔ برتر انسان سزا کو قبول کرتا ہے جبکہ نااہل بندہ آسانیاں تلاش کرتا ہے"۔[2]

اس طرح ایک اچھا انسان کوئی غلطی کرے تو وہ اُس کو دِل سے تسلیم کرتا ہے کہ میں نے غلطی کی ہے اور اپنے آپ کو سزا کے لیے تیار کر لیتا ہے اور اچھے انسان کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ ناانصافی سے معاشرہ نہیں چل سکتا اور حاکم جب تک قانون کو بلا تفریق لاگو نہ کرے اور سزا نہ دے لے تب تک انصاف قائم نہیں ہو سکتا۔

4۔ قانون کی عمل داری اور انصاف

عوام کی فلاح و بہبود کے لیے جو اصول و ضوابط بنائے جاتے ہیں ان مسلم شدہ اصولوں کو بالا دست یعنی صاحب اقتدار قیام عدل کے لیے ریاست میں نافذ کرتا ہے۔ ان اصولوں کا مقصد معاشرے کے افراد کے حقوق کا تحفظ ہے، جو حکومتوں کی طرف سے کرنا ہوتا ہے۔ قانون سے کسی بھی انسان کے بیرونی طرزِ عمل کی تصحیح کی جا سکتی ہے۔ انسان کے رویہ کا انحصار اس کے دماغ پر ہوتا ہے۔ اگر دماغ اور سوچ درست ہو گی تو رویہ خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر انسان کے دماغ میں فتور ہو گا تو انسان معاشرتی ضوابط کو نہیں مانے گا۔ دراصل فلاسفہ کنفیوشس میں دماغ و سوچ کی درستگی ہی انسانی معاشرے میں اصلاح کی ضامن ہے۔ اس درستگی کی

---

(1) مکالمات کنفیوشس 16:1

(2) ایضاً 4:5

کیفیت کو حیا کہتے ہیں اور یہی کیفیت جو کہ انسان کو برائی سے روکتی ہے۔ تعلیم ایک ایسا ہتھیار ہے جو کہ دماغ میں حیا کی صفت کو بیدار کرتا ہے۔انسان میں اگر حیا نہ ہو تو قانون اور آئینی سختیاں انسان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔

فلسفہ کنفیوشس میں ہے کہ

"اگر لوگوں پر جائز قانونی طریقے سے حکومت کی جائے اور سزا کے ذریعے سے سختی کی جائے تو وہ جرم سے گریز کریں گے، لیکن سختی سے ان کے اندر کوئی ذاتی احساس ندامت پیدا نہیں ہو گا۔اگر ان پر نیکی کے ذریعے سے حکومت کرو گے اور ان کو شائستگی کے ساتھ کنڑول کرو تو ان میں احساس ندامت پیدا ہو گا اور وہ خود ٹھیک ہوں گے۔ (1)

اس میں تعلیم کا بڑا کردار ادا کرتی ہے، اگر لوگ پڑھے لکھے ہوں گے اور ان کی تربیت اچھی ہو گی، تب کوئی بھی قانون کو نہیں توڑے گا، کیونکہ ان کے اندر احساسِ ندامت ہو گا۔ (2)

کنفیوشس کے مطابق معاشرے کی فطری اصلاح قانون کی فطری تطبیق سے ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن قانون کو جابرانہ انداز میں نافذ نہ کیا جائے بلکہ قانون کی تطبیق بلا کم و کاست سب پر نرمی سے ہونی چاہیے اور ساتھ ساتھ لوگوں کی تعلیم و تربیت بھی ہونی چاہیے تاکہ لوگوں میں حیاء پیدا ہو اور برے کام پر احساسِ ندامت ہو، قانون کی تطبیق اور تعلیم و تربیت کا اہتمام ہی معاشرے میں عدل و انصاف کا ضامن بن کر اصلاح پیدا کر سکتا ہے۔

5۔انسانی فطرت اور انصاف

کنفیوشس کے مطابق تمام انسان پیدائش کے وقت سیدھے سادھے ہوتے ہیں۔ایک بار وہ سادگی کھو دیں تو قسمت ہی ان کو بچا سکتی ہے۔ (3) اس کا مطلب یہ ہے انسان فطری طور پر نیک ہے، ماحول اور تربیت میں کمی پیشی سے اس کا کردار بنتا اور سنورتا ہے۔ کچھ لوگ فطین، درمیانی ذہانت اور بعض کند ذہن ہوتے ہیں، اگرچہ تعلیم سب کے لیے ایک سی ہونی چاہیے۔اعلی ذہانت کے حامل لوگ معاشرتی برائیوں کا جلد شکار نہیں ہوتے جبکہ عام ذہن والا انسان جلدی ماحول سے متاثر ہو جاتا ہے۔

کنفیوشس کہتا ہے۔

تم اوسط سے بہتر درجے کی قابلیت رکھنے والے لوگوں کو اعلی درجے کے موضوعات کی تعلیم دے سکتے ہو لیکن

---

(1) مکالمات کنفیوشس 2:3

(2) ایضا 12:18

(3) ایضا:17

اوسط سے کم درجے والوں کو نہیں۔[1]

آخر میں کنفیوشس یہ بات کرتے ہوئے افسوس سے کہتا ہے کہ:

حاکم کس طرح لوگوں کو ان کے جرم کی وجہ سے سزا دے سکتا ہے جب کہ حکومت خود لاقانونیت کا شکار ہو؟

یہ عوام کے ساتھ ظلم وزیادتی ہوگی کہ لوگوں کو صحیح کی تعلیم نہ دی جائے۔اس نے فوج کی مثال دیتے ہوئے یوں کہا کہ جب فوج کو شکست ہوتی ہے تو سزاوار فوجی نہیں بلکہ فوج کو تربیت دینے والے ہوتے ہیں۔اسی لیے جب قانون کو لوگ توڑیں تو ذمے دار حکومت ہوتی ہے۔[2]

قانون کو بے احتیاطی سے لکھنا اور لوگوں کو سزا دینا ظلم ہے۔بلاوجہ عوام پر بھاری ٹیکس لگانا ظلم ہے۔اس لیے اچھے حکمران پہلے خود کی تصحیح کرتے ہیں پھر لوگوں کو اخلاقی تعلیم کے ذریعے درست کرتے ہیں۔لہٰذا حاکم ہی ہے جو کہ معاشرے میں عدل وانصاف کو یقینی بنا سکتا ہے۔اگر لوگوں کو راست روی سکھائی جائے تو لوگوں کو قانون کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ قانون کی ضرورت ان کو ہو گی جو کہ کند ذہن ہوں گے۔اعلیٰ ذہانت والے افراد مضبوط اعصاب کے مالک ہوتے ہیں۔ کنفیوشس کے دور میں چینی معاشرہ درج ذیل حصوں میں منقسم تھا:۔

أ. قدیم چین میں معاشرہ تفرقات میں تقسیم تھا۔ سب سے پہلے اوپر حکومت کرنے والی کلاس ہوتی تھی، جس میں بادشاہ اور اس کے وزراء شامل ہوتے تھے۔

ب. اس کے بعد کا درجہ اشرافیہ طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

ج. اس کے بعد کا طبقہ عام لوگوں کا طبقہ تھا۔ یہ لوگ ذہین اور کم درجے کے ملازم ہوتے تھے۔اِن کی خاصیت یہ تھی کہ یہ پڑھے لکھے تھے۔اِن کو ادب اور اخلاقی اقدار کا پتہ تھا،اِن لوگوں میں یہ صلاحیت تھی کہ یہ حکومت، تعلیم، مذہب اور دوسرے عمومی معاملات کو حل کر لیتے تھے۔

اِس کے بعد والے درجے میں عام لوگ تھے جو کہ غرباء اور مساکین تھے، لیکن پڑھے لکھے تھے۔ یہ حکومت کے لوگوں کی سیاسی اور معاشرتی معاملات میں پیروی کرتے تھے۔ کنفیوشس نے اس انسانی طبقاتی اور معاشرتی تفریق کو قبول نہ کیا۔ تفریق کی بنا پر کنفیوشس ازم میں تنظیمی ڈھانچے کی منظوری ایک مضبوط اخلاقی وابستگی کے ساتھ شروع ہوئی جو کہ عام لوگوں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی اچھائی کے لیے تھا۔

اس تنظیمی ڈھانچے میں طبقاتی برتری کے خلاف لوگوں کو ان کی صلاحیت کے مطابق عہدہ دیا جانے لگا اور حکومت وقت پر زور دیا گیا کہ معاشرے میں انصاف کے لیے درج بالا اقدام اٹھائیں۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 6:19

(2) Leonard Shihlien Hsu, *The Political Philosophy Of Confucianism,* 165

فصل سوم

اسلام کی سیاسی تعلیمات کا جائزہ

سیاست انسانی زندگی کا اہم شعبہ ہے، اسلام نے جہاں زندگی کے دیگر شعبوں کے حوالے سے رہنما ہدایات اور اصول دیے ہیں وہاں سیاست کے باب میں بھی اسلامی اصول اور قوانین مثالی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام کے نقطہ نظر سے سیاست خدمت کا بہترین ذریعہ ہے اور در حقیقت سیاست دان خلق خدا کا خادم اور ان کی مال، جان، عزت اور ناموس کو تحفظ فراہم کرنے والا ہوتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق حکومت اللہ تعالی اور اس کے نبی ﷺ کے فرمان کی روشنی میں کی جائے گی۔ اسلام میں اقتدار اعلی کا مالک اللہ ہے اور اس لیے انسان خلیفۃ الارض ہونے کے ساتھ اللہ تعالی کے تفویض کردہ اختیارات کو شریعت کی روشنی میں استعمال کرے گا۔ حکومت کے اساسی اور بنیادی اصول ایسے ہیں کہ جن کو اپنا کر ریاست کا نظام درست ہو سکتا ہے ان اصولوں کو اپنا کر ملک ترقی و کامرانی کی منازل طے کر سکتا ہے۔ اسلامی سیاست کا مقصد ارفع یہ ہے کہ کہ عوام الناس کی اصلاح کے لیے ایسا طریقہ اپنایا جائے کہ انھیں دنیا و آخرت میں کامیابی اور نجات مل جائے۔[1] اسلامی نقطہ نظر سے سیاست ایک مقدس فریضہ اور پاکیزہ عمل ہے جو معاشرتی فلاح و بہبود، برائیوں کے خاتمے اور تعمیر و ترقی میں بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔

اصول حکمرانی:

چنانچہ اسلام کے اصولِ حکمرانی درج ذیل ہیں:

1-حکومت امانت ہے

اللہ تعالی اقتدار اعلی کا حقیقی مالک و خالق ہے اور اس نے انسان کو اس کائنات کا نائب اور خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔ اس لیے انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر معاملے میں توازن اور اعتدال پیدا کرے، حکومت ملک کے سربراہ کے پاس ایک مقدس امانت اور ذمہ داری ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے، معاشرے کی طرف سے یا کسی فرد کی طرف سے کسی شخص کو سپرد کی گئی ہو، خواہ یہ امانت منصوبوں کے بارے میں ہو، اقوال یا اموال سے ہو، ان سب کی پوری نگہداشت اور نگرانی از حد ضروری ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے:۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾[2]

(اے ایمان لانے والو، جانتے بوجھتے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت نہ کرو)

ایک اور جگہ قرآن مجید میں امانتوں اور عہدوں کی پاسداری کے بارے میں ارشاد ہے۔

---

(1) مفتی محمود الحسن گنگوی، فتاوی محمودیہ، (کراچی: دار الافتاده، جامعہ فاروقیہ، س ن)4/567۔

(2) سورۃ الانفال:8/27

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾(1)

اور وہ اپنی امانتوں اور عہدوں کی نگرانی کرنے والے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں صاحبِ اختیار مومن کی صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ ہر حال میں کوشش کرتے ہیں کہ ان کو جو امانتیں یا فرائض دیئے جائیں، وہ ان کی حفاظت یقینی بنائیں۔ جب حاکم اپنے عہدے کا اقرار کرتا ہے تو وہ ہر قسم کی اپنے عمال کی ذمہ داری اپنے سپرد کرتا ہے۔ خواہ اس کا تعلق دین یا دنیا سے ہو۔ ملت اسلامیہ کا ہر فرد جو کہ کسی عہدے کا مالک ہوتا ہے، وہ ایک ذمہ دار شخص کی حیثیت سے تمام فرائض کو بخوبی نبھاتا ہے۔ مومن کی نشانی یہ ہے کہ وہ کبھی خیانت نہیں کرتا۔ خیانت دار بندے کا کوئی دین مذہب نہیں، کوئی ایمان نہیں، وہ کسی بھی حالت میں عہد شکنی کرے گا، وعدے کی کبھی پاسداری نہیں کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے منافق کی صفات کی نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا:۔

((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ))(2)

(منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے اور جب اسے امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے)۔

عہدہ ایک امانت ہے اور اس امانت میں وہ تمام حقوق شامل ہیں جن کا تعلق حقوق العباد اور حقوق اللہ سے ہے۔ لہذا ہر وہ چیز جو کسی کے ذمے اور اس کے اعتماد پر چھوڑی ہو وہ امانت کے دائرہ کار کا حصہ ہے۔ اس آیت کریمہ میں عہدوں کی تفویض کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ اس دنیا میں بعض لوگوں کو اہم مناصب پر فائز کیا گیا ہے۔ یہ تمام عہدے بہت اہم ہیں۔ حکام پر تمام عہدے اور مناصب کی بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ان مناصب کے انتخاب میں عوام کی رائے بھی امانت کی طرح ہے۔ قرآن مجید میں عہدے کو آزمائش قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَا اٰتٰىكُمْ﴾(3)

وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے۔

امانت داری کا مقصد انسان کا اپنے معاملات میں ایماندار ہونا ہے اور جس کا جتنا حق ہو، اس کو پوری دیانت داری سے برابر برابر دینا

---

(1) سورۃ المومنون: 23/8

(2) سنن ترمذی، کتاب الإيمان عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مَا جَاءَ أَنَّ الإِسْلاَمَ بَدَأَ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ غَرِيبًا، حدیث، 19/52631۔

(3) سورۃ الانعام: 165/6

ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں امانت کے بارے میں فرماتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى اَهلها وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِه اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴾[1]

بے شک اللہ تعالیٰ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم امانت داروں کوان کی امانتیں لٹادواور جب تم لوگوں کے بارے میں فیصلہ کروتو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔بے شک اللہ تمہیں کتنی عمدہ نصیحت فرماتا ہے۔بے شک اللہ سننے والادیکھنے والا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہاں امانت سے مراد حکام کا وہ عہدہ ہے جب عوام حاکموں کو منتخب کرواتی ہے۔ان کے پاس بادشاہت ایک امانت کی مانند ہوتی ہے۔اور حاکم کو عہدے کی پاسداری کرتے ہوئے صلاحیت رکھنے والے افراد کو اعلیٰ مناصب میں تعنیات کرناچاہیے۔امانت ایک عظیم القدر، سنگین اور گراں بار ذمہ داری ہے امانت سے مراد اللہ کے حکم اور اتنا عی احکام کی اطاعت ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک حاکم اللہ کے احکام کی اطاعت کرے گا تب تک امانت میں خیانت نہ ہوگی۔امانت یہ ہوگی کہ حاکم حکومت کے فرائض اور عوام کے حقوق کے لیے فرض شناسی سے کام کرے گی۔اور تمام معاملات کو مذہب اور قانون کے مطابق حل کرے۔نیز حاکم حکومت کے معاملات کو خوش اسلوبی کے ساتھ چلانے کے لیے عدل وانصاف کو ملحوظ خاطر رکھے۔ حکومت جو کہ بہت اہم منصب ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ حاکم اخلاص کے ساتھ اپنے عہدے کو اللہ کی رضا جانتے ہوئے عوام الناس کی فکر کرے اور کبھی خود سے کسی عہدے کا طمع اور لالچ نہ کرے۔حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ)[2]

یقیناًتم لوگ امیر بننے کی حرص کروگے، حالانکہ وہ قیامت کے دن پشیمانی کا باعث ہوگی کیونکہ دودھ پلانے والی تو بہت اچھی ہے لیکن دودھ چھڑانے والی بہت بُری۔

حکومت ایک ایسا عہدہ ہے کہ جب بھی کسی کو یہ عہدہ ملتا ہے تو وہ شروع میں بہت خوش ہوتا ہے۔لیکن جب اس کا دنیا یا آخرت میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنی بھاری ذمہ داری تھی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تخت نشینی کے وقت فرمایا:

"میری پیروی اس وقت تک کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی پیروی کروں، جب میں اللہ تعالیٰ

---

(1) سورۃالنساء:58/4

(2) صحیح بخاری، کتا ب الاحکام ،باب ما یکرہ من الحرص علی الإمارۃ،حدیث:7148،603/2۔

کی نافرمانی کروں تو تم پر میری پیروی فرض نہیں"۔[1]

اسلام میں تو عہدیدار جواب دہ ہوتا ہے۔اس سے اس کے ہر عمل کی بازپرس ہوتی ہے۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چوبیس لاکھ مربع میل پر حکومت کی۔آپؓ راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر پہرادیتے تھے اور لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں بھی سوال کرے گا۔[2]

حضرت عمرؓ فرماتے تھے۔

"اگر میں زندہ رہا ایک برس رعیت میں گھوموں گا۔میں جانتا ہوں کہ لوگوں کی ضرورتیں مجھ تک پیش نہیں ہوتیں ان کے اعمال گورنر مجھ تک نہیں پہنچاتے اور وہ خود مجھ تک نہیں پہنچ سکتے لہذا حاکم یا دیگر عہدے داران کے لیے ضروری ہے کہ خود جا کر لوگوں کا حال احوال پتا کریں اور لوگوں سے خلوص نیت سے ان شکایات کو پوچھ کر ازالہ کریں"۔[3]

اچھی حکمرانی کے لیے حاکم کا اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ وہ ہر ایک کو سوچے سمجھے بغیر ہی عہدے نہ سونپتا رہے بلکہ ہر ایک کی صلاحیت کے بل بوتے پر عہدوں کی تقسیم کرے۔حاکم خود خلوص نیت سے لوگوں کو منتخب کرے،عوامی رائے کو دیکھے کہ لوگ کس کو ترجیح دے رہے ہیں؟لوگوں کے اوپر زبردستی نااہل اور نالائق حکام کو مسلط نہ کرو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو آزاد پیدا کیا ہے تو انسان کون ہوتا ہے لوگوں پر ظلم و جبر کرنے والا؟نبیؐ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انھوں نے جب بھی کسی کو اہم منصب کے لیے منتخب کیا تو اخلاص کے ساتھ لوگوں کو چنا۔حضرت عمرؓ فرماتے ہیں۔

"تم ان (اپنی رعایا) کے بالوں اور ان کی کھالوں کے مالک نہ بن جاؤ،ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے اور کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ ان سے ان کا فطری حق چھین لے۔"[4]

حضرت علیؓ کا قول ہے:۔

---

(1) امام ابن تیمیہ (مترجم: ابوالعلا محمد اسمعیل)،السیاستہ الشریعۃ (کراچی: کلام اکیڈمی، س۔ن)،32۔

(2) محمد بن سعد (مترجم: علامہ عبداللہ العمادی)، طبقات ابن سعد، (کراچی: نفیس اکیڈمی، س۔ن)،78/3۔

(3) امام ابن تیمیہ،السیاستہ الشریعۃ،52-51۔

(4) ڈاکٹر مستفیض علوی، ریاست و حکومت کے اسلامی اصول (اسلام آباد: یورپ اکیڈمی،2010)،131-132۔

"امام کی ذمہ داری ہے کہ خدا کے قانون کے مطابق حکومت کرے ،امانت کو ادا کرے ،جب امام اس طرح حکومت کا فرض انجام دے تو عوام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس کے حکم کو سنیں اور اطاعت کریں، جب وہ میدان عمل میں بلاوے تو اس کی آواز پر لبیک کہیں۔"(1)

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

"جو شخص حکومت کی ذمہ داریوں کو مناسب صورت میں تقسیم نہیں کرتا، وہ اللہ، رسول ﷺ اور مسلمانوں کے حقوق کی ادائیگی میں خیانت کرتا ہے۔"(2)

اسی طرح امام تیمیہ بھی حکومت کے لیے دو ستونوں کو اہم قرار دیتے ہیں۔

1. امانت
2. انصاف(3)

حکمران کو چاہیے کہ وہ کام مکمل کرنے کی خاطر جلد بازی سے کام نہ لے۔ چھوٹے چھوٹے فائدے اپنے سامنے نہ رکھے۔ جلد بازی کی وجہ سے اکثر اوقات کام درست طریقے سے مکمل نہیں ہو پاتے، جبکہ چھوٹے فوائد مد نظر رکھنے سے بڑے بڑے فائدے حاصل کرنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

2۔اتباع شریعت

اسلامی ریاست میں حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کا عملی طور پر پابند ہو اور اس کے بعد وہ منصب کی ذمہ داریاں پوری کرے۔امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:۔

امارت اور سیادت کا مستحق وہ شخص ہے جو اسے دینی فریضہ تصور کرتا ہو اور تقرب الہی کا ذریعہ سمجھتا ہو اور اس کے تمام فرائض وواجبات کو حتی الامقدور سرانجام دیتا ہو۔(4)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

(كَمَا تَكُونُونَ كَذلِك يُؤمر عَلَيْكُم) (5)

---

(1) مولانا حامد انصاری،اسلام کا نظام حکومت (لاہور: الفیصل ناشران، 2015)، 145۔

(2) ایضا، 145۔

(3) امام ابن تیمیہ، السیاسۃ الشرعیۃ، 3۔

(4) ابن تیمیہ، (مترجم: احمد بن عبد الحلیم)، سیاسۃ الھیبہ (مصر: دار الکتاب العوبی 1950)، 5۔

(5) محمد انور شاہ کشمیری، فیض الباری علی صحیح البخاری (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2005ء)، كِتَاب التَّهَجُّد، باب مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيدِ فِي الْعِبَادَةِ، 571/2۔

جیسے تم ہو گے ویسے ہی حکام تم پر حاکم بنائے جائیں گے۔

اس لئے حکام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے اعمال کا جائزہ لیں، خود اچھے بنیں، اللہ کی ہر قسم کی نافرمانیوں سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔ عوام الناس سے بھی کہا گیا ہے کہ وہ اگر نااہل بندے کو منتخب کریں گے، تو اپنی حالت کے خود ذمے دار ہوں گے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عمال کو ارشاد فرمایا:

"رعایا امام کے حقوق ادا کرتی رہتی ہے، جب تک امام اللہ کے حقوق ادا کرتا ہے۔ جب امام عیش کرنے لگتا ہے تو وہ بھی عیش کرتے رہتے ہیں"۔[1]

3۔اہلیت کی بنیاد پر تعنیاتی

حکومتی حکام اور وزراء کا فرض ہے کہ وہ ملک کے اندر قابل لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق تعینات کریں، عہدے دیتے وقت ذاتی اغراض و مقاصد ترک کر دیں، صرف اہل اور نیک لوگوں کو عہدے دیں، اپنی رعایا کے تمام بنیادی حقوق کی پاسداری کریں۔ قرآن کریم نے کسی کام یا منصب کے لیے درج ذیل شرائط کا ذکر کیا ہے۔

﴿وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَه مِمَّا يَشَاءُ﴾[2]

(اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کو مملکت و حکمت اور جتنا کچھ چاہا علم بھی عطا فرمایا)۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[3]

(تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں)

سورۃ یوسف میں نگرانی اور علم کا ذکر ہے۔

﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّه اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ﴾[4]

جب (یوسف) پختگی کی عمر کو پہنچ گئے ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا ہم نیکوں کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

حاکم ذمہ دار ہے جس سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے۔

(فَالْإِمَامُ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ) ۔[5]

---

(1) ابن سعد، ابو عبداللہ بن محمد، الطبقات الکبری (دار بیروت: الطباعۃ والنشر، س۔ن)، 292/3۔

(2) سورۃ البقرہ: 251/2

(3) سورۃ الحجرات: 10/49

(4) سورۃ یوسف: 22/12

(5) صحیح مسلم کتاب الإمارة، باب فَضِيلَةِ الإِمَامِ الْعَادِلِ وَعُقُوبَةِ الْجَائِرِ ،حدیث: 4724، 130/2۔

(حاکم ذمہ دار ہے، اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا)۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

(مَا مِن عَبد يَستَرعِيهُ اللهُ رَعيَة يَمُوتُ يومَ يَمُوتُ وَهُوَ غَاش لِرَعيَتِهِإلَّا حَرَّمَ اللهُ عَلَيهِ الجَنَّةَ) (1)

(جس بندے کو اللہ تعالیٰ اپنی رعیت کا نگران بنادے اور وہ اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کردی۔)

نیک وزیر حکمران کے لیے باعث رحمت ہے۔آپ ﷺ کا فرمان ہے۔

((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ، وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهِ غَيْرَ ذَلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَسُوءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ))(2)

(اللہ جب کسی حاکم کی بھلائی چاہتا ہے تو اسے سچا وزیر عنایت فرماتا ہے، اگر وہ بھول جاتا ہے تو وہ اسے یاد دلاتا ہے، اور اگر اسے یاد رہتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے، اور جب اللہ کسی حاکم کی بھلائی نہیں چاہتا ہے تو اس کو براوزیر دے دیتا ہے، اگر وہ بھول جاتا ہے تو وہ یاد نہیں دلاتا، اور اگر یاد رکھتا ہے تو وہ اس کی مدد نہیں کرتا)۔

لہذا حاکم کو پوری دل جمی سے نیک لوگوں کو عہدے تفویض کرنے چاہیئں کیونکہ اکثر حکومتیں اسی وجہ سے ناکام ہوئی ہیں کہ ان کے وزیر اور مشیر نالائق اور نکمے تھے۔ ایسے لوگوں کا انتخاب کیا جائے جو کہ امانتدار ہوں، جو ریاست کی درست طریقے سے نگہداشت کر سکیں۔ عوام کو ذاتی مفاد، رشتہ، یا لالچ کی بنیاد پر عوامی نمائندوں کا انتخاب نہیں کرنا چاہئے۔ حق رائے دہی ایک امانت ہے، اس امانت کا استعمال درست طور پر کرنا چاہیے۔

3۔عہدے کا مطالبہ

اسلام تعلیمات کے مطابق کسی انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے لیے عہدے کا مطالبہ کرے۔آنحضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کو اس بارے میں تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

(لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِذَا أُعْطِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ فِيهَا إِلَى نَفْسِكَ وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا)(3)

(امارت واقتدار کی طلب مت کرنا کیونکہ اگر تم نے اسے مانگ کر حاصل کیا تو تم اس معاملے میں اپنے نفس کے

(1) صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب استحقاق الوالی الغاش النار، حدیث 363،، 108/1۔

(2) سنن ابی داؤد، كتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فِي اتِّخَاذِ الْوَزِيرِ، حدیث 2934، 92/3۔

(3) ایضا ، كتاب الخراج والفيء والإمارة، باب فِي الْخَلِيفَةِ يَسْتَخْلِفُ، حدیث 2931، 91/3۔

سپرد کر دیئے جاؤ گے اور اگر وہ تمہیں بن مانگے ملی تو اللہ کی توفیق و مدد تمہارے شامل حال ہو گی)۔

اسی طرح جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کسی عہدے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلاَّ مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِى عَلَيْهِ فِيهَا)[1]

(تم کمزور ہو اور یہ حکومت ایک امانت ہے، قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی کا باعث، الا یہ کہ کوئی شخص بر حق طریقے سے یہ امانت لے اور اس پر جو اس کے حقوق ہوتے ہیں، وہ ٹھیک سے ادا کرے)۔

منصبِ خلافت دراصل انسان پر اللہ کا عظیم احسان ہے، اس کی عزت افزائی ہے اور وسیع کائنات میں اس کے بلند مرتبے کا اعلان ہے۔

4۔ عوام کی خدمت کا جذبہ

اسلام امن و سلامتی، ایثار و قربانی، ہمدردی، غم گساری اور فیض رسانی کا دین ہے۔ اسلامی حکومت کا اول مقصد لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا ہے، عوام الناس کی امن و سلامتی اور ان کی خواہشات کا احترام کرنا ہے۔ ریاست کی اولین ترجیح اپنے ہنر مندوں کی بھلائی، ان کو سہولتوں کی فراہمی، ان کی ضروریات پوری کرنا ان کی بنیادی حاجتوں کی تکمیل شامل ہے۔ اسلامی تعلیمات کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلام کا ایک چوتھائی حصہ عقائد و عبادات اور باقی تین حصے معاملات پر مبنی ہیں۔ اسلام میں حاکم کے متعلق واضح بتا دیا گیا ہے کہ کون اچھا ہے اور کون بُرا؟ اچھائی اور برائی کا معیار بالکل واضح ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حاجت مندوں، ضرورت مندوں، بے بس اور مظلوم افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنے، ان سے ظلم دور کرنے، انہیں آرام پہنچانے اور تعاون کرنے کا بہت اجر و ثواب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَاءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّاوَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾[2]

(اور تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کی خاطر نہیں لڑتے، جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر، کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی ہی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار مقرر فرما)۔

اس آیت کریمہ میں مظلوم کی حالتیں بیان کرتے ہوئے ان کی مدد کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکام کو غریبوں،

---

(1) صحیح مسلم، كِتَاب الْإِمَارَةِ، باب كَرَاهَةِ الإِمَارَةِ بِغَيْرِ ضَرُورَةٍ، حدیث:4719، 130/2۔

(2) سورۃ النساء:75/4

مسکینوں اور ضرورت مندوں کا معمولی سے معمولی کام نہایت خاموشی اور احتیاط سے کرنے کا کہا گیا ہے۔رسول ﷺ نے فرمایا:۔

(خَیرُالنّاسِ مَن یَّنفعُ النّاس)[1]

(بہترانسان وہی ہے کہ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچ سکے)۔

حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آرام و سکون کو ترک کر کے اپنا سب کچھ عوام الناس کی خدمت میں صرف کر دے ،اس کے لیے حاکم کو اپنی زندگی کی تمام آسائشیں چھوڑنی ہوں گی۔لہٰذا حاکم کو چاہیے کہ لوگوں کے لیے متفکر ہو اور اس بات کو ملحوظ خاطر رکھے کہ تمام لوگ برابر ہیں۔قرآن مجید میں ہے:۔

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾[2]

(مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں)۔

نبی کریم ﷺ نے حاکم کو بعض سہولتوں کی اجازت دی ہے اور جو ان سے زائد فوائد حاصل کرے گا وہ خائن اور چور ہو گا۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"کہ جو شخص ہماری حکومت کے کسی منصب پر فائز ہو اور اگر وہ بیوی نہ رکھتا ہو تو شادی کرے۔اگر خادم نہ رکھتا ہو تو خادم رکھ لے۔اگر گھر نہ رکھتا ہو تو گھر لے لے۔اگر سواری نہ رکھتا ہو تو ایک سواری لے لے،اس سے آگے جو شخص قدم اٹھاتا ہے وہ خائن ہے"۔[3]

مختلف روایات سے واضح ہوتا ہے کہ ہر شخص سے اس کی فرماں روائی کے بارے میں باز پرس ہو گی،خواہ وہ فرمانروائی رعایا پر یا سائے کے اقامت گزینوں پر ہو،خواہ اپنے ماتحتوں پر،گڈریا جو کہ بھیڑوں کی پاسبانی کر رہا ہو گا اسے اس حوالے سے جواب دینا ہو گا۔[4] اس لیے اچھی حکمرانی کے لیے حاکم کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ اس کے کسی عمل سے عوام الناس کو نقصان تو نہیں ہو رہا،کسی شخص کی دل آزاری تو نہیں ہو رہی؟حکام کو ذاتی ضروریات اور حرص و ہوس کو نہیں دیکھنا چاہیے اور اپنے دروازوں کو عوام الناس کے لیے کھول دینا چاہیے۔حضرت عمرؓ کسی کو عامل مقرر کرتے ہوئے یہ تلقین کیا کرتے تھے:

"ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو گا۔باریک کپڑا نہ پہنے گا۔چھنا ہوا آٹا استعمال نہ کرے گا۔دربان نہ رکھے گا،اہل طاقت کے لیے دروازہ

---

(1) فیض الباری شرح صحیح بخاری،محمد انور شاہ کشمیری،دار الکتب العلمیۃ بیروت-لبنان،ط،اولی،۲۰۰۵ء، کتاب العلم، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی (وأتواالنساء...،533/5۔

(2) سورۃ الحجرات:10/49

(3) کنزالاعمال،ج۔346/6

(4) نظام الملک طوسی(مترجم:منور ایم اے)،سیاست نامہ،12۔

ہمیشہ کھول رکھے گا۔جب کبھی کوئی بھی شخص کوئی اہم منصب سنبھالتا تھاتو حضرت عمرؓ اس سے اس بات کا عہد لیتے تھے"۔[1]

اصل میں اس کا مقصد یہ تھا کہ عوام کے دل میں کوئی منفی تصورات نہ پیدا ہوں اور لوگ بلا خوف و خطر حکام پر اعتماد کر لیں۔حکام کو معاشرے سے بد عنوانی کو ختم کرنا چاہیے،ناجائز کاموں اور حرام کاری کی روک تھام کرتے ہوئے اس کو جڑ سے اکھیڑ دینا چاہیے۔حاکم کو چاہیے کہ وہ معاشرے کے محروم افراد کی مدد کریں۔خلفائے راشدین کے دور حکومت کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ کس طرح انہوں نے لوگوں کی غربت اور جہالت کو ختم کرنے کے لیے ایسے منصوبے متعارف کروائے جو لمبے عرصے تک لوگوں کو فائدہ دیتے ہیں۔

رسول ﷺ نے فرمایا:

(السَّاعِي عَلَى الأَرمِلَةِ وَالمِسكِينِ كَالمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللهِوَاَحسِبُهُ قَالَ:وَكَالقَائِمِ لَايَفتَرُ وَكَالصَّائِمِ لَايَفطِرُ)[2]

(جو شخص بیواؤں کے لیے کمائی اور محنت کرے یا مسکین کے لیے اس کے لیے ایسا درجہ ہے جیسے جہاد کرنے والے کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا" : جیسے اس کا جو نماز کے لیے کھڑا رہے اور نہ تھکے اور جیسے اس روزہ دار کا جو روزہ کا ناغہ نہ کرے)۔

اچھے حکام کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم ہفتے میں دو روز لوگوں کی فریادیں سنیں،مظلوموں کی دادرسی کریں اور انصاف کو فروغ دیں،اس کام کے لیے دوسروں پر اعتماد کرنے کی بجائے خود آگے بڑھ کر لوگوں کی شکایات کا ازالہ کریں۔علاوہ ازیں اگر ظالموں کو سزا دینی ہو تو سرِ عام دی جائے تا کہ باقی لوگ غلط کام سے گریز کریں۔

سیاست نامہ میں،نظام الملک طوسی نے لکھا ہے:۔

کہ ملوک عجم نے صحرا میں ایک اونچا چبوترا بنوایا ہوتا تھا اور گھوڑے پر چڑھ کر اس چبوترے کے اوپر جا کر کھڑے ہوتے تھے تا کہ اس صحرا میں جمع ہونے والے فریادیوں کو جان سکیں اور ان کی شکایات دفع کر سکیں۔[3]

حاکم کو وزیروں اور غلاموں کا حال بھی پتہ ہونا چاہیے۔عاملوں کو جب بھی حاکم کوئی کام دے تو اس بات کی یقین دہانی کرے کہ عوام الناس کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے،مالِ حق یعنی زکوٰۃ،عشر و غیرہ۔اگر ان سے لیں تو بہت سستی نہ کریں۔اس کے علاوہ ریاست میں اگر کوئی غریب ہو،محتاج ہو تو اس کی خود جا کر امداد کریں۔اس کے علاوہ جاگیر دار ہو کر مختلف علاقوں میں موجود ہوں تو ان کے بارے میں حاکم کو اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ وہ عوام الناس کے ساتھ کیسا برتاؤ کر رہے ہیں؟ آیا وہ عوام

---

(1) قاضی ابو یوسف،کتاب الخراج،66۔

(2) صحیح مسلم،مسلم بن حجاج،كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب الإِحْسَانِ إِلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ،حدیث:7468،417/2۔

(3) سیاست نامہ،نظام الملک طوسی(مترجم:منور ایم اے)،21۔

الناس پر ظلم وزیادتی تو نہیں کر رہے ؟ اگر رعایا کسی کے خلاف آ کر حاکم کو شکایت کرے تو عوام الناس کی بات میں بلا امتیاز سننا چاہیے۔

حاکم وقت کو قاضی کے حالات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ کس طرح کا قاضی ہے اور وہ کیا کر رہا ہے ؟ امام حسن بصریؒ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے حاکموں سے یہ عہد لیا خواہش نفس کی پیروی نہ کرو، لوگوں سے نہ ڈرو، اللہ کے احکام کو تھوڑے سے دنیوی مفاد کے لیے پس پشت نہ ڈالو۔"(1)

اس لیے حکام کو لوگوں کی مدد کرنی چاہیے اس کے لیے صاحب بصیرت اور قوت کا ہونا ضروری ہے کیونکہ خدا کی نافرمانی میں اطاعت نہیں، اطاعت تو صرف خدا کے بتائے ہوئے کاموں میں ہے۔

اگر اچھے اور ایمان دار حکمرانوں کے ہاتھ میں ایک سو سال تک حکومت رہے (جو کہ ناممکن ہے) تب ہی وہ بدی و شر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے اور سزاؤں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ وہ انسان "افسر" کہلانے کا مستحق ہے جس میں شرم و حیا ہو، جو غلط قدم اٹھانے پر ندامت محسوس کرے، وہ دوسروں کو عزت و تکریم دینے کا عادی ہو اور جسے ملک کے کسی بھی حصے میں تعینات کر دیا جائے، وہ اپنا کام ایمان داری سے انجام دے۔ حکام کو صرف زبانی فلاحی وعدے نہیں کرنے چاہیں بلکہ عملی طور پر کام کروانے چاہیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی اور صحابہ کرم کی زندگی ہمارے سامنے ہے کہ وہ خود عملی طور پر کام کرتے تھے۔

اسلامی ریاست میں بے سہارا بوڑھے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے پوری کوششیں کی جانی چاہیں، نیز امداد اور صاحب استطاعت لوگوں سے مال لے کر غرباء میں تقسیم کیا جائے۔ اسی حوالے سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ))۔(2)

(یعنی حکومت ہر اس شخص کی ولی ہے جس کا کوئی ولی نہیں)۔

اسلام نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ معاشرے میں مظلوم اور بے بس افراد کو مظالم سے بچانے اور مصائب و مشکلات میں گرے ہوئے لوگوں کو نکالنے کی کوشش کریں۔ اگر حاکم کو اس زمرے میں چھوٹے موٹے نقصانات پیش آئیں تو وہ ان کی پرواہ کیے بغیر مظلوم کی دردرسی کرے اور ان کے ظلم وزیادتی کا ازالہ کرے۔ حاکم اگر کسی جگہ ظلم ہوتا دیکھے تو اس کو خود لوگوں کی مدد کے لیے جانا چاہیے۔ اسلام میں دین اور سلطنت کے معاملات میں اتحاد ہونا بہت ضروری ہے۔ اور سلطنت کا جو بھی کام کیا جائے اس کو احکام الٰہی کے مطابق کرنا چاہیے کیونکہ اللہ کی رضا کے لیے جو کام کیا جائے وہ عین عبادت الٰہی ہے۔ یہاں تک کہ امیر کا اپنی رعایا کے لیے کام کرنا اور رعایا کا اپنے امراء کی اطاعت کرنا بھی اطاعت الٰہی ہے۔ لہذا ریاست اور سلطنت کے لیے جو کام کیا جائے وہ

---

(1) سیاست نامہ، نظام الملک طوسی (مترجم: منور ایم اے)، 23۔

(2) سنن نسائی، ابو عبد الرحمان احمد بن شعیب نسائی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط، اولیٰ، 1411ھ، کتاب النکاح، باب الثیب تجعل أمرھا لغیر ولیھا، حدیث نمبر، 3، 285/5394۔

عین دین ہے۔ بادشاہ اگر اپنی سلطنت اور امراء اپنی امارت اور اس سے متعلق دوسری ذمہ داریاں چھوڑ کر عبادت میں لگ جائیں تو اس طرح وہ غفلت کے مرتکب ہوں گے۔ اس لیے حاکم کو خلوص کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں سرانجام دینی چاہئیں۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد خلیفہ کی سب سے بڑی عبادت رعایا کی خدمت، ان کے معاملات کی داد گری اور ان کے کاموں کی نگرانی ہے۔ بادشاہ اور ذی اختیار لوگوں کو حکم ہو رہا ہے کہ وہ عدل وانصاف کے ساتھ قرآن وحدیث کے مطابق فیصلے کریں ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جائیں گے اور جو بھٹک کر اپنے حساب کے دن کو بھول جائے وہ سخت عذابوں میں مبتلا ہوگا۔ ترمذی میں ہے:

(مَامِنإمَامٍ يُغلِقُ بَابَهُ دُونَ ذِي الحَاجَةِ وَالخَلَّةِ وَالمَسكَنَةِ إلَّا أغلَقَ اللهُ أبوابَ السَّمَاءِ دُونَ خلَّتِهِ وَحَاجَتِهِ وَمَسكَنَتِهِ)[1]

جو بھی حکمران اپنے دروازے کو ضرورت مند لوگوں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے بند کر لے گا تو اللہ تعالیٰ آسمانوں کے دروازے اس کی حاجت وضروریات کے لیے بند کر دے گا۔

مستدرک للحاکم میں ہے:

(مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا فَاحْتَجَبَ دُونَ خَلَّتِهِمْ وَحَاجَتِهِمْ وَفَقْرِهِمْ وَفَاقَتِهِمْ احْتَجَبَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ دُونَ خَلَّتِهِ وَفَاقَتِهِ وَحَاجَتِهِ وَفَقْرِهِ)[2]

جو شخص مسلمانوں کے معاملہ کا ذمہ دار ہونے کے بعد ان کی ضرورت کے وقت سامنے نہ آئے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ضرورت وحاجت کے وقت اس کو نظر نہیں آئے گا۔

5۔ مشاورت

حاکم کسی کے بھی انتخاب کے لیے اپنے وزراء کے ساتھ مشاورت کرنی چاہیے۔ چونکہ قرآن کریم میں بھی مشاورت سے کام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اور مشاورت کو مسلمانوں کی خوبی قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَأمرُهُم شُورىٰ بَينَهُم﴾[3]

ان کے آپسی معاملات باہمی مشاورت سے ہوتے ہیں۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مشاورت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَشَاوِرهُم فِى الأَمرِ﴾[1]

---

(1) سنن ترمذی، کتاب الاحکام، باب ماجاء فی امام الرعیة، حدیث: 1332، 619/3۔

(2) أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نُعيم بن المستدرک علی الصحیحین الحکم الضبی الطھمانی النيسابوري المعروف بابن البيع (دار الکتب العلمية - بيروت، ط، اولی، 1411–1990)، کتاب الاحکام، حدیث: 7027، 105/4۔

(3) سورۃ آل عمران: 159/3

اور آپ معاملات میں مشاورت ضرور کر لیا کریں

اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی قانون بناتے ہوئے دیگر لوگوں کی آراء اور مشاورت کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ اسی اہمیت کو قرآن مجید میں درج ذیل الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے معاملات میں لوگوں کے ساتھ مشاورت کرنے کا خود اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کو حکم دیا ہے کہ آپسی معاملات کو باہمی مشاورت سے سرانجام دیا کرو۔ مسلمانوں کی نشانی یہ ہے کہ ان کے امور و معاملات باہمی مشاورت سے طے پاتے ہیں۔ عصرِ حاضر میں بھی جب کبھی قانون سازی کی ضرورت پڑتی ہے تو اس کے لیے باقاعدہ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے، جسے جدید علم سیاست میں مقننہ یا قانون ساز ادارہ کہا جاتا ہے علوم اسلامیہ کی اصطلاح میں اس کو اہل حل و عقد بھی کہا جاتا تھا۔ اسلام میں مجلس شوریٰ یا مقننہ صرف ان مسائل و معاملات کے سلسلہ میں قانون وضع کرنے کی مجاز ہو گی جن کے بارے میں قرآن و سنت میں واضح احکام موجود نہ ہوں۔ یہ قانون سازی جس طرح عام نہ ہو گی، اسی طرح آزاد بھی نہ ہو گی، بلکہ دین کے مزاج اور شریعت کی مقررہ حدود کے تحت ہی ہو گی۔ صرف کتاب و سنت کے واضح احکام کو سامنے رکھ کر انہی کی بنیاد پر کی جائے گی، علاوہ ازیں چونکہ یہ ذیلی قانون سازی شریعت کے احکامات کو پیش نظر رکھ کر ہی عمل میں لائی جائے گی، اس لیے اس مجلس شوریٰ کے اراکین کا شریعت اسلامیہ کا ماہر ہونا بنیادی شرط ہے۔

اسی ضمن میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:۔

(سُئل رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ العَزْمِ؟ قَالَ "مُشَاوَرَةُ أَهْلِ الرَّأْيِ ثُمَّ اتِّبَاعُهُمْ)[2]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عزم کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اہل الرائے سے مشورہ کرنا اور پھر ان کی پیروی کرنا)۔

7۔ بہترین اور بدترین حکام کی پہچان

نیک حاکم تو لوگوں کی خدمت اللہ کی محبت میں کرتا ہے اور وہ لوگوں سے اس کا بدلہ وصول نہیں کرتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں انبیاء کرام علیہم السلام کے حوالے سے منقول ہے:۔

﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾[3]

---

(1) سورۃ الشوریٰ: 38/42

(2) أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي البصري ثم الدمشقي تفسير ابن كثير (دار طيبة للنشر والتوزيع، ط ثاني، 1420ھ - 1999م)، 150/2۔

(3) سورۃ الشعراء: 106/26

(اور میں اس (تبلیغ) کا تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا صلہ تو اللہ رب العزت کے ذمے ہے)

لوگوں کے ساتھ خلوص نیت سے محبت کرنا حقوق العباد کے زمرے میں آتا ہے جسے قرآن مجید میں عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں عبادت سے مراد اطاعت خداوندی ہے کہ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے اور حاکم بھی ہے تو وہ اخلاص کے ساتھ کام کرے جو بھی کام کرے وہ اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے کرے اور جس کام میں کسی دنیاوی جذبے کی آمیزش ہو گی وہ عمل نا قابل قبول ہو گا۔

آنحضرت نے بہترین اور حکمران کے بارے میں فرمایا:۔

(أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ)[1]

(کیا میں تمہیں لوگوں کے لیے بہترین اور بدترین حکام نہ بتاؤں؟ اچھے حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرو گے اور وہ تم سے محبت کریں گے اور وہ تمہارے لیے دعا کریں گے۔ اور تمہارے برے حاکم وہ ہوں گے جن سے تم بغض رکھو گے اور وہ تم سے بغض رکھیں گے تم ان پر لعنت بھیجو گے وہ تم پر لعنت بھیجیں گے)۔

معلوم ہوا کہ حکام کو خلوص نیت سے لوگوں کے لیے کام کرنا چاہیے اور نیکی اور تقویٰ کو فروغ دے کر معاشرے سے برائیاں ختم کرنی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[2]

(نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو)۔

8۔ صادق اور رعایا کے لیے مفید

دنیا میں سب سے اچھی حکومت وہ ہے کہ جس کی رعایا خوش و خرم ہوں۔

فرمانِ الٰہی ہے:۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾[3]

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی و صاف ستھری بات کرو۔ وہ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتا ہے)۔

---

(1) سنن ترمذی، كتاب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في النهي عن سب الرياح ،حدیث:2264، 528/4۔

(2) سورۃ المائدۃ:2/5

(3) سورۃ احزاب:70/33-71

مسلم حکمرانوں نے بھی اپنی ذات پر خرچ کرتے ہوئے اس قدر احتیاط سے کام لیا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں آتا ہے کہ آپ رات کو خلافت کا کام بیت المال کی شمع رکھ کر انجام دیتے تھے لیکن جب اپنا کام کرنا ہوتا تو اس شمع کو اٹھا دیتے اور ذاتی چراغ منگوا کر کام کرتے۔[1]

حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہی نہ لگا رہے اور غیر جانبدارانہ طریقے پر عوام الناس کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر و ثواب کی امید میں رہے۔

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾[2]

(اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے)۔

اس آیت مبارکہ میں خواہشات کی پیروی کو کھلی گمراہی کہا گیا ہے۔ کیونکہ اگر انسان اپنے نفس کے پیچھے پڑ گیا تو وہ راہ مستقیم سے دور چلا گیا۔ نیز اس آیت میں بادشاہ اور ذی اختیار لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے کریں، ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جائیں گے اور جو بھٹک کر اپنے حساب کے دن کو بھول جائے وہ سخت عذابوں میں مبتلا ہو گا۔

امام ماوردی نیک حاکم کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"اللہ کو تمہاری خوبیاں پسند ہیں ایسے شخص کو حاکم بناؤ جو سخی اور جنگ جو ہو، اگر وہ خوش حال ہو تو فقر نہ ہو گا۔ اگر تنگدستی نے اسے آگھیرا ہو تو وہ اس سے گھبرانہ جاتا ہو، بلکہ زمانے کے حالات کے مطابق کام کرتا ہے کہ کبھی وہ خود دوسرے کی اتباع کرے اور کبھی لوگ اس کی اتباع کریں۔ جب وہ کسی مشکل کام کا ارادہ کرے تو وہ اتنی مضبوط رائے کا آدمی ہو کہ وہ اس کے لیے کمزور ثابت نہ ہو۔"[3]

اب یہ بات غور طلب ہے کہ ایک حاکم اکیلا ملک کا نظم و نسق نہیں چلا سکتا، اس کو معاونین درکار ہوتے ہیں، جو بادشاہ کے ساتھ امور سلطنت کی بھاگ دوڑ سنبھالتے ہیں۔ لہٰذا ملک کی خوشحالی اور مضبوطی کے لیے ملک کے وزیر اور عمال کا پُراعتماد ہونا

---

(1) علامہ ابوعبداللہ محمد بن سعد البصری، طبقات ابن سعد (کراچی: دارالاشاعت، 2003)، 327۔

(2) سورۃ ص: 33/26

(3) ابوالحسن الماوردی، (مترجم: مفتی انتظام) احکام السلطانیہ (کراچی: مطبع سعیدی، قرآن محل، س۔ن)، 73۔

ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا وزیر بنایا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِه اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ﴾[1]

(اے میرے رب!) میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا کہ اس کی مدد سے میں اپنی کمر کو مضبوط کر لوں اور اپنے کام میں شریک کر لوں)

رسول ﷺ بھی اپنے سیاسی اور اجتماعی امور میں حضرت ابو بکرؓ اور دیگر رفقاء سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ عامل قاضی، محبتِ رعایا اور ہر چھوٹے بڑے عہدے کے حامل بندے سے اس کے عہدے کے مطابق کام لے۔ اس کے بعد ان کے ہر اچھے بُرے اعمال سے باخبر رہے کہ وزراء یا عمال احسن طریقے سے کام کر رہے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ بادشاہ کی خراب صورتحال کے ذمے دار اور اچھی اصلاح کے ذمے دار بھی وزراء ہوتے ہیں۔

اسی ضمن میں سیاست نامہ میں ہے۔

"حاکم کو اپنے عمال کا مالی پتہ ہونا چاہیے اور اگر کوئی امانت دار شخص عہدہ قبول کرنے سے انکار کرے تو زبردستی اس کو فرائض سونپنا چاہیے۔"[2]

سیاست نامہ میں ایک عادل حاکم عبداللہ بن طاہر کی مثال بیان کی گئی ہے کہ ایک نیک حاکم تھا اور عہدوں پر صرف زاھدوں اور پارساؤں کو لگاتا تھا، اپنی کوئی غرض اس کے پیش نظر نہیں ہوتی تھی۔ اس کا مقصود صرف جائز مال وصول کرنا اور رعایا پر سکون کرنا تھا۔[3]

امام الماوردی فرماتے ہیں:۔

"جو دنیا کا نگہبان ہو اسے سزاوار ہے کہ وہ نہ سوئے، چاہے تمام عالم سوتا رہے۔ اور بھلا ایسے شخص کو کیونکر نیند آ سکتی ہے؟ جس کا دماغ ہر وقت انتظام سلطنت کی ادھیڑ میں لگا رہتا ہے۔"[4]

رسول ﷺ نے لوگوں کے ساتھ آسان معاملہ کرنے کی تلقین کی ہے۔ آپ ؐ کا فرمان ہے:۔

(يَسِّرُوا وَلاَ تُعَسِّرُوا ، وَبَشِّرُوا ، وَلاَ تُنَفِّرُوا)[5]

(آسانی پیدا کرو، تنگی نہ پیدا کرو، لوگوں کو تسلی اور تشفی دو نفرت نہ دلاؤ)۔

---

(1) سورۃ طہٰ: 33-29/20

(2) ابوالحسن الماوردی، احکام السلطانیہ، 24۔

(3) ایضا: 52

(4) ابوالحسن الماوردی، احکام السلطانیہ، 74۔

(5) صحیح بخاری، کتاب الادب ، بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ: يسروا ولا تعسرو، حدیث، 6125، 356/15۔

حاکم کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ سختی نہیں برتنی چاہیے بلکہ اگر ان سے کوئی مسائل پیدا ہو جائیں تو ان کو نظر انداز کر کے ذاتیات سے بالاتر ہو کر حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ اپنے وزراء کو اپنا دشمن نہیں بنانا چاہیے۔

اس کے علاوہ سیاست نامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حاکم کو وزراء کے چار قسم کے گناہوں سے در گزر نہیں کرنا چاہیے۔ ایک وہ جو اس کی مملکت پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے۔ دوسرا جو کہ اس کے جرم پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرے، تیسرا جو زبان قابو میں نہ رکھے اور چوتھا جو کہ زبانی کلامی بادشاہ کے ساتھ اور اندر سے بادشاہ کے خلاف ہو۔[1]

اس کا مطلب یہ ہے کہ بادشاہ کو خوش خلقی سے معاملات کو سنوارنا چاہیے۔ ہر کسی کو اپنا دشمن بنانے کی بجائے ماتحتوں سے بڑے سکون واطمینان سے برتاؤ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی وزیر برائی کا مظاہرہ کرے تو اس کو سرِ عام سزا دی جانی چاہیے۔ اور کسی کو اپنا دشمن بنانے کی بجائے اخلاق، خوش اسلوبی اور شائستگی سے معاملات کا حل تلاش کیا جانا چاہیے۔ حسنِ اخلاق کی فضیلت میں حدیث نبوی ﷺ ہے:۔

(إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا)[2]

تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

اچھی حکمرانی کے لیے حاکم کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ مادی چیزوں کو ترجیح نہ دے کیونکہ انسان اہم ہیں اور انسانی جان کی اہمیت سب سے زیادہ ہوتی ہے اور جس معاشرے میں افراد کے جان ومال کو خطرہ لاحق ہو وہاں کبھی بھی ریاست اور حکومت کے مابین تعلقات خوشگوار نہیں ہوتے۔ اس طرح معاشرے میں انتشار اور بدامنی کو فروغ ملتا ہے۔

انسان کی جان سب سے اہم ہے، اس کے بعد باقی چیزیں اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں لیکن فوقیت انسانی جان کو حاصل ہے۔ اور اگر حاکم دنیوی فائدے کو ملحوظ خاطر رکھے تو ریاست میں فساد کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کیونکہ چیزیں تو آنی جانی ہیں، انسان سے زیادہ وقعت چیزوں کی نہیں ہوتی۔ حاکم جب حلف اٹھاتے ہیں تو ان کا دعویٰ لوگوں کو سہولیاتِ زندگی کی فراہمی اور ان کی فلاح وبہبود ہوتا ہے، لیکن وہ اس عہد کو فراموش کر دیتے ہیں۔ عہد شکن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِرَ أَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ أَمِيرِ عَامَّةٍ)[3]

(قیامت کے روز ہر عہد شکن کا ایک جھنڈا ہوگا، جس کو وہ اپنی وعدہ خلافی کے مطابق بلند کرے گا۔

---

(1) نظام الملک طوسی، سیاست نامہ، 33۔

(2) صحیح بخاری، کتاب الادب، باب حسن الخلق، والسخاء، وما يكره من البخل، حدیث: 6035، 229/15۔

(3) امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب (مترجم: مولانا عبد الکریم خان) (س۔ن) مشکوۃ المصابیح، باب ما على الوة من البشر، حدیث: 3555۔

آگاہ رہو! عوام کے حکمران کی غداری سے بڑھ کر کچھ نہیں)

حکمران کو چاہیے کہ وہ کوشش کرے کہ لوگوں کی ضروریات پوری کرے، ان کے احساسات کا خیال رکھے، ان پر اضافی بوجھ نہ ڈالے، ان سے ان کی طاقت کے مطابق کام کروائے۔ ایک اچھی حکمرانی کے لیے ضروری ہے کہ حاکم جو بھی قواعد وضوابط بنائے سختی سے اس پر رعایا کو کاربند رہنے کی تاکید کرے۔ نیز لوگوں کو ظلم وزیادتی اور فتنہ سے باز رہنے کی تاکید کرے کہ ایسے درست اصولوں کی وجہ سے ہی ریاست امن کا گہوارہ بن سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ﴾[(1)]

(اور اگر (اس طرح حکومت قائم کر کے) اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو دوسروں پر ظلم کرنے سے نہ روکتا تو زمین پر فساد اور پھیل جاتا)۔

اس کے علاوہ حاکم رعایا پر ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ راست باز، علمی و عملی صلاحیتوں سے مالا مال ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی کے ساتھ کوئی بات یا معاہدہ کرتا ہے تو وہ اس پر قائم رہتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک مسلمان ملک میں امیر اپنی خواہشات کا غلام نہیں ہوتا بلکہ وہ خدا کے احکامات کا پابند رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ﴾[(2)]

(پس آپ ان کے درمیان اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں)۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خوش سلیقہ حاکم ایسے اصول بناتے ہیں جو کہ فطرت کے قریب ہوتے ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی اور رضا کا باعث بنتے ہیں۔

8۔ عملی دانائی اور دور اندیشی

حکمت ودانائی ایک بہت بڑی نعمت ہے اور اللہ کی عطا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کی بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے:۔

(مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ)[(3)]

(جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرے اسے دین کی سمجھ عنایت فرما دیتا ہے)۔

(1) سورۃ البقرہ: 251/2

(2) سورۃ المائدۃ: 48/5

(3) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين، حدیث: 73، 74/1۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر حکمت ودانائی کی طرف توجہ دلائی گئی اور نبی کریم ﷺ نے بھی حکمت ودانائی پر بہت زور دیا ہے۔ حکمت ودانائی اللہ کریم کی طرف سے بہت بڑا تحفہ ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے۔

﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاءُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًاوَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ﴾[1]

(وہ عطا کرتا ہے حکمت جسے چاہتا ہے اور جسے نوازا گیا حکمت سے تو یقیناوہ نوازا گیا بہت بڑی خیر سے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر کم عقل والے)۔

رسول ﷺ کا فرمان ہے:۔

(لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَالًا فَسُلِّطَ عَلَى هَلَكَتِهِ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا) [2]

(رشک (جائز) نہیں مگر دو شخصوں کی عادتوں پر،اس شخص کی عادت پر جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اس مال پر ان لوگوں کو قدرت دے جو اسے (راہ) حق میں صرف کریں اور اس شخص (کی عادت) پر جس کو اللہ نے علم عنایت کیا ہو اور وہ اس کے ذریعہ سے حکم کرتا ہو اور (لوگوں کو) اس کی تعلیم دیتا ہو)۔

نیز رسول ﷺ کا فرمایا ہے:۔

(لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ)[3]

(تدبیر کے برابر کوئی عقل مندی نہیں اور کوئی پرہیز گاری اس کے مثل نہیں ہے کہ آدمی حرام سے باز رہے اور کوئی حسب اس کے برابر نہیں ہے کہ آدمی کے اخلاق اچھے ہوں)۔

(يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِالْحِكْمَةِ فَإِنَّ الْخَيْرَ فِي الْحِكْمَةِ كُلَّهُ وَتُشَرِّفُ الصَّغِيرَ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْعَبْدَ عَلَى الْحُرِّ وَتَزِيدُ السَّيِّدَ سُؤْدُدًا وَتُجْلِسُ الْفَقِيرَ مَجَالِسَ الْمُلُوكِ) [4]

---

(1) سورة البقرہ269/2

(2) صحیح بخاری، کتاب العلم، باب الاغتباط في العلم والحکمة، حدیث74، 75/1۔

(3) ابن ماجہ ، محمد بن یزید سنن ابن ماجہ (بیروت: قزوینی، دار الفکر، س۔ن) کتاب الزھد، باب الورع والتقویٰ، حدیث : 1098، 1410/2۔

(4) عبداللہ بن عبدالرحمن أبو محمد الدارمی، سنن دارمی (بیروت: دار الکتاب العربي، طبعہ، اولیٰ، 1407ھ) مقدمہ، باب التوبیخ لمن یطلب العلم لغیر اللہ ، حدیث: 389، 119/1۔

(اے میرے بیٹے تم حکمت کو لازم کرو کیونکہ تمام بھلائی حکمت میں موجود ہے۔یہی حکمت چھوٹے کو بڑے سے ممتاز کرتی ہے، غلام کو آزاد شخص سے ممتاز کرتی ہے۔یہ سرداروں کی سرداری میں اضافے کا باعث بنتی ہے اور غریب لوگوں کو بادشاہوں کا ہم نشین بنادیتی ہے)۔

9۔حاکم اور محکوم کا تعلق

اسلام میں حکومت و فرماں روائی بھی ایک مذہبی فریضہ ہے جو لوگ اس فرض سے حسب احکام الہیٰ عہدہ براں ہوں ان کے لیے آخرت میں رحمت الہیٰ کا سایہ ہے اور جو اس امتحان پر پورا نہ اتریں ان کے لیے دوسری دنیا میں سزائیں ہیں۔

(فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ)[1]

(وہ امام جو لوگوں پر مقرر ہے اس سے اس کی رعایا کے بارے میں بازپرس ہوگی)

یحیٰ غسانی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے جب ان کو موصل کا حاکم مقرر کیا تو وہاں چوری کی وارد تیں کافی زیادہ تھیں تو میں نے اس کی شکایت آپ سے کی اور کہا کہ لوگوں کی تہمت اور ذاتی رائے پر یا شہادت پر اعتبار کر کے کیا میں ان کو سزا دے دو تو آپ نے فرمایا۔صرف شہادت کے تحت سزا دی جائے تاکہ عوام الناس کی اصلاح ہو سکے۔[2]

اس کے علاوہ کبھی بھی آپ فرامین جاری کرتے ہوئے شان و شوکت کا اظہار نہیں کرتے تھے۔

حضرت عمر ؓ راتوں کو مدینہ کی گلیوں کا گشت کیا کرتے تھے اور ایک خاتون اپنے خاوند کو یاد کر کے فراقیہ اشعار پڑھ رہی تھی۔تو آپ نے پوچھا کہ اس کا خاوند کہاں ہے تو اس کے خاوند کا پتہ چلا کہ وہ جنگ میں گیا ہے تو آپ نے فرمان جاری کیا کہ کوئی شخص چار ماہ سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہے۔[3]

امیر اور امام کی بھاری ذمہ داریاں ہیں اور اسلامی احادیث و خلافت تاج و تخت کی بہار اور عیش و عشرت کا گلزار نہیں بلکہ یہ ذمہ داریوں کا خار دار ہے۔جو اس امتحان میں کامیاب ہو گیا اس کے لیے ابدی آرام و آسائش ہے اور جو اس میں الجھ کر رہ گیا وہ دنیا و آخرت دونوں میں ذلیل و خوار ہو گا۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق حکومت ایک ایسا عہدہ ہے کہ جب بھی کسی کو یہ عہدہ ملتا ہے تو وہ شروع میں بہت خوش ہوتا ہے، لیکن جب اس کا دنیا میں آخرت میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنی بھاری ذمہ داری تھی؟ حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے تخت نشینی کے وقت فرمایا:

---

(1) صحیح بخاری، كِتَاب الْعِتْقِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ عَبْدِي، أَوْ أَمَتِي، حدیث،2554، 448/1۔

(2) حضرت امام جلال الدین سیوطی، (مترجم: حضرت شمس بریلوی)، تاریخ الخلفاء340۔

(3) ایضا،220

(اَطِیعُونِی مَا اَطعتُ اللهَ وَرَسُولَهُ فَاِذَاعَصَیتُ اللهَ فَلَاطَاعَتَهُ فِیعَلَیکُم)[1]

(میری پیروی اس وقت تک کرو کہ میں اللہ اور اس کے رسول ؐ کی پیروی کروں، جب میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری پیروی فرض نہیں)۔

اسلام میں تو عہدیدار جواب دہ ہوتا ہے۔اس سے اس کے ہر عمل کی باز پرس ہوتی ہے۔حدیث میں ہے:

(كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُمْ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَالْعَبْدُ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ)[2]

تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔پس وہ امیر جو لوگوں پر نگران مقرر کیا گیا ہے اس سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔اور مرد اپنے گھر والوں پر نگران مقرر کیا گیا ہے اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔عورت اپنے شوہر کے گھر اور اولاد پر نگران مقرر کی گئی ہے اس سے شوہر کے گھر اور اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔غلام اپنے سردار کے مال پر نگران مقرر کیا گیا ہے اس سے اسی حوالے سے پوچھا جائے گا۔(امت مسلمہ کو خبردار کرتے ہوئے مزید فرمایا) خبردار! تم میں سے ہر کوئی نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعایا کے حوالے سے سوال کیا جائے گا۔

اسلام میں رعایا بھی اپنے اعمال کی جواب دہ ہے۔اسلامی ریاست میں رعایا حاکم کی اطاعت کی پابند ہے یعنی شریعت نے جن باتوں کا حکم دیا ہے اس پر عمل کرنا رعایا کا فرض ہے۔ تنگی و آسانی، خوشی و ناخوشی ہر حال میں بات کا سننا اور ماننا ضروری ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

(السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ)۔[3]

مسلمان آدمی پر امیر کی بات ماننا اور سننا لازم ہے چاہے وہ پسند کرے یا ناپسند، جب تک کہ اسے کسی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے، لیکن جب اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے تو نہ سننا ہے اور نہ ماننا ہے

---

(1) حضرت امام جلال الدین سیوطی، (مترجم: حضرت شمس بریلوی)، تاریخ الخلفاء، 131۔

(2) صحیح بخاری، كِتَاب الْعِتْقِ، بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيقِ، وَقَوْلِهِ عَبْدِي، أَوْ أَمَتِي، حدیث 2554، 448/2۔

(3) صحیح البخاری، كِتَاب الْأَحْكَامِ، بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً، حدیث، 2، 602/7144۔

10۔عدل وانصاف

عدل کے معانی برابری اور انصاف کے ہیں یعنی کسی چیز کو دو حصوں میں تقسیم کو دینا کہ کسی ایک میں کمی یا پیشی نہ ہو۔عدل کہلاتا ہے اسلام نے عدل کو بنیادی اہمیت دی ہے کیونکہ اس کے بغیر معاشرے میں امن پیدا نہیں ہو سکتا۔[1] اللہ تعالیٰ نے ہر معاملے میں عدل قائم کرنے پر زور دیا ہے۔اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا ہے:۔

﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾[2]

(مجھے تمہارے درمیان عدل کرنے کا حکم دیا گیا ہے)

اسلامی تعلیمات کے مطابق عدل و انصاف کی فراہمی غیر جانبدارانہ طور پر ضروری ہے۔اس سلسلے میں کسی چھوٹے یا بڑے کو کوئی چھوٹ نہیں چاہے وہ حکمران خود ہی کیوں نہ ہو،ہر ایک اسلامی قانونِ عدل وانصاف کی نظر میں برابر ہے۔نیز کسی قوم کی ذاتی دشمنی یا دوستی کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے عدل وانصاف کو قائم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔اسی ضمن میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَى﴾[3]

(اے ایمان والو! اللہ کے لیے فیصلہ کرنے والے بن جاؤ،اور کسی قوم کی دشمنی کے باعث عدل کو ہر گز نہ چھوڑو،عدل کرو یہی تقویٰ کے بہت زیادہ قریب ہے)

اسلام زندگی کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے معاشی عدل کی بات کرتا ہے۔

﴿وَ اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ﴾[4]

(اور انصاف کے ساتھ تول قائم کرو اور وزن نہ گھٹاؤ)

اسلام میں زکوۃ اور بیت المال کا نظام معاشرے میں معاشی مساوات اور عدل وانصاف قائم کرتا ہے۔اسلامی معاشرتی عدل اپنے اصولوں کی بدولت دنیا کے تمام معاشرتی اصولوں سے مختلف ہے۔اسلامی ریاست میں اگر کوئی مظلوم حاکم کے سامنے فریاد لے کر جائے تو اس کو عدل وانصاف بغیر کسی تفریق کے دیا جائے۔اسلامی معاشرتی عدل میں دولت وثروت کے لحاظ سے کوئی باعث تکریم نہیں اور نہ ہی کسی رنگ ونسل کی بناء پر دوسروں کو فضیلت حاصل ہے بلکہ دنیا کا ہر فرد قابل احترام ہے۔

اس بات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ دینِ اسلام میں کس قدر غیر جانبداری کے ساتھ عدل وانصاف کے مطابق فیصلے کرنے کا حکم

---

(1) سید عبدالصبور طارق، مسلمان قاضیوں کا بے لاگ عدل اور حکمرانوں کے خلاف فیصلے (لاہور: البدر پبلیکیشنز، اردو بازار، 1987، 12۔

(2) سورۃ الشوریٰ: 15/42

(3) سورۃ المائدۃ: 8/5

(4) سورۃ الرحمن: 9/55

دیا گیا ہے۔اور اس حدیث سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ کوئی چاہے جتنا بھی بڑا یا عہدیدار کیوں نہ ہو قانون کی نظر میں ہر ایک برابر ہے۔

حضرت عمرؓ عدل و انصاف کرنے میں کسی سے بھی رعایت نہ برتتے تھے۔آقا و غلام اور اپنے پرائے سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا تھا۔شروع شروع میں انتظامی اور عدالتی عہدے ایک ہی شخص کے ماتحت ہوتے تھے مگر بعد میں انصاف کا محکمہ الگ کر دیا گیا۔اس محکمہ کو قضاء کا محکمہ کہتے تھے۔تمام ضلعوں میں عدالتیں قائم کی گئیں اور قاضی مقرر ہوئے۔مقدمات کا فیصلہ قرآن و سنت کی روشنی میں کیا جاتا اور اگر کسی معاملہ میں قرآن و سنت خاموش ہوں تو ایسی صورت میں اجتہاد سے کام لے کر فیصلہ کر دیا جاتا تھا۔

اسی میں معاشرے کی بھلائی ہے اور اسی کے ذریعے معاشرے کو بہتری کی طرف گامزن نیز غیر اخلاقی آلائشوں سے پاک بھی کیا جا سکتا ہے۔جس معاشرے میں عدل و انصاف کی فراہمی کو یقینی نہ بنایا جائے وہ معاشرہ بہت جلد انتشار و بے چینی اور بدامنی کا شکا رہو کر بکھر جاتا ہے۔اس سے طرح طرح کے جذبات جنم لیتے ہیں اور معاشرے کا سکون تباہ برباد کر کے رکھ دیتے ہیں۔لہٰذا کسی بھی معاشرے کو پر سکون اور پر امن بنانے کے لیے عدل و انصاف کی فراہمی اولین ترجیح کی حامل ہے۔

مسلم حکمران کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے بطریقِ احسن نبھانے کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے تاکہ اس کی یہ سعی اس کے لیے دنیا و آخرت میں کامیابی کا باعث بنے۔

10۔عفو و درگزر

حکمرانوں کو اللہ سخت آزمائش میں ڈالتا ہے۔حکمران اگر نیک و عادل، دیانت دار و غم گسار، نرم خو و ملنسار، خدا خوف و خوش گفتار، بااخلاق و صاحب کردار ہوں تو رعایا رحمت ربانی کے سائے میں ہوتی ہے۔یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی غیر مسلم پر سختی کرتے ہوئے اسے مسلمان ہونے پر مجبور کرنا بھی روا نہیں ہے۔قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ﴾[(1)]

(یعنی جو چاہے مومن ہو جائے اور جو چاہے کافر ہو)

معلوم ہوا دین اسلام کو قبول کرنے میں کوئی سختی نہیں ہے۔لیکن جب انسان دینِ اسلام کو قبول کر لیتا ہے تو قبول کرنے کے بعد ایک مسلم کو دینِ اسلام کی طرف سے عائد بہت ساری پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔مثلاً بے حیائی، بدگوئی اور دیگر غیر اخلاقی سرگرمیوں سے اجتناب کرنا وغیرہ۔یہ بھی اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ جو انسانیت کے ناطے غیر مسلم والدین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک سے پیش آنے کی تاکید کرتا ہے۔اسی طرح غیر مسلموں کے معبودانِ باطلہ کو برا بھلا کہنے سے روکنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

---

(1) سورۃ الکہف:29/18

﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ--﴾[1]

(اور انہیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں)۔

الغرض دینِ اسلام ایک ایسا عالمگیر دین ہے کہ جو ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پاسداری کی تاکید بھی کرتا ہے۔اور ہر ممکن حد تک ممکن کوشش کے ذریعے انسانی تقدس کو پامال ہونے سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ نیز اسلامی حدود میں رہتے ہوئے سمجھوتہ کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن کسی بھی صورت میں اسلامی تعلیمات سے انحراف کی اجازت ہر گز نہیں دیتا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ کاروبار حکومت اس وقت تک درست نہیں رہتا جب تک اس میں اتنی شدت نہ کی جائے جو جبر نہ بن جائے اور نہ اتنی نرمی کی جائے جو سستی سے تعبیر کی جائے۔[2]

11۔ مستحق افراد کی کفالت

اسلامی ریاست کا بنیادی مقصد لوگوں کی بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کا انتظام و اہتمام کرنا شامل ہے۔ان بنیادی ضروریات میں خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، علاج اور انصاف خصوصی طور پر شامل ہیں۔اسلام یہ چاہتا ہے کہ ہر ایک فرد کی ضروریات پوری ہوں۔اسلامی معاشرے کے اندر بیواؤں، بچوں، بوڑھوں اور معذور افراد کے لیے رہائش کا ہونا ان کا حق ہے۔اللہ اور اس کے رسول نے یہ حق تسلیم کیا ہے۔اسلامی ریاست اور مالدار افراد پر یہ فرض عین ہے کہ وہ انہیں یہ بنیادی ضرورت فراہم کریں۔جیسا کہ :۔

ریاست کا یہ فرض ہے کہ اسلامی معاشرے کے اندر رہنے والے افراد کی ہر صورت میں نگہبانی کی جائے گی۔ ان کو مناسب خوراک، لباس، رہائش، تعلیم، علاج معالجہ کی سہولت اور روزگار کے مواقع فراہم کئے جائیں۔غریب سمجھ کر ان کی رائے کو رد نہ کر دیا جائے۔اس سے ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئے گا اور مسلمان دیگر قوموں کے مقابلے میں دنیا میں سر اٹھا کر جی سکیں گے۔ بین الاقوامی سطح پر اسلام کا پرچار ہو گا۔ نبیؐ دین اسلام کے سب سے بڑے داعی، نبی اور پیغمبر ہونے کے ساتھ اسلامی سلطنت کے سب سے پہلے امیر، حاکم اور فرمان روا تھے، اور آپ کے احکام کی بجاآوری عین احکام خدا کی بجاآوری ہے۔

معاشرہ میں مستحق افراد کی کفالت کا تصور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر اجاگر کیا گیا ہے۔ارشادِ ربانی ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ--﴾[3]

(اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں سے اور ان میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہوا ہے اللہ کی راہ

---

(1) سورۃ الانعام:108/6

(2) حضرت امام جلال الدین سیوطی، (مترجم: حضرت شمس بریلوی)، تاریخ الخلفاء، 221-

(3) سورۃ البقرۃ:267/2

میں خرچ کیا کرو)۔

ایک اور مقام پر ارشادِ ربانی ہے۔

﴿وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ﴾(1)

(اوران کے مالوں میں سائل کیلیے اور محروم کیلیے مقرر حصہ ہے)۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مفلوک الحال افراد کی کفالت خوشحال لوگوں پر لازم ہے۔ فقراء و مساکین کا بھوکا رہنا اہل بستی کے لیے تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ اسلامی ریاست کے اولوالامر حضرات کو کفالت عامہ کی ذمہ داری سونپی گئی ہے اور اس سے صرفِ نظر کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔ اللہ کریم اور اس کے رسول کریم ﷺ نے اسلامی معاشرے کے محکوم ، مظلوم، مجبور اور بے بس افراد کی کفالت کرنے والوں کے رزق میں برکت کی بشارت دی ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں، بلکہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ أَضْعَافًا كَثِيرَةً﴾(2)

ایسا کون شخص ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اس کو کئی گنا بڑھا کر دیتا ہے۔

انسان دنیا میں آکر زن و زر کے چکر میں بھول جاتا ہے کہ بالآخر اس دنیا سے کوچ کرنا ہے۔ اللہ کریم اپنی کریمی اور رحیمی سے انسان کو جہنم کی آگ سے ڈراتا ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں ان تمام بنیادی لوازمات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ جن پر زندگی کے قیام واستحکام کا انحصار ہے۔

اسی طرح دینِ اسلام خیر خواہی کا دوسرا نام ہے۔ اسی کی وضاحت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ)(3)

(دین نصیحت و خیر خواہی کا نام ہے (صحابہ کہتے ہیں) ہم نے عرض کیا: اے اللہ تعالیٰ کے رسول! کس کے لیے ؟ تو نبی ﷺ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اس کے رسول، مسلمانوں کے اماموں اور عام مسلمانوں کے لیے)۔

---

(1) سورۃ الذاریات: 19/51

(2) سورۃ البقرۃ: 245/2

(3) أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائی، سنن نسائی، (بیروت: دار المعرفۃ ط، خامس، 1420ھ)، کتاب البيعة، بَابُ: النَّصِيحَةِ لِلْإِمَامِ ، حدیث، 4210، 157/7۔

چونکہ دینِ اسلام خیر خواہی کا دوسرا نام ہے! اس لیے سب سے پہلے اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ قرآن وسنت سے وابستگی کو پختہ کیا جائے۔ابن سعد الطبقات الکبریٰ میں نبی اکرم ﷺ کی بطور سربراہ مملکت رعایا کو حق خوراک کی فراہمی کی منظر کشی اس طرح کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے:۔

(لِكَثْرَةِ مَنْ يَغْشَاهُ وَأَضْيَافُهُ وَقَوْمٌ يَلْزَمُونَهُ لِذَلِكَ فَلَا يَأْكُلُ طَعَامًا أَبَدًا إِلَّا وَمَعَهُ أَصْحَابُهُ وَأَهْلُ الْحَاجَةِ يَتَتَبَّعُونَ مِنَ الْمَسْجِدِ) [1]

کثرت سے آپ ﷺ کے ہاں آنے والے مہمانوں اور مفلس لوگوں کی وجہ سے جو کچھ کھانے کے لیے آپ ﷺ کے ساتھ چمٹے رہتے تھے آپ ﷺ جب بھی کھانا تناول فرماتے تو آپ ﷺ کے ساتھ صحابہ کرامؓ اور اہل حاجت بھی شریک ہو جاتے جو مسجد سے آپ کے پیچھے آجاتے۔

12۔ حاکم کی اطاعت

حاکم کے لیے ممکن ہے کہ وہ اپنے آپ کو عملی نمونہ بنائے کہ لوگ خود بخود اپنے حاکم کے تابع ہو جائیں گے۔اس کے لیے حاکم کو سخت محنت درکار ہوتی ہے۔اس کا صبر اس کی ہمت اس کی برداشت ضرور پختہ ہونی چاہیے اس کو تنقید کے باوجود لوگوں کے ساتھ وقار اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے اور لوگوں کو اخلاق کی طرف راغب کرنا چاہیے۔عمال کو چاہیے کہ وہ خلوص نیت سے آقا کی اطاعت کرے اور اپنے اثاثے ظاہر کرے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ اپنے اثاثے ظاہر کریں۔ حضرت سعد بن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے ان کے مال کے دو حصے کر کے ایک حصہ بیت المال میں جمع کروادیا۔[2]

جامع ترمذی میں ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(إنَّ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَى اللهِ يَومَ القِيَامَةِ وَأَدنَاهُم مِنهُ مَجلِسًا إِمَامٌ عَادِلٌ وَأَبغَضَ النَّاسُ إِلَى اللهِ وَأَبعَدَهُم مِنهُ مَجلِسًا إِمَامٌ جَائِرٌ)[3]

(قیامت کے دن لوگوں میں سے سب سے محبوب اور قریب ترین عادل حکمران ہو گا جبکہ ظالم حکمران اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور دور ترین ہو گا)۔

اسلام میں حاکمیت اللہ کی ہے اور الملک کا استحقاق بھی اللہ کو ہی ہے۔

---

(1) ابو عبداللہ محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ (بیروت: دار صادر، طبعہ، اولی، 1968ء)، 409/1۔

(2) حضرت امام جلال الدین سیوطی (مترجم: حضرت شمس بریلوی)، تاریخ الخلفاء، 222۔

(3) سنن ترمذی، کتاب الاحکام، باب الامام العادل، حدیث:، 617/31329۔

﴿الْمُلْكُ يَوْمَئِذٍ لِلّٰهِ﴾[1]

آج (قیامت) کے دن بادشاہت اور حکمرانی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔

حدیث میں ہے:۔آپ ﷺ فرماتے تھے کہ

(اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ.")[2]

(سن اور اطاعت کر۔ خواہ وہ ایک ایسا حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کا سر منقے کے برابر ہو)

لہٰذا اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کو نیابتِ الٰہی کو مد نظر رکھتے ہوئے دنیا میں حکومت کرنی چاہیے۔اور ہر مسلم حکمران کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ مجھ پر نیابتِ الٰہی کی بھاری ذمہ داری آن پڑی ہے لہذا مجھے اس ذمہ داری کو بطریقِ احسن نبھانا ہے ورنہ اس کا خمیازہ دنیا و آخرت میں بھگتنا پڑے گا۔

13۔عوامی رائے کی اہمیت

اسلامی تعلیمات کے مطابق دوسروں کی آراء کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہاں تک کہ پیغمبرِ اسلام نے خود کئی بار اپنی رائے کی بجائے دیگر صحابہ کی آراء پر حتمی فیصلہ فرمایا۔ حضرت عمرؓ عاملوں کا رعایا کے ساتھ سلوک بہت باریک بینی سے دیکھتے تھے وہ ان کو خفیہ اور کھلم کھلا نصیحت فرماتے کہ مسلمانوں کو ایذا نہ دی جائے۔اس سلسلے میں فرمایا۔

تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنالیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے۔[3]

لیکن اس کا یہ ہر گز مطلب نہیں کہ حاکم صرف وہی اقدامات کرے جو عوام کی آرزوں اور خواہشات کے مطابق ہو خواہ وہ غلط ہو یا درست، حاکم کو صرف اسی بات پر من و عن عمل کرنا ہے جو کہ فطری قوانین و ضوابط پر مبنی ہوں۔

---

(1) سورۃ الحج: 56/22

(2) صحیح بخاری، كتاب الأحكام ،باب السمع والطاعة للإمام ما لم تكن معصية، حدیث 6723، 130/13۔

(3) ڈاکٹر طہ حسین، حضرت عثمان (کراچی: نفیس اکیڈمی، 1987)، 27۔

باب چہارم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا موازنہ

فصل اوّل: کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ اخلاقی تعلیمات

فصل دوم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات

فصل سوم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی متفرق اخلاقی تعلیمات

فصل چہارم: کنفیوشس ازم اور اسلام کی متفرق سیاسی تعلیمات

فصل پنجم: دیگر متفرق تعلیمات

کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا جائزہ

چین کا شمار دنیا کے قدیم ترین ممالک میں ہوتا ہے اور یہ قدیم حکمت و دانش کا مرکز رہا ہے۔ قدیم تاریخ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے چین کے متعلق یہ تاثر پیدا ہو گیا کہ یہ قوم حکمت، فلسفہ اور فکر و دانش کی خصوصیت سے محروم رہی ہے، لیکن اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ چینی علم و حکمت تک لوگوں کی رسائی نہیں ہو سکی۔ نیز چینی زبان بھی کافی مشکل ہے، جس کا سیکھنا سہل نہیں۔ اسی وجہ سے دوسری زبانوں میں اس کے تراجم، اس کے اصل معنی کو پوری طرح واضح نہیں کرتے۔ حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے احیاء علوم میں ایک قول نقل کیا ہے۔

"اُطلُبُوا العِلمَ وَلَو كَانَ بِالصِّين"

(علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے)۔[1]

یہ قول اسی چینی حکمت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آخر کار اس قدیم حکمت و دانش سے حجاب اٹھ گیا اور لوگ چین کے علم و حکمت، فکر و دانش اور عملی اخلاق سے واقف ہوئے۔ کنفیوشس ازم کی کئی ایسی تعلیمات ہیں جو اسلام کی تعلیمات سے مشابہت و مماثلت رکھتی ہیں۔ بالخصوص اخلاقی، معاشرتی اور سیاسی نظریات و خیالات کافی حد تک اسلام کے نظریات سے ملتے جلتے ہیں۔ تحریر ھٰذا میں اسلام اور کنفیوشس ازم کی وہ تعلیمات پیش کی جاتی ہیں جو دونوں مذاہب میں یکساں اور مشترک ہیں۔

(1) امام غزالی، احیاء علوم الدین (مترجم: ابوانس چشتی)، 55-

فصل اول

کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ اخلاقی تعلیمات

کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ اخلاقی تعلیمات درج ذیل ہیں:۔

1۔ انسان کا سلیم الفطرت ہونا

دونوں مذاہب انسانی فطرت کا گناہ سے پاک ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔انسان سے متعلق کنفیوشس ازم کا تصور یہ تھا کہ انسان بہترین خلقت پر پیدا کیا گیا ہے۔اس لیے تمام انسان اخلاقی لحاظ سے یکساں صلاحیت کے حامل ہیں۔منشس نے اس بیان کی توثیق کی۔

"Everyone has the capacity to becomea Yao or a Shun(sage)"(1)

(ہر ایک میں یاؤ یا شن بننے کی صلاحیت ہے)

یہاں منشس لوگوں کے اخلاقی طور پر اچھا ہونے کی صلاحیت بارے میں بات کر رہا تھا،نہ کہ فنون یا کھیلوں میں تکنیکی صلاحیتوں کے بارے میں۔منشس مزید کہتا ہے کہ:۔

In 6A7 Mengzi says,

> “In years of plenty, most young men are gentle; in years of poverty, most young men are cruel. It is not that the potential that Heaven confers on them varies like this. They are like this because of that by which their hearts are sunk and drowned.”(2)

(خوشحالی کے وقت زیادہ نوجوان اچھے ہوتے ہیں غربت کے وقت زیادہ نوجوان ظالم ہوتے ہیں آسمان کی طرف سے صلاحیت ایک جیسی ہوتی ہے،ان کے رویہ میں تبدیلی ان کے دلوں کا غفلت میں ڈوبا ہوا ہونا ہے)۔

اس پیرے میں منشس کے مطابق پیدائش کے وقت انسان کی فطرت بالکل نیک ہوتی ہے اور یہ بعد کے اثرات ہیں جو ماحول یا والدین کی تربیت کے زیر اثر انسان کو صحیح راہ سے منحرف کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

﴿فِطرَةَ اللهِ الَّتِی فَطَرَالنَّاسَ عَلَیهَا﴾(3)

---

(1) 6B22 Mencius
(2) 6A7 Ibid
(3) سورۃ الروم:30/30

(اللہ تعالیٰ کی فطرت جس پر اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا)۔

اسلامی تعلیمات کی مطابق ہر انسان نیک ہوتا ہے۔ جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

((كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ)) (1)

(ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے)۔

ہر انسان کے فطرت پر پیدا ہونے کا بین ثبوت موجود ہے کہ مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین ااسے یہودی بنا دیتے ہیں یا اسے مجوسی بنادیتے ہیں یا اسے نصرانی بنادیتے ہیں۔

2۔ راست بازی ووفاشعاری

دونوں مذاہب راست بازی اور سچائی کی تلقین کرتے ہیں۔ کنفیوشس ازم کے مطابق انسان کو وفاداری اور سچائی کو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھنا چاہیے۔

Propriety and righteousness are the great elements for man's (character)(2)

(مناسب طرز عمل اور راستبازی انسان کے کردار کے لیے عظیم عناصر ہیں)

Truthfulness in speech and the cultivation of harmony constitute what are called ' the things advantageous to men.' Quarrels, plundering, and murders are ' the things disastrous to men. (3)

(تقریر میں سچائی اور ہم آہنگی کی کاوش وہ چیز ہوتی ہے جسے 'مردوں کے لیے فائدہ مند چیزیں' کہا جاتا ہے۔ جھگڑے، لوٹ مار اور قتل عام 'انسانوں کے لیے تباہ کن چیزیں ہیں)

اسلام بھی صدق و وفا کا بھرپور حامی و داعی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی معاشرے کو جن خطوط پر چلنے کا حکم دیا ہے، ان میں سے ایک ''صدق'' بھی ہے۔ قرآن و سنت کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ صدق کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ یہ صرف قول کی سچائی میں منحصر نہیں بلکہ قول کے ساتھ ساتھ فعل اور اعتقاد میں بھی سچائی کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (4)

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کا ساتھ دو)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

---

(1) صحیح بخاری ، کتاب القدر، باب الله اعلم بما كانوا عاملين، حدیث 379/3,1385 ۔

(2) Legge, *The Sacred books* of China, Bk : vii,388.

(3) Ibid (Li Ki), Bk : vii,380.

(4) سورۃ التوبہ: 119/9

﴿وَقُل رَّبِّ اَدخِلنِی مُدخَلَ صِدقٍ وَّاخرِجنِی مُخرَجَ صِدقٍ﴾ [1]

(اے میرے پروردگار مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال)

3۔ معاشرتی تعلقات کا قیام واستحکام

کنفیوشس ازم اور اسلام دونوں معاشرتی روابط کو مستحکم بنیادوں پر استوار کرنا چاہتے ہیں اور دونوں کی تعلیمات کے مطابق ہر انسان کو دوسرے کے لیے اپنے جیسے خیالات رکھنا چاہیے۔ کنفیوشس کا قول ہے:

(دوسروں کے ساتھ وہ سلوک نہ کرو جو تم دوسروں سے اپنے لیے پسند نہیں کرتے) [2]

حدیث شریف میں اسی بات کی تعلیم دی گئی ہے:

(لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُم حَتّیٰ یُحِبَّ لِاَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفسِهِ) [3]

(تم میں اس وقت کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے لیے جو چیز پسند کرے وہ اپنے دوسرے بھائی کے لیے بھی پسند نہ کرے)۔

فلسفہ کنفیوشس کے مطابق رحم اور پیار کی سوچ تو افراد اور حکام کے دل و دماغ میں رچ بس جانا چاہیے اور اسی سوچ سے تمام معاشرتی رشتے بنائے جا سکتے ہیں۔

4۔ خاندان کی مضبوطی

دونوں مذاہب خاندان اور رشتوں کی مضبوطی پر زور دیتے تھے۔ کنفیوشس ازم کے مطابق

"حکومت کی مضبوطی ملکی معاشرے میں خاندانوں کی اکائیوں کی درستگی سے ہوتی ہے اگر خاندان کی درستگی پر توجہ ہو گی تو پورا معاشرہ صحیح ہو جائے گا ملکی معاشرے میں ہر خاندان کی حالت زار بہتر کی جائے اور پھر اُن کو تعلیم کی دولت سے آراستہ کیا جائے زندہ رہنے کے لیے ان کو مناسب خوراک مہیا کرنی چاہیے اُن کی حفاظت کے لیے مناسب فوج ہونی چاہیے" [4]۔

اسی طرح اسلام کے نظام کو دیکھا جائے تو وہاں سے ہمیں بہت سی مثالیں ملتی ہیں۔ جیسا کہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کی اصلاح کے لیے ان کو درے سے مارا اور ان کا رونا دیکھ کر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، آپ نے اس کو کیوں سزا دی ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس میں عمدہ لباس

---

(1) سورۃ الاسراء: 80/17

(2) شیخ احمد دیدات، کنفیوشس زرتشت اور اسلام (لاہور: مشتاق بک کارنر 2010)، 35۔

(3) صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الإيمان أن يحب لأخيه ما يحب لنفسه ، حدیث 13، 17/1۔

(4) مکالمات کنفیوشس 2:7

کی وجہ سے تکبر پیدا ہو گیا ہے۔ لہذا اس کا غرور ختم کرنے کے لیے سزا ضروری تھی۔[1]

5۔ والدین کو نرمی اور عقل مندی سے سمجھانا

اگر والدین خدا نخواستہ درست راستے کی طرف نہ ہوں تو اولاد کو چاہیے کہ وہ آرام و سکون اور فہم و فراست سے اپنے والدین کو سمجھائے، ان پر بالکل بھی سختی کرنا ٹھیک نہیں۔ جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:

"والدین کی خیر خواہی کے لیے کچھ کہنا بھی فرزندانہ سعادت کا حصہ ہے۔ والدین کی خدمت کرتے ہوئے تم ان کو نرمی سے سمجھا سکتے ہو۔ اگر دیکھو کہ وہ تمہاری بات نہیں سن رہے، تب بھی ان کی ویسے ہی عزت کرو جیسے کہ پہلے کرتے تھے، ان کی بالکل نافرمانی نہ کرو۔ ہو سکتا ہے تم مصیبت اٹھاؤ لیکن ناراضی کے جذبات نہ رکھنا۔[2]

'The service which a filial son does to his parents is as follows:—In his general conduct to them, he manifests the utmost reverence; in his nourishing of them, his endeavour is to give them the utmost pleasure; when they are ill; he feels the greatest anxiety; in mourning for them (dead), he exhibits every demonstration of grief; in sacrificing to them, he displays the utmost solemnity. When a son is complete in these five things (he may be pronounced) able to serve his parents.[3]

('ایک خدمت گزار بیٹا اپنے والدین کے ساتھ یہ کام کرتا ہے: ان کے ساتھ اس کے عام سلوک میں، وہ انتہائی عقیدت کا اظہار کرتا ہے۔ ان کی پرورش میں، اس کی پوری کوشش ہے کہ وہ انہیں انتہائی خوشی دے۔ جب وہ بیمار ہوتے ہیں۔ وہ سب سے بڑی بے چینی محسوس کرتا ہے۔ ان (غمگینوں) کے غم میں، وہ غم کا ہر مظاہرہ کرتا ہے۔ ان کو قربان کرنے میں، وہ انتہائی پختگی ظاہر کرتا ہے۔ جب ان پانچ چیزوں میں بیٹا مکمل ہو جاتا ہے (تو اس کا اعلان کیا جا سکتا ہے) اپنے والدین کی خدمت کرنے کے قابل ہوتا ہے)۔

لہذا اس عبارت میں کنفیوشس بچوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اولاد کو ماں باپ کے معاملے میں سختی سے گریز کرنا چاہیے۔ کنفیوشس ازم میں اگر کوئی اپنے والدین کے خلاف جائے تو وہ آسمان کے قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے، اگر کوئی

---

(1) تاریخ الخلفاء، حضرت شمس بریلوی، 224۔

(2) Waley,The Analects of Confucius ,4:18

(3) Legge, The Sacred Books of China, Chap . X, 483.

والدین کی نافرمانی کرے ان کی زندگی میں اور موت کے بعد ان کی رسومات ادا کرے تو اس کے بارے Xunzi میں لکھا ہے کہ
"جوان اولاد ہو اور وہ بڑوں کی خدمت نہ کرے تو بد قسمتی اس شخص کا پیچھا کرتی ہے"۔[1]

جبکہ اسلام میں اس کو گناہِ کبیرہ کہا گیا ہے جسے اللہ اور اس کے نبی ﷺ کے احکامات کی خلاف ورزی گردانا گیا ہے اور اس کی سزا دوزخ کی آگ ہے۔ماں باپ کی نافرمانی تو کجا، قرآن مجید میں ناراضگی و ناپسندیدگی کے اظہار اور جھڑکنے سے بھی روکا گیا ہے اور ادب کے ساتھ نرم گفتگو کا حکم دیا گیا ہے:۔

﴿فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾[2]

(والدین کے آگے اف تک نہ کرو نہ انہیں ڈانٹو اور ہمیشہ نرم بات کرو)۔

﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾[3]

(اور ہم نے انسان کو اپنے والدین اچھا سلوک کرنے کی وصیت کی)۔

ماں باپ کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ توحید و عبادت کے بعد اطاعت و خدمت والدین کو ضروری قرار دیا گیا کیونکہ جہاں انسانی وجود کا حقیقی سبب اللہ ہے تو وہیں ظاہری سبب والدین ہیں۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ والدین کی نافرمانی ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں ہے:

(ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ:" الشِّرْكُ بِاللَّهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ،)[4]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبائر کا ذکر کیا یا) انہوں نے کہا کہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبائر کے متعلق پوچھا گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی کی) ناحق (جان لینا، والدین کی نافرمانی کرنا)

6۔ والدین کا بچوں کو ادب سکھانا

اسلام اور کنفیوشس ازم میں بچوں کی ابتدائی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا گیا ہے کیونکہ معاشرے میں بد نظمی، بداخلاقی، بے چینی، بے حرمتی، خود غرضی اور خود نمائی کی وبا پھیلتی جا رہی ہے وہ بڑی حد تک والدین کا تربیت کے اصولوں سے ناواقف ہونا اور بچپن کے زمانے کی اہمیت کو نہ سمجھ سکنے کا نتیجہ ہے۔اگر اولاد کی تربیت اور سیرت سازی نہ کی جائے تو وہ مستقبل میں معاشرے

---

(1) Xunzi,5:3

(2) سورۃ الاسراء: 23/17

(3) سورۃ العنکبوت :8/29

(4) صحیح بخاری، كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ، حدیث:409/2,5977۔

کے لیے کارگر نہیں ہو سکتے۔

The Book of Rites(حقوق کی کتاب) میں لکھا ہے کہ رسومات بچے کی ابتدائی زندگی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ کیونکہ بچے کی ابتدائی تربیت اس کی تمام زندگی کے معاملات میں اثر انداز ہوتی ہے۔مثال کے طور پر بچے کو سکھایا گیا کہ کب وہ اپنے بڑوں کی پیروی کرے۔

> جب بچہ خود کھانا کھا سکتا تھا تو اسے دائیں ہاتھ کو استعمال کرنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔جب یہ بولنے کے قابل تھا تو ایک لڑکے کو ڈھٹائی اور صاف طور پر جواب دینا سکھایا گیا تھا۔چھ سال میں،انہیں نمبر اور نقاط اصلیہ کے نام سکھائے گئے.جب "سات سال میں لڑکی اور لڑکے کو علیحدہ بستر پر سلایا جائے،وہ اکٹھے کھانا نہ کھائیں،آٹھ سال میں جب وہ کھانا کھائیں، باہر یا اندر جائے تو اپنے بڑوں کی پیروی کریں۔اسکے بچوں کو فرزندانہ سعادت کے بارے میں سکھانا چاہیے، تیرہ سال کی عمر میں لڑکوں کو موسیقی اور شاعری کی کتاب سیکھنی چاہیے۔اور ان کو شاؤ(Shao)کا رقص سیکھنا چاہیے اور جب وہ جوان ہو جائیں تو پھر ان کو ضیانگ (Xiang)کا رقص سیکھنا چاہیے۔"اس کے علاوہ انیس سال کی عمر میں لڑکے کو مختلف رسومات کے بارے میں سیکھنا چاہیے اور اس کو پشم اور ریشم پہننی چاہیے،اس کو داجیا(Da Jia)کا رقص سیکھنا چاہیے۔اس کو تن دہی سے والدین اور سماج کے متعلق فرائض کو ادا کرنا چاہیے۔اس عمر میں ہو سکتا ہے کہ وہ بہت علمیت کا مالک ہو، لیکن وہ دوسروں کو نہیں سکھا سکتا۔(1)

اگر مرد و عورت اپنے فرائض چھوڑ دیتے ہیں تو وہ کس طرح سنور سکتے ہیں؟اگر وہ چور یا ڈاکو بنتے ہیں تو ان کا انجام غلام یا نوکر کا ہو گا۔لہذا بچے کو نظم وضبط سکھانا اور اس میں اچھی عادتیں پیدا کرنا والدین کا فرض ہے۔

اسلام نے بچے کی تعلیم و تربیت پر بہت زور دیا ہے اور بچے کو آزاد اور بے حیا نہیں چھوڑ دیا۔اسلام نے والدین کو بچوں کی تربیت کا اختیار دیا ہے کہ وہ بچوں کی عمر اور ان کے مزاج کے مطابق آہستہ آہستہ ان کو تمام امور دنیا سے آگاہ کریں۔اسلام نے والدین کو حکم دیا ہے کہ پہلے نیک اولاد کے حصول کے لیے دعا کرے۔اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿رَبِّ هَبْ لِي مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ (2)

(اے میرے رب! مجھے ایک صالح (لڑکا) عطا کر)

اس کے علاوہ جب بچے کی پیدائش ہو جائے تو اس کا ایک اچھا نام رکھے اور بلوغت تک اس کا نکاح کر دیا جائے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

---

(1) James Legge,The Book of Right(Oxford Clarendon Press,1885), 27/476-479-

(2) سورۃ الصافات:100/99

(مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ، فَإِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَإِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَأَصَابَ إِثْمًا، فَإِنَّمَا إِثْمُهُ عَلَى أَبِيهِ)(1)

(جیسے اللہ کوئی اولاد دے اسے چاہیے کہ اس کا کوئی اچھا سا نام رکھے اور اسے حسن آداب سکھائے اور پھر جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے)

رسول ﷺ نے فرمایا:۔

(مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ سِنِينَ، وَفَرِّقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ.")(2)

(سات سال کی عمر میں بچوں کو نماز کا حکم دو (اور اگر نہ پڑھیں) دس سال کی عمر میں ان کو مارو اور ان کے بستر علیحدہ کر دو)

حضرت عمرؓ کا قول ہے:۔

"وَمَنْ لَمْ يُؤَدِّبْهُ الشَّرْعُ لَا أَدَّبَهُ اللهُ"(3)

(جسے شریعت مؤدب نہ کر سکے اسے اللہ بھی مؤدب نہیں کرتا)۔

تعلیم انسانی شخصیت کا زیور ہے۔ بچے کی شخصی نشو و نما کے لیے تعلیم بے حد اہم ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی اسلام کا معاشرتی نظام میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ

"وہ اپنے بچوں کو تراکی، گھڑ سواری اور شکار سکھائیں"۔

7۔ شادی کا معیار

چین میں شادی کو ایک مقدس فریضہ جانا جاتا ہے۔ چین کی بنیادی کتاب حقوق کی کتاب (The Book of Rites) میں میاں بیوی کے حقوق کو واضح کیا گیا ہے۔

"کنفیوشس ازم میں بچوں کی شادی والدین کی پسند سے کی جاتی ہے نہ کہ اولاد اپنی مرضی کرتی ہے۔ کیونکہ شادی میں والدین کی مرضی بھی فرزندانہ سعادت کا حصہ ہے۔ شادی کے لیے خوبصورتی کی بجائے خواتین کی مہارت، سگھڑ پن اور لڑکی کی مضبوطی کو مد نظر رکھا جاتا ہے۔ شادی سے پہلے دونوں کی محبت کو اچھا نہیں جانا جاتا اس کے علاوہ شادی سے پہلے جنسی تعلقات کو اچھا نہیں جانا جاتا تھا۔ چینی معاشرے میں شادی از حد

(1) مشکوۃ المصابیح، كتاب النكاح، باب الولي في النكاح واستئذان المرأة، حديث: 3138۔

(2) سنن ابوداؤد، كِتَاب الصَّلَاةِ، باب مَتَى يُؤْمَرُ الْغُلَامُ بِالصَّلَاةِ، حديث: 495۔

(3) محمد رشيد بن علي رضا تفسير المنار، 228/5۔

ضروری ہے اور اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو جائے تو لڑکے کو والدین کا ساتھ دینا چاہیے نہ کہ بیوی کا۔ عام طور پر چین میں لڑکی کی شادی بلوغت کے فوراً بعد کر دی جاتی ہے۔ شادی کے بعد عورت کی زندگی میں بے شمار تبدیلیاں آتی ہیں جب عورت کی شادی ہوتی ہے تو اس کو اپنے والدین کا گھر چھوڑنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی فیملی سے زیادہ روابط نہیں رکھ سکتی، چین میں بیوی کے لیے اولین ترجیح خاوند کے والدین پھر خاوند ہوتا ہے"۔[1]

اسلام اعتدال، عدل وانصاف اور حقوق کی مساویانہ تقسیم کا دین ہے۔ مرد وزن کے حقوق کے بارے میں بھی اس مذہب نے میانہ روی کو اختیار کیا ہے اور اپنی اسی خوبی کے سبب دین اسلام دنیا کے تمام تر دیگر ادیان کے سبب الگ ہے۔ اسلام میں بیوی اور اولاد کو سکون کا ذریعہ قرار دیا گیا۔ ارشاد ہے۔

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً وَّرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ﴾ [2]

(اللہ نے تمہارے لیے تمہی میں سے بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے بنائے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں کا رزق عطا کیا)۔

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾ [3]

(اور نکاح کر دو رانڈوں کا اپنے اندر اور جو نیک ہوں تمہارے غلام اور لونڈیاں اگر وہ ہوں گے مفلس اللہ ان کو غنی کر دے گا اپنے فضل سے اور اللہ کشائش والا ہے سب کچھ جانتا ہے)

اسلام میں مرد وعورت کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وہ باہمی مشاورت سے ایک دوسرے کو دیکھ کر شادی کر سکتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے مرد وعورت دونوں کے درمیان محبت والفت برقرار رہے۔ قرآن مجید میں ہے:۔

﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ﴾[4]

(پس تم عورتوں میں سے ان سے نکاح کرو جو تمہیں پسند ہوں)

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ﷺ نے فرمایا:

(إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى مَا يَدْعُوهُ إِلَى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ)[5]

---

(1) James Legge,The Book of Right. 27/9 – 10

(2) سورۃ النحل:72/16

(3) سورۃ نور:32/24

(4) سورۃ النساء/3:4

(5) سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب فی الرجل ینظر الی المراۃ وھو یرید تزویجھا، حدیث 2084، 190/2۔

(جب تم میں سے کوئی عورت کو پیغام نکاح دے تو ہو سکے تو وہ اس چیز کو دیکھ لے جو اسے اس سے نکاح کی طرف راغب کر رہی ہے)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس عورت سے آدمی نکاح کرنا چاہے وہ اسے دیکھ سکتا ہے۔ مردوں کو بلند درجہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ خانگی زندگی میں مساوات کے لیے دونوں میں ایک کا قوام ہونا ضروری ہے۔ اگر دونوں مساوی ہوں تو بدنظمی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسلام فطری دین ہے اس لیے ایک کو حاکم اور دوسرے کو اس کا مطیع بنایا گیا۔

8۔ بڑھاپا اور عزت

چینی معاشرے میں بیوہ عورت خاص طور پر جو بوڑھی ہو چکی ہو اس کی بہت عزت کی جاتی ہے۔ نوجوان نسل ان کی بہت عزت و تکریم کرتے ہیں۔[1] یہ مرد و عورت کی زندگی کا وہ وقت ہوتا ہے کہ جب ان کو بہت عزت ملتی ہے۔ کیونکہ انھوں نے زندگی کا میٹھا اور کڑوا ذائقہ چکھا ہوتا ہے۔

"Let careful attention be paid to education in' schools, inculating in it especially the filial and fraternal duties, and grayhaired men will not be seen upon the roads, carrying burdens on their backs or on their heads."[2]

(سکولوں میں بچوں کی تربیت میں خاص طور پر فرزاندانہ فرائض کے بارے میں سکھانا چاہیے اور سفید بالوں والے اپنی کمر اور سر پر بوجھ اٹھاتے سڑکوں پر نظر نہ آئیں)

اسلام میں بھی بزرگوں کی بہت عزت و احترام بیان کیا گیا ہے۔ بزرگوں کی تعظیم کو اللہ کی تعظیم قرار دیا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بزرگوں کی عزت و تکریم کی تلقین فرمائی اور بزرگوں کا یہ حق قرار دیا کہ کم عمر اپنے سے بڑی عمر کے لوگوں کا ادب و احترام کریں اور ان کے مرتبے کا خیال رکھیں، ان سے حسن سلوک سے پیش آئیں۔

حضرت ابو موسیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

(إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ والجَافِي عَنْهُ، وإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ)[3]

(بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا حصہ ہے، اور اسی طرح قرآن مجید کے عالم کی جو اس میں تجاوز نہ کرتا

---

(1) Youngmin Kim, Michael J. Pettid, *Women and Confucianism in Chosan Korea*, (New York: State University , 2011),124.

(2) The Four Books,7.

(3) ابوداؤد، السنن، کتاب الأدب، باب في تنزيل الناس، حدیث: 4843، 158/13۔

ہو اور اس بادشاہ کی تعظیم جو انصاف کرتا ہو)‘

9۔ حق طلاق

چین میں طلاق کا رجحان کم ہے اور صرف خاوند کو ہی اختیار حاصل ہے کہ وہ بیوی کو طلاق دے، خاوند مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔

> The seven grounds for husbandly repudiation of the wife (shichishutsu) were not having any children, immoral behavior, not serving parents-in-law, loquacity, committing robbery, jealousy, and incurable disease.(1)

(مثلاً بیٹا نہ ہونے کی بناء پر، والدین/ساس سسر کی نافرمانی، بے ہودہ گفتگو کرنے والی، چوری، حسد بغض رکھنے والی اور نا قابل علاج بیماری)

ان وجوہات کی بناء پر خاوند طلاق دے سکتا ہے۔ خاوند خاندان کے سربراہ کو شامل کر کے طلاق دے سکتا ہے۔ چین میں عورت کے لیے طلاق کو اچھا نہیں جانا جاتا، طلاق کے بعد عورت اپنے گھر چلی جاتی ہے۔

اسلام بھی عائلی ناخوشگواری کے قبیح اثرات سے بچنے کے لیے مرد کو طلاق کا اختیار دیتا ہے۔ لیکن طلاق کے استعمال کی اجازت انتہائی ناگزیر حالت میں دی گی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

طلاق حلال ترین کاموں میں سب سے ناپسندہ ترین عمل ہے۔(2)

قرآن میں ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾(3)

(اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو وارثت میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود و باش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا

---

(1) Dorothy KoJa Hyun Kim Haboush,*Women and Confucius Culture*(Berkeley: University of California Press,2003),43.

(2) ابوداؤد، كتاب تفريع أبواب الطلاق، باب فِي كَرَاهِيَةِ الطَّلَاقِ، حدیث:2178۔

(3) سورۃ النساء:19/4

جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے)۔

10۔عائلی زندگی میں میاں بیوی کا مقام و مرتبہ

کنفیوشس کے نزدیک میاں گھر کا سربراہ ہے جبکہ بیوی اس کی غلام۔ میاں کو بیوی اور بیوی کو میاں کے حقوق کا لحاظ رکھنا لازم ہے۔

Men and women is expected to have distinct social role that men should go out to work to support family and women stay at home to be caregivers.(1)

(مرد و عورت کا کا معاشرتی لحاظ سے کردار مختلف ہے۔ مرد خاندان کی کفالت کے لیے گھر سے باہر کام کرتا ہے اور خاتون گھر کی نگرانی کرتی ہے)۔

Book of Changesیعنی تبدیلیوں کی کتاب میں کہا گیا ہے کہ

"دنیا میں آسمان کی حیثیت Yang یعنی مردانہ قوت کی ہے اور زمین کی حیثیت (Yin) یعنی عورت کی سی ہے۔ لہذا خاندان میں دو قوتیں Yin اور Yang یعنی مرد و عورت ہیں۔ آدمی فطرتاً بہادر متحرک حیثیت اور مضبوط ہوتا ہے۔ جبکہ عورت ڈرپوک، کمزور، غیر متحرک، سست اور نرم و نازک ہوتی ہے"۔(2)

اس کے علاوہ کنفیوشس یہ تعلیم دیتا ہے کہ

"شوہر کو انصاف پسند اور بیوی کو شوہر کا اطاعت شعار ہونا چاہیے۔اس رشتے میں تمام ماتحتی بیوی کو کرنی پڑتی ہے"۔(3)

اسلام نے عورت کو شوہر کا مطیع و فرمانبردار بننے کا حکم دیا ہے اور اس کی نافرمانی سے روکا ہے۔ نافرمان عورت کے لیے سخت وعید سنائی ہے۔ البتہ اگر شوہر کا حکم شریعت کے احکام سے متصادم ہو تو شریعت کا حکم شوہر کے حکم سے برتر سمجھا جائے گا۔ شوہر کا حکم ٹھکرا دیا جائے گا اور شریعت کی پیروی کی جائے گی۔ شوہر کا حق ہے کہ بیوی اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ قرآن مجید نے عائلی زندگی کا قاعدہ کلیہ اس طرح بیان کیا ہے:

﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ﴾ (4)

مرد عورتوں پر قوام ہیں۔

---

(1) Go VF, Quan VM, Chung A, et al. Gender Gaps, *Gender Traps: Sexual Identity and Vulnerability to Sexually Transmitted Diseases among Women in Vietnam. Soc Sci & Med*. 2002;55:467–481-

(2) Book of Changes,The Great appendix,t.i,ch.1

(3) E.E Kellett, *A Short History Of Religions* (Australia:Penguin books Ltd, 1933),-438.

(4) سورۃ النساء:34/4

اسلامی تعلیمات کے مطابق عائلی زندگی میں مرد کو سربراہی حاصل ہے اور عورت اس کی مشیر اور وزیر ہے۔قرآن کریم نے ایک مثالی بیوی کی مندرجہ ذیل خصوصیات بیان کی ہیں:

﴿فالصٰلحٰتُ قٰنتٰتٌ حٰفظٰتٌ لِّلغَیبِ﴾ (1)

نیک بیویاں اپنے خاوند کی فرمانبردار اور ان کی عدم موجودگی میں ان کے مال و عزت کی محافظ ہوتی ہیں۔

11۔ دوست کی رہنمائی

کنفیوشس ازم اور اسلام میں دوست کو دوسرے دوست کی درست رہنمائی کرنی چاہیے یعنی دوست کو اپنے دوست کو اچھائی کی طرف لگانا چاہیے۔جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:

Faithfully admonish your friend and skillfully lead him on. If you find him impracticable, stop. Do not disgrace yourself.(2)

(ایمانداری سے دوستوں کو تنبیہ کریں، ان کی مہارت سے رہنمائی کریں، ایسا کر سکیں تو رک جائیں بے عزت ہونے سے بچ جائیں)

اسلام میں مومن تو سراپا الفت و محبت ہے اس لیے اسلام مومنین کو نصیحت کرتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی اچھے برے کاموں میں رہنمائی کریں۔قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَي الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا﴾(3)

(اور رحمن کے (حقیقی) بندے وہ ہیں جو زمین پر انکساری سے چلتے ہیں اور اگر جاہل ان سے مخاطب ہوں تو بس سلام کہہ کر (کنارہ کش رہتے ہیں)

دوستی کے رشتے میں اخلاص اور اعتماد و یقین ہونا چاہیے۔اگر ایک دوسرے میں کوئی بات ہو بھی جائے تو ایک دوسرے کو معاف کر دینا چاہیے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾(4)

(مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں زکوۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے

(1) سورۃ النساء:176/4

(2) Analects,12:23

(3) سورۃ الفرقان:63/25

(4) سورۃ التوبۃ:71/9

رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا بیشک اللہ غلبے والا حکمت والا ہے)۔

12۔ دوستی کا معیار

کنفیوشس اس بات پر زور دیتا ہے کہ

"ہر ایک کو دوست نہ بناؤ کچھ منتخب لوگوں کو دوست بنانا چاہیے، کیونکہ دوست بنانا انسان کے اختیار میں ہوتا ہے"۔[1]

منشس دوستی کے بارے کہتا ہے۔

"Friendship should be maintained without any presumption on the ground of one's superior age, or station, or the circumstances of his relatives. Friendship with a man is friendship with his virtue, and does not admit of assumptions of superiority.[2]

(دوستی کسی کی اعلی عمر، اسٹیشن، یا اس کے رشتہ داروں کے حالات کی بنا پر کسی قیاس کے بغیر رکھی جانی چاہئے۔ انسان سے دوستی اس کی خوبی سے دوستی ہے، اور برتری کے مفروضوں کا اعتراف نہیں کرتی ہے)

لہذا کنفیوشس ازم میں دوستی کسی کی عمر، جگہ یا اس کے رشتے داروں کی بنیاد پر نہیں کرنی چاہیے بلکہ دوستی اخلاق کی بنیاد پر کرنی چاہیے اور دوستی میں خود کو اعلی نہیں سمجھنا چاہیے۔ اسلام میں دوستی کا معیار بیان کیا گیا ہے:۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾[3]

(اے اہل ایمان! خدا سے ڈرتے رہو اور راستبازوں کے ساتھ رہو)۔

اسی طرح اسلام میں بھی دوستی میں اخلاق کو ترجیح دی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾[4]

(مسلمانو)! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع و خضوع سے) کرنے والے ہیں)۔

13۔ بھائی کا بھائی سے تعلق

---

(1) May Sim, *Remastering with morals with Aristotle and Confucian* (Cambridge university Press,2007),198.

(2) Legge, *The work of Mencius*,Chap-III,235.

(3) سورۃ التوبۃ:119/ 9

(4) سورۃ المائدۃ:55/5

کنفیوشس ازم کے مطابق ایک بھائی کے دوسرے بھائی کے ساتھ تعلقات اچھے ہونے چاہئیں۔ بھائی ایک دوسرے کا احترام کریں اور اگر باپ کی وفات ہو جائے تو بڑے بھائی کو چاہیے کہ باپ کی طرح چھوٹے بھائیوں کا خیال رکھیں۔ اس کے علاوہ چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائی کا احترام کرنا چاہیے۔ کنفیوشس اس چیز کو بہت اہمیت دیتا ہے۔

The richest fruit of righteousness is this, the obeying one's elder brothers, ([1])

(راستبازی کا سب سے زیادہ پھل کسی کے بڑے بھائیوں کی فرمانبرداری ہے)

اسلام میں تمام مسلمان آپس میں دینی بھائی ہیں لہٰذا انہیں آپس میں اتفاق و محبت سے رہنا چاہیے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾[2]

(بے شک مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں پس اپنے بھائیوں کے مابین صلح قائم کرو اور اللہ تعالیٰ کا خوف رکھو تاکہ تم پر رحم کیا جائے)۔

ارشاد ہے:۔

﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ اِخْوَانًا﴾[3]

اور (باہم) نااتفاقی مت کرو۔ اور تم پر جو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اس (اللہ تعالیٰ) نے تمھارے قلوب میں الفت ڈال دی سو تم اس (خدا تعالیٰ) کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے

14۔ باطنی صفائی (تزکیہ نفس)

کنفیوشس کی نظر میں محض جسمانی (ظاہری) صفائی اور لباس کی آرائش وزیبائش اندرونی (باطنی) پاکیزگی کے بغیر بیکار ہے۔ (گویا کنفیوشس ازم میں بھی تزکیۂ نفس پر زور دیا گیا ہے)۔[4]

"Attack the evil that is within yourself, rather than attacking the evil that is in others".[5]

اسلامی تعلیمات میں بھی روحانی و باطنی صفائی (تزکیۂ نفس) کی بہت زیادہ تاکید و ترغیب دی گئی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

---

(1) Legge, *The Works of Mencius*, Chap. XXVII.176.

(2) سورۃ الحجرات:10/49

(3) سورۃ آل عمران:103/3

(4) بشیر احمد ڈار، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، 25۔

(5) Lionel Giles, *Wisdom of the East*, Trans: *The Sayings of Confucius*, 93.

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا - وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ (1)

(یقیناًوہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اسے (اپنے باطن یا نفس کو) پاک کر لیا اور وہ خاسر ہوا جس نے اسے بگاڑ دیا)۔

15۔ خلوص

کنفیوشس کے نزدیک یہ صفت نیکی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ خلوص کے بغیر خانگی اور معاشرتی زندگی میں وہ ہم آہنگی اور توازن پیدا نہیں ہو سکتا جس کی ضرورت ہوتی ہے۔

اسلام کی تعلیمات میں خلوص یا اخلاص کو ہر عمل میں بنیادی حیثیت واہمیت حاصل ہے۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

﴿ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ﴾ (2)

(توسب خالص اعتقاد سے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں)

حدیث شریف میں ہے:

(إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنْ الْعَمَلِ إِلَّا مَا كَانَ لَهُ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهِ وَجْهُه)

(بلاشبہ اللہ تعالیٰ صرف وہی عمل قبول فرماتا ہے جو خالصتاً اسی کے لیے کیا جائے اور جس سے صرف اللہ ہی کی رضا مقصود ہو)۔

16۔زنا کی مذمت

اسلام اور کنفیوشس ازم دونوں میں ناجائز تعلقات کی ممانعت ہے۔کنفیوشس کہتا ہے۔

Confucianism sees sexuality as taboo and forbid discussion about sex. It advocates sex is regulated by formal arrangements (marriage) and culminates in childbirth, so sex outside of marriage is not condoned. Virtue of chastity is particularly supposed to be abided by women, which means remaining virgin before marriage and fidelity to the husbands, alive or dead.(3)

(کنفیوشس ازم جنسیت کو ممنوع سمجھتا ہے اور جنسی تعلقات کے بارے میں گفتگو سے منع کرتا ہے۔اس

---

(1) سورۃ الشمس:9-10/91

(2) سورۃ یونس:22/10

(3) Go VF, Quan VM, Chung A, et al. *Gender Gaps, Gender Traps: Sexual Identity and Vulnerability to Sexually Transmitted Diseases among Women in Vietnam*. Soc Sci & Med. 2002;55:467–481-

کی وکالت ہے کہ جنسی تعلقات کو باقاعدہ انتظامات (شادی) کے کَمَا تکُونُونَ ذریعہ منظم کیا جاتا ہے اور یہ پیدائش کے اختتام پر ہوتا ہے، لہذا شادی سے باہر جنسی تعلقات کو تعزیر نہیں کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر عفت کی فضیلت عورتوں کی پاسداری کرنا ہے، جس کا مطلب ہے شادی سے پہلے کنواری رہنا اور شوہروں سے وفاداری، زندہ یا مردہ)

دین اسلام میں زنا چونکہ بہت بڑا جرم ہے، اتنا بڑا کہ کوئی شادی شدہ مرد یا عورت اس کا ارتکاب کر لے تو اسے اسلامی معاشرے میں زندہ رہنے کا ہی حق نہیں ہے۔ پھر اسے تلوار کے ایک وار سے مار دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ پتھر مار مار کر اس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے تاکہ معاشرے میں نشان عبرت بن جائے۔ اس لیے یہاں فرمایا کہ زنا کے قریب مت جاؤ، یعنی اس کے دواعی و اسباب سے بھی بچ کر رہو، مثلاً غیر محرم عورت کو دیکھنا، ان سے اختلاط، کلام کی راہیں پیدا کرنا، اسی طرح عورتوں کا بے پردہ اور بن سنور کر گھروں سے باہر نکلنا، وغیرہ ان تمام امور سے پرہیز ضروری ہے تاکہ اس بے حیائی سے بچا جا سکے۔

﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا﴾[1]

(اور پاس نہ جاؤ زنا کے وہ ہے بے حیائی اور بری راہ ہے)۔

17۔ مخلوط طرز زندگی پر پابندی

اسلام اور کنفیوشس ازم میں مرد و عورت کے لیے حدود و قیود متعین ہیں اور اس لیے دونوں کو ان متعین حدود کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے۔

Male and female should not sit together (in the same apartment), nor have the same stand or rack for their clothes, nor use the same towel or comb, nor let their hands touch in giving and receiving.[2]

(مرد اور عورت کو ایک ساتھ نہیں (ایک ہی اپارٹمنٹ میں) بیٹھنا چاہیئے، اور نہ ہی ان کے کپڑوں کے لیے ریک ایک جیسا ہونا چاہیئے۔ اور نہ ہی ایک دوسرے کا تولیہ یا کنگھی استعمال کرنی چاہیے اور نہ ہی لینے اور دینے میں ہاتھ لگائیں)۔

اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو فطرت انسانی اور خواہش نفسانی کی تربیت کرتا ہے غلط اور درست کا فرق بتاتا ہے۔

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۭ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ﴾[3]

---

(1) سورۃالاسراء:32/17

(2) Li Ki,SECT. I. PT. III,.88.

(3) سورۃالنور:30/24

(مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لیے بہت ستھرا ہے، بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے)

مادیت پرستی اوو روشن خیالی کی وجہ سے لوگ برائی کو برائی کو نہیں سمجھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

(إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ)(1)۔

(یعنی جب تم کو حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر ڈال)۔

اسلام نے مردوں اور عورتوں کے اختلاط کی اجازت نہیں دی۔ مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور عورتوں کو حکم دیا کہ وہ پردہ کریں اور مرد معاشرہ میں یکساں مقام تو ضرور رکھتے ہیں لیکن ان کی ترجیحات ان کی ضروریات اور ان کے مقامات الگ الگ ہیں.

19۔ والدین کی زندگی میں بیٹے کا ذاتی جائیداد نہ رکھنا

کنفیوشس ازم کے مطابق بیٹے اپنے والد کی زندگی میں کوئی جائیداد نہیں رکھ سکتا۔ جیسا کہ کنفیوشس کہتا ہے:۔

While his parents are alive, he will not promise a friend to die (with or for him), nor will he have wealth that he calls his own.(2)

(جب تک کہ اس کے والدین زندہ ہیں، وہ کسی دوست سے مرنے (اس کے ساتھ یا اس کا) وعدہ نہیں کرے گا، اور نہ ہی اس کے پاس دولت ہو گی جسے وہ اپنا کہتے ہیں)۔

اسلام میں بیٹا مال تو رکھ سکتا ہے لیکن والد بیٹے کا مال استعمال کر سکتا ہے۔

20۔ ذاتی اصلاح

کنفیوشس ازم شریف آدمی کا درجہ حاصل کرنے کے لیے خود کی اصلاح پر زور دیتا ہے

"A good person cultivates his character, serves his pare honors pious people, loves children and his relatives, respects his ministers"(3)

(ایک اچھا انسان اپنے کردار کو فروغ دیتا ہے، اپنے والدین کی خدمت کرتا ہے، نیک لوگوں کا احترام کرتا ہے، بچوں اور ان کے رشتے داروں اور وزراء سے محبت کرتا ہے)۔

کنفیوشس ازم کے مطابق ذاتی اصلاح کے لیے انسان کا کردار آسمان کے قوانین کے مطابق ہو۔

---

(1) صحیح بخاری، كِتَاب أَحَادِيثِ الْأَنْبِيَاءِ، إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ ،حدیث:3483،620/2۔

(2) The Sacred books of China, SECT. I. PT. II, 69

(3) Waley,The Analects of Confucius: 3: 20

His knowledge should not contradict with the knowledge of heaven.[1]

(اصلاح کے لیے انسان کا کردار آسمان کے قوانین کے مطابق ہو)

اور اسی طرح اسلام بھی ماننے والوں کو ایک حقیقی مسلمان ہونا کی تلقین کرتا ہے۔۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ﴾[2]

(اور میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی)

مفسرین کا کہنا ہے کہ :اللہ تعالی نے ایسے نفس کی قسم اٹھائی ہے جو واجبات میں کمی اور کچھ حرام کاموں کے ارتکاب پر بھی اپنے آپ کو اتنا ملامت کرتا ہے کہ نفس سیدھا ہو جاتا ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ لَهوَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّالٍ﴾[3]

(بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے،اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا،اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا)۔

اصلاح معاشرہ ذاتی اصلاح کرنے کے بعد ہی ممکن ہے اس لئے ہم سب کو پہلے اپنی اصلاح کرنی ہے اور پھر معاشرہ کی اصلاح کرنی ہے۔

---

(1) Waley,The Analects of Confucius 7: 20

(2) سورۃ القیامہ:2/75

(3) سورۃ الرعد:11/13

فصل دوم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات

کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ سیاسی تعلیمات درج ذیل ہیں:۔

1۔ سرکاری عہدے اور مناصب امانت ہیں

کنفیوشس حاکموں سے یہ توقع کرتا تھا کہ سیاست اور سلطنت کے تمام امور میں عدل وانصاف کو اپنایا جائے تو اس سے باہمی اعتماد کی فضا قائم ہوتی ہے۔ حکومتی حکام اور وزراء کو ملک کے اندر قابل لوگوں کو ان کی صلاحیتوں کے مطابق عہدے دینے چاہیے اور اس سلسلے میں ذاتی اغراض ومقاصد ترک کر دیں، صرف اہل اور نیک لوگوں کو عہدے دیں اور اپنی رعایا کے تمام بنیادی حقوق کی پاسداری کریں۔

کنفیوشس کہتا ہے:

"اگر آپ بے ایمان اور بے انصاف حکام کی جگہ منصف اور ایماندار لوگوں کو لائیں گے، تو لوگ آپ کی عزت کریں گے اور مطیع ہو جائیں گے، لیکن اگر ایماندار اور منصف حکام کی جگہ بے ایمان اور بے انصاف حکام کو لا کھڑا کریں گے، تو پھر لوگ نہ آپ سے خوش ہوں گے اور نہ مطیع رہیں گے"۔[1]

اور اسی طرح اسلام میں بھی سرکاری مناصب اور عہدے ایک امانت ہوتے ہیں اور اس لیے اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق اہل لوگوں کے مطابق قابل لوگوں کو تفویض کیے جاہیں۔اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا ﴾[2]

(خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں ان کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں میں فیصلہ کرنے لگو تو انصاف سے فیصلہ کیا کرو خدا تمہیں بہت خوب نصیحت کرتا ہے بیشک خدا سنتا (اور) دیکھتا ہے)

اس آیت کریمہ میں امانت سے مراد حکومتی عہدے اور مناصب ہیں اور بادشاہت اللہ کی امانت ہوتی ہے اور حاکم کا اولین فرض ہے کہ حکومت کے ہر معاملے میں عدل وانصاف کو اولین ترجیح دے۔

پیر محمد کرم شاہ ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں:۔

اگر کسی کو اقتدار حاصل ہے تو غریب وامیر، قوی وضعیف میں مساوات قائم کرنا، عدل کے ترازو کو تمام مخالف

---

(1) مکالمات کنفیوشس 6:17

(2) سورۃ النساء: 58/4

رجحانات کے باوجود برابر رکھنا حکومت کے عہدوں کے لیے کنبہ پروری اور دوست نوازی کی بجائے صرف اہلیت و قابلیت کو معیار قرار دینا بھی اسی حکم کی تعمیل میں شامل ہے[1]۔

کنزالایمان فی القرآن میں ہے:۔

فرائض بھی اللہ کی امانتیں ہیں، حاکم کو چاہیے کہ پانچ باتوں میں فریقین کے ساتھ برابر سلوک کرے۔

اپنے پاس آنے میں ایک ایک کو موقع دے دوسرے کو بھی دے

نشست دونوں کو ایک جیسی دے

دونوں کی طرف برابر متوجہ رہے

کلام سننے میں ہر ایک کے ساتھ ایک ہی طریقہ رکھے۔

فیصلہ دینے میں حق کی رعایت کرے۔[2]

اسی طرح جب ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کسی عہدے کی خواہش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ وَإِنَّهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ خِزْيٌ وَنَدَامَةٌ إِلاَّ مَنْ أَخَذَهَا بِحَقِّهَا وَأَدَّى الَّذِى عَلَيْهِ فِيهَا)[3]

(تم کمزور ہو اور یہ حکومت ایک امانت ہے، قیامت کے دن رسوائی اور پشیمانی کا باعث، الایہ کہ کوئی شخص برحق طریقے سے یہ امانت لے اور اس پر جو اس کے حقوق ہوتے ہیں، وہ ٹھیک سے ادا کرے)۔

2- رعایا کے حقوق کا خیال رکھنا

کنفیوشس کے مطابق حاکم صرف اپنے پیٹ کی فکر نہ کریں، بلکہ لوگوں کے لیے خود عملی نمونہ بن جائیں۔ کیونکہ حاکم جیسا عمل کرے گا، لوگ اس کی پیروی کریں گے۔ کنفیوشس نے کہا:

جب تک حکمران صدق دل سے اپنے عوام کا بھلا نہیں چاہتا، وہ پورے اخلاص کے ساتھ عوام کے مسائل حل نہیں کرتا، اس وقت تک عوام کے دل میں اس حکمران کے لیے احترام اور وفاداری کے جذبات پیدا نہیں ہوتے۔[4]

اسی طرح اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حاجت مندوں، ضرورت مندوں، بے بس اور مظلوم افراد کی ضرورتوں کو پورا کرنے، ان

---

(1) پیر محمد کرم شاہ، ضیاء القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز 1978)، 355۔

(2) احمد رضا خان (مترجم) کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، س۔ن)، 157۔

(3) صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب کراہۃ الامامۃ بغیر ضرورۃ، حدیث: 4719، 130/2۔

(4) امیر علی خان، اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا (لاہور: ممتاز اکیڈمی، س۔ن)، 331۔

سے ظلم دور کرنے، انہیں آرام پہنچانے اور تعاون کرنے کا بہت اجر وثواب ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی بہترین انسان وہی ہے جو لوگوں کے لیے کام کرتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

(خَيرُ النَّاسِ مَن يَّنفَعُ النَّاسَ) (1)

(بہتر انسان وہی ہے کہ جو دوسروں کو فائدہ پہنچائے)۔

اس لیے اچھی حکمرانی کے لیے حاکم کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ اس کے کسی عمل سے عوام الناس کو نقصان تو نہیں ہو رہا، کسی شخص کی دل آزاری تو نہیں ہو رہی؟ حاکم کے لیے ضروری ہے کہ اپنے آرام و سکون کو ترک کر کے اپنا سب کچھ عوام الناس کی خدمت میں صرف کر دے، اس کے لیے حاکم کو اپنی زندگی کی تمام آسائشیں چھوڑنی ہوں گی، کیونکہ ہر حاکم کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی عوام اس کے ساتھ عزت واحترام اور اس کی غم خوار بنیں۔ تو اس کے لیے ضروری ہے کہ حاکم پہلے اپنی رعیت کے بارے میں سوچے، لوگوں کے دکھ سکھ میں لوگوں کا ساتھ دے۔

3۔ محاسبۂ نفس

محاسبہ کا لغوی معنی حساب لینا، حساب کرنا ہے اور مختلف اعمال کرنے سے پہلے یا کرنے کے بعد ان میں نیکی وبدی اور کمی بیشی کے بارے میں اپنی ذات میں غور و فکر کرنا اور پھر بہتری کے لیے تدابیر اختیار کرنا محاسبۂ نفس کہلاتا ہے۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی فرماتے ہیں:

"اعمال کی کثرت اور مقدار میں زیادتی اور نقصان کی معرفت کے لیے جو غور کیا جاتا ہے اسے محاسبہ کہتے ہیں" (2)

حاکم کو حکمرانی کے لیے کسی قسم کا حرص یا طمع نہ کر کے اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہیے کہ آیا میں یہ بھاری کام کر سکتا ہوں یا نہیں؟ کنفیوشس اپنی مثال دیتے ہوئے کہتا ہے:۔

میں تین بار اپنا محاسبہ کرتا ہوں اور یہ جائزہ لیتا ہوں کہ کیا میں دوسرے لوگوں کے کاموں سے جی تو نہیں چرا رہا؟ کیا میں اپنے دوستوں سے فریب تو نہیں کر رہا؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ جو کچھ مجھے سکھایا گیا، میں اسے دوسروں تک پہنچانے میں ناکام تو نہیں رہا۔ (3)

اسلامی تعلیمات میں بھی محاسبۂ نفس (Self-Accountability) کی تاکید و تلقین کی گئی ہے کہ حاکم اپنا احتساب کرے کہ آیا میں معاشرے میں لوگوں کے لیے کارگر ہوں اور اگر اس سلسلے میں حاکم کو اس زمرے میں چھوٹے موٹے نقصانات پیش آئیں تو وہ ان کی پرواہ کیے بغیر مظلوم کی دادرسی کریں اور ان کے ظلم وزیادتی کا ازالہ کریں۔ ارشاد ہے:۔

---

(1) فیض الباری علی صحیح البخاری، کتاب العلم، بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالَی (وأتواالنساء...)، 533/5۔

(2) امام غزالی، احیاء علوم الدین، 319/5۔

(3) Chan, *Chinese Philosophy*, 20-

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ﴾[1]

(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور ہر شخص کو یہ دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل کیلئے کیا بھیجا ہے، اور اللہ سے ڈرو، بیشک اللہ تعالی تمہارے عملوں کے بارے میں خبر رکھنے والا ہے)۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں:۔

"محاسبہ شروع ہونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لو، اپنے نفس کا وزن کر لو اس سے پہلے کہ اسکا وزن کیا جائے، اور بڑی پیشی کیلئے تیاری کرو"

اسی طرح مسلمان پر یہ بھی واجب ہے کہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اور دل میں آنے والے شکوک وشبہات کا مقابلہ کرے۔

4- سادہ طرز زندگی

حاکم کا لباس، رہن سہن اور طرز زندگی عام انسان جیسا ہونا چاہیے تاکہ حاکم کسی قسم کے فخر و گھمنڈ میں مبتلا نہ ہوں اور نہ ہی عملی طور پر ان کے اور عوام کے طرز زندگی میں اتنا فرق ہو کہ وہ مختلف طبقات میں تقسیم ہوں۔ کنفیوشس نے حاکم کو ایک اعلی انسان کا درجہ دیتے ہوئے کہا:۔

"اچھے انسان کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے سیر ہو کر کھانا نہیں کھانا چاہیے۔ اپنے مسکن میں آسائشیں مہیا نہیں کرنی چاہیں۔ لین دین میں جلدی کرنی چاہے اور اپنی گفتگو میں محتاط رہنا چاہے"۔[2]

کنفیوشس نے حاکم وقت کو وسائل کا استعمال کفایت شعاری اور اعتدال سے کرنے کا کہا:

ایک ہزار رتھوں (چھوٹے تا درمیانے درجے کی ریاست) کے ملک پر حکومت کرنے کے لیے عہدے کا پاس کریں اور قابل اعتماد بنیں۔ لوگوں سے محبت کریں اور وسائل کا استعمال کفایت سے کریں۔ لوگوں کو بروقت روزگار مہیا کریں۔[3]

حاکم کو اپنی ذاتیات کو چھوڑ کر لوگوں کے لیے خدا تعالیٰ کے فرمان کے مطابق حکومت کرنی چاہیے۔ دنیاوی حرص اور طمع کو چھوڑ کر اللہ کے احکامات کی پیروی کرنی ہوگی۔ قرآن پاک میں فرمودات الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرنے والوں کے لیے اجر عظیم ہے۔ اسلام بھی سادگی اور عاجزی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بھی حاکم تب ہی لوگوں کے دلوں پر حکومت کر سکتا ہے اگر اس کے کردار میں زہد اور سادگی ہو۔

---

(1) سورۃ الحشر:18/59

(2) مکالمات کنفیوشس 1:14

(3) ایضا 1:5

ارشاد ہے:۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾[1]

(جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل، بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے)۔

ایک اور جگہ ہے:۔

﴿اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا﴾[2]

(فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں، اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے)۔

آپ ﷺ اور آپ کے خلفاء خورو نوش کا معیار عام عوام جیسا رکھتے تھے تاکہ آپ کو ان کی مشکلات اور تکالیف کا احساس رہے۔ حضرت عمرؓ کا طرز زندگی دیکھا جائے تو ان کے لباس میں کئی کئی پیوند ہوا کرتے تھے۔ حضرت بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حضرت عمرؓ کی تہہ بند میں بارہ پیوند تھے جن میں سے بعض چمڑے کے تھے حالانکہ وہ امیر المومنین تھے۔[3]

آپ عمال کو بھی خطوط کے ذریعے عیش و عشرت والی زندگی سے اجتناب کرنے کی تلقین کرتے تھے۔ ابو عثمان کہتے ہیں کہ ہم لوگ آذربائیجان میں تھے کہ آپ کا خط ہمیں موصول ہوا۔ اس میں لکھا تھا کہ

"عتبہ بن فرقد تمہیں عیش و عشرت سے گریز لازم ہے، مشرکوں کے لباس اور ریشم سے بھی پرہیز اس لیے کہ آپ ﷺ نے ہمیں تعیش سے باز رہنے کا حکم دیا ہے"۔[4]

اس طرح کی اسلامی تاریخ سے بے شمار مثالیں ہیں کہ حکمرانوں کو اپنی زندگی میں عیش کوشی اور اسراف سے اجتناب کر کے ملک کے مجموعی حالات کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ سرکاری وسائل کو بے دریغ استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

5۔ معاشرے کے محروم افراد کی مالی معاونت کرنا

کنفیوشس نے یتیم، بوڑھے، بے اولاد لوگ اور بیواؤں کا خیال رکھنے کا کہا کیونکہ یہ معاشرے کے سفید پوش لوگ ہوتے ہیں اور اس لیے عام طور پر کسی کو اپنی ضرورتوں کے بارے میں نہیں بتاتے۔ کنفیوشس ازم کے مطابق حکومت کی اولین

---

(1) سورۃ الفرقان:67/25

(2) سورۃ الاسراء:27/17

(3) ابن سعد، ابو عبداللہ بن محمد، الطبقات الکبری (دار بیروت: الطباعۃ والنشر، 1987)، 328/ 3۔

(4) ابن جوزی، ابی فرج عبدالرحمن، تاریخ عمر ابن الخطاب (مصر: دار الکتاب، مطبعۃ التوفیق، الادبیۃ، س۔ن)130۔

ترجیح لوگوں کو انصاف کی فراہمی ہے۔وہ لوگ جو اپنے خرچے نہیں اٹھا سکتے یا ان کا خاندان نہ ہو تو حکومت کا کام ہے کہ اُن کی مدد کرے۔ کنفیوشس کے مطابق بوڑھا آدمی بیوی کے بغیر یا بوڑھی عورت خاوند کے بغیر، بوڑھا آدمی بچوں کے بغیر چھوٹے بچے، باپ کے بغیر،اس طرح کے چار قسم کے لوگ امداد کے زیادہ مستحق ہیں،کیونکہ ان کی مدد کرنے کے لیے کوئی نہیں ہے[1]ایک بار کنفیوشس سے اس کی خواہش کے بارے پوچھا کہ آپ کی کیا خواہشات ہیں؟تو اس نے جواب دیا۔

"ضعیفوں کو راحت اور اپنے دوستوں کو اعتماد دینا"۔[2]

اسلام بھی حاکم سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ معاشرے کے محروم افراد جو کہ حاجت مند اور غریب ہیں ان کی مدد کریں۔اسلام لاتے وقت حضرت ابو بکرؓ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے آپ نے اپنی تمام رقم کمزور مسلمانوں کا فدیہ ادا کرنے میں صرف کر دی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے پاس ایک تجارتی قافلہ آتا ہے تو اس میں ایک ہزار اونٹوں پر مشتمل سامان ہوتا ہے انھوں نے سب اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ حضرت علیؓ کے معمولات زندگی بھی سادگی پر مبنی تھے۔[3]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ﴾[4]

(جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہر گز بھلائی نہ پاؤ گے،اور تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے)۔

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ﴾[5]

(دردناک سزا کی خوشخبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ))[6]

(جو شخص بیواؤں کے لیے کمائی اور محنت کرے یا مسکین کے لیے اس کے لیے ایسا درجہ ہے جیسے جہاد

---

(1) Erin M. *Cline,Justice and Confucianism*,170.

(2) مکالمات کنفیوشس 5:27

(3) سید قطب شہید،اسلام کا عدل اجتماعی,426-427۔

(4) سورۃ آل عمران:92/3

(5) سورۃ التوبہ:34/9

(6) صحیح مسلم،كِتَاب الزُّهْدِ وَالرَّقَائِقِ، باب الإِحْسَانِ إِلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ،حدیث:7468، 417/2۔

کرنے والے کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں۔ "اور میں سمجھتا ہوں یہ بھی فرمایا" : جیسے اس کا جو نماز کے لیے کھڑا رہے اور نہ تھکے اور جیسے اس روزہ دار کا جو روزہ کا ناغہ نہ کرے)۔

اسلامی معاشرے میں انفرادی طور مخیر حضرات اپنے طور پر غرباء کی زکوٰۃ، عشر، صداقت، خیرات، ہبہ اور عطیات کے ذریعہ مدد کریں۔ حاکم کا کام حق پر عمل کرنا اور عدل کرنا ہے اور لوگوں کو امرِ الٰہی پر قائم رکھنا ہے۔ اسی ضمن میں حضرت سلمان فارسی نے فرمایا کہ

"حاکم وہ ہے جو رعیت پر اپنے اہل وعیال کی طرح شفقت اور عدل کرے"۔ (1)

معاشرہ میں مستحق افراد کی کفالت کا تصور قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں متعدد مقامات پر اجاگر کیا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ﴾ (2)

(اے ایمان والو! ان پاکیزہ کمائیوں سے اور ان میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہوا ہے اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرو)۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

﴿وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ﴾ (3)

(اور ان کے مالوں میں سائل کیلیے اور محروم کیلیے مقرر حصہ ہے)۔

اس تصور کی وضاحت حدیث نبویہ میں بھی ملتی ہے۔

(اَلجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ) (4)

(پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حقدار ہے)۔

اللہ کریم اور اس کے رسول کریم ﷺ نے اسلامی معاشرے کے محکوم، مظلوم، مجبور اور بے بس افراد کی کفالت کرنے والوں کے رزق میں برکت کی بشارت دی ہے۔ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے گھٹتا نہیں، بلکہ سات گنا سے لے کر سات سو گنا اور کبھی اس سے بھی زیادہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے۔ ایک اسلامی ریاست میں ان تمام بنیادی لوازمات کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے۔ جن پر زندگی کے قیام واستحکام کا انحصار ہے۔

---

(1) مولانا محمد ادریس کاندھلوی، خلافت راشدہ (لاہور: مکتبہ عثمانیہ، س۔ن)، 34 ۔

(2) سورۃ البقرہ: 267/2

(3) سورۃ الذاریات: 19/51

(4) سنن نسائی، کتاب البیوع، بَابُ ذِكْرِ الشُّفْعَةِ وَأَحْكَامِهَا، حدیث، 4703، 320/7۔

6۔ حاکم کا فرائض کی ادائیگی میں پر خلوص ہونا

کنفیوشس نے حاکم کو فرائض کرتے ہوئے کہا۔

کہ جب انسان تنہا ہو تو نہایت سکون کے ساتھ متانت اور سنجیدگی اختیار کرے۔اور جب فرائض مفروضہ ادا کرے تو عزت واحترام کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو۔لوگوں سے ہم کلام ہو تو خلوص سے کام لے۔[1]

کنفیوشس نے اِس بات پر زور دیا ہے کہ حکمران کو رعایا کے لیے مثالی ہونا چاہیے۔ حکومت کے بارے میں اِس کا بالکل سادہ نظریہ ہے۔اگر حکمران دیانت دار ہوگا تو عوام اُس کی تقلید کریں گے۔ کنفیوشس نے کہا کہ

"اگر تم نیکی کی قوت سے حکومت کروگے تو شمالی ستارے کی طرح بن جاؤگے جو اپنی جگہ پر ہی رہتا ہے۔ جبکہ دیگر ستارے اپنی جگہ بدل لیتے ہیں"۔[2]

لہٰذا اس بات سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ ایک حاکم کو نیک سیرت ہونا چاہیئے کہ سب سے الگ تھلک ہو،اپنے اخلاص سے لوگوں کو متاثر کرے تاکہ لوگوں کے دلوں میں قانونی سزا کے بجائے دل سے برائی کو برا جاننے کی صلاحیت پیدا کی جاسکے۔ہمسایہ ظالم ریاستوں سے لوگ نیک اور دیانتدار حکومت والے ملک میں داخل ہوں گے۔[3]

حکومت ایک ایسا عہدہ ہے کہ جب بھی کسی کو یہ عہدہ ملتا ہے تو وہ شروع میں بہت خوش ہوتا ہے۔لیکن جب اس کا دنیا یا آخرت میں محاسبہ ہوتا ہے تو اس کو پتہ چلتا ہے کہ یہ کتنی بھاری ذمہ داری تھی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تخت نشینی کے وقت فرمایا:۔

میری پیروی اس وقت تک کرو جب تک کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کروں، جب میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں تو تم پر میری پیروی فرض نہیں۔[4]

حضرت عمرؓ کا قول ہے۔

(اگر دریائے فرات کے کنارے کوئی اونٹ بھی ضائع ہو کر مر گیا تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں بھی سوال کرے گا)[5]

لہذا حاکم کو اپنی زندگی خدا اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے تابع کرنا ہوگی اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے فیصلے

---

(1) تاریخ مذاہب، رشید احمد (کوئٹہ: زمرد پبلیکیشنز، س۔ن)، 109۔

(2) مکالمات کنفیوشس، 2:1

(3) ایضا، 1:10

(4) امام تیمیہ، السیاسۃ الشریعۃ، 32۔

(5) طبقات ابن سعد، ذکر استخلاف عمر، 284/3۔

کرنا ہوں گے۔

7۔ حاکم کا نیک نیت ہونا

کنفیوشس نے کہا کہ اگر امیر وقت نیک دلی اور اچھی نیت سے کام کرے تو وہ کبھی بھی تنہا نہیں ہوتا بلکہ اس کے بے شمار دوست احباب ہوتے ہیں۔

"نیکی کرنے والا شخص کبھی تنہا نہیں ہوتا، اس کے بے شمار رفیق ہوتے ہیں۔"(1)

اسلام میں بھی حاکم کا عوام الناس کے ساتھ حسن سلوک ہونا ضروری ہے۔ حاکم کو چاہیے کہ لوگوں کو عزت دے۔ اصل میں اخلاص سے مراد دوستی، اعتدال، توازن اور انصاف ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔ ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا۔ ایک اور جگہ نبی ﷺ نے فرمایا:

(إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ)(2)

(بے شک اللہ تعالیٰ نہ تمہارے جسموں کو دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کو، اس کی نظر تو تمہارے دلوں اور اعمال پر ہوتی ہے)۔

اس لیے خلاص حکمرانی کے لیے بہت ضروری ہے۔ حکمران کے دل میں نیکی ہو گی، خلوص نیت ہو گا تو پوری دل جمی سے عوام الناس کے لیے کام ہو سکے گا۔ کیونکہ انسان کی نیت کے مطابق ہی اس کو اجر و ثواب ملتا ہے۔

8۔ حاکم کا لوگوں کو عمل صالح کی طرف مائل کرنا

کنفیوشس کے کہا کہ حاکم اگر چاہیے تو لوگ نیک اعمال کی طرف جا سکتے ہیں۔ وہ حاکم کو لوگوں کے بارے میں کہتا ہے۔

"وقار کے ساتھ ان کے پاس جاؤ گے تو وہ احترام سے پیش آئیں گے، ان سے پدری محبت کرو تو وہ وفادار بن جائیں گے، قابل شخص کو ترقی دو اور نااہل کو سکھاؤ تو وہ تمہارے لیے مثبت انداز میں کام کریں گے۔ یہ سب خلوص نیت سے ہو گا"۔

اسی طرح اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی حاکم کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا خیر خواہ ہو، بغیر کسی غرض کے مسلمانوں کے لیے کام کرے۔ حکام کو خلوص نیت سے لوگوں کے لیے کام کرنا چاہیے اور نیکی اور تقویٰ کو فروغ دے کر معاشرے سے برائیاں ختم کرنی چاہیے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 25:4

(2) صحیح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ وَدَمِهِ وَعِرْضِهِ وَمَالِهِ ، حدیث 6542، 421/2۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾[1]

یعنی نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

9- حاکم کا خاموشی سے معاملات کا جائزہ اور مشاہدہ کرنا

کنفیوشس ازم اور اسلام دونوں حکام سے معاملات کا خاموشی سے جائزہ لینے کا کہتے ہیں۔

کنفیوشس نے کہا:

"چیزوں کا خاموشی سے مشاہدہ اور مطالعہ کرو۔ چاہے کتنی ہی تعلیم حاصل کر لو اشتیاق اور لگن کو برقرار رکھو۔[2]

اسلام میں بھی حاکم کو معاملات کا باریک بینی اور خاموشی سے جائزہ لینا چاہیے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں ہے۔

حضرت اسود (بن یزید)ؒ کہتے ہیں:۔

جب حضرت عمرؓ کے پاس کوئی وفد آتا تو ان سے ان کے امیر کے بارے میں پوچھتے کہ کیا وہ بیمار کی عیادت کرتا ہے؟ کیا غلام کی بات سنتا ہے؟ جو ضرورت منداس کے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اس کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہوتا ہے؟ اگر وفد والے ان باتوں میں سے کسی کے جواب میں "نہ" کہہ دیتے تو اس امیر کو معزول کر دیتے۔[3]

10۔ ماتحتوں کی تعیناتی کے لیے قواعد وضوابط کو ملحوظ خاطر رکھنا

ایک حاکم اکیلا ملک کا نظم ونسق نہیں چلا سکتا، اس کو معاونین درکار ہوتے ہیں، جو بادشاہ کے ساتھ امور سلطنت کی بھاگ دوڑ سنبھالتے ہیں۔ لہٰذا ملک کی خوشحالی اور مضبوطی کے لیے ملک کے وزیر اور عمال کا پُراعتماد ہونا ضروری ہے کنفیوشس نے بادشاہ کو اپنے وزیروں کا چناؤ کے بارے میں کہا۔

"A prince should employ his minister according to the rules of propriety: ministershould serve their prince with faithfulness".[4]

"(بادشاہ کو اپنے وزیروں کا چناؤ ضابطوں کے مطابق کرنا چاہیے اور وزیروں کو وفاداری کے ساتھ بادشاہ کی

---

(1) سورۃ المائدۃ:2/5

(2) مکالمات کنفیوشس2:18

(3) مولانا محمد یوسف کاندھلوی (مترجم: مولانا احسان الحق) حیاۃ الصحابہ (لاہور: بک ایجنسی، س۔ن)101/2۔

(4) Analects, Book III, Chap,XIX,19

خدمت کرنی چاہیے)"

اسلام میں بھی حاکم کو بھی یہی کہا گیا ہے کہ حکومت کے لیے مضبوط امیدوار کا انتخاب کرے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا وزیر بنایا۔ قرآن پاک میں ہے۔

﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ هٰرُوْنَ اَخِي اشْدُدْ بِه اَزْرِيْ وَاَشْرِكْهُ فِيْ اَمْرِيْ﴾ (1)

(اے میرے رب!) میرے خاندان میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا کہ اس کی مدد سے میں اپنی کمر کو مضبوط کرلوں اور اپنے کام میں شریک کرلوں)۔

نبی ﷺ بھی اپنے سیاسی اور اجتماعی امور میں حضرت ابو بکرؓ اور دیگر رفقاء سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حاکم کی ذمہ داری ہے کہ عامل قاضی، محبتِ رعایا اور ہر چھوٹے بڑے عہدے کے حامل بندے سے اس کے عہدے کے مطابق کام لے۔

11- غیر جانب دار ہونا

حاکم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہی نہ لگا رہے بلکہ غیر جانبدارانہ طریقے پر عوام الناس کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔ کنفیوشس نے کہا کہ حاکم کو حکومتی معاملات میں تعصب سے کام نہیں کرنا چاہیے۔ اور وہ حاکم کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے۔

"اعلیٰ انسان، ہر چیز کا احاطہ کرتا ہے اور وہ جانب دار نہیں ہوتا۔ ادنیٰ انسان جانب دار ہوتا ہے اور وہ ہر چیز کا احاطہ نہیں کرتا۔" (2)

اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ﴾ (3)

(اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا تم لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرو اور اپنی نفسانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی، یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ سے بھٹک جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا ہے)۔

اس آیت مبارکہ میں خواہشات کی پیروی کو کھلی گمراہی کہا گیا ہے۔ کیونکہ اگر انسان اپنے نفس کے پیچھے پڑ گیا تو وہ راہ مستقیم سے دور چلا گیا۔ نیز اس آیت میں بادشاہ اور ذی اختیار لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ قرآن و حدیث کے مطابق فیصلے

---

(1) سورۃ طہٰ:20/32-29

(2) مکالمات کنفیوشس2:14

(3) سورۃ ص:38/26

کریں، ورنہ اللہ کی راہ سے بھٹک جائیں گے اور جو بھٹک کر اپنے حساب کے دن کو بھول جائے وہ سخت عذابوں میں مبتلا ہوگا۔

12۔ مستقل مزاجی اور مصائب میں پر عزم رہنا

کنفیوشس کے مطابق حاکم اخلاقی تعلیم و تربیت معاشرے سے حاصل کرتا ہے تاکہ وہ اپنے لیے درست راستے کا چناؤ کر سکے اور معاشرتی زندگی میں تمام حالات سے نمٹنے کے لیے درست طرزِ عمل اختیار کر سکے۔ کامل انسان باحوصلہ ہوتا ہے۔ وہ ہر مشکل کا مردانہ وار مقابلہ کرتا ہے اور کسی مشکل میں دوستوں کو تنہا چھوڑ کر کنارہ کش نہیں ہوتا۔ کامل انسان کی فطرت کو کنفیوشس ہوا سے تشبیہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"کامل انسان کی فطرت ہوا جیسی ہوتی ہے اور نا اہل انسان کی فطرت گھاس جیسی، جب ہوا چلتی ہے تو گھاس ہمیشہ جُھک جاتی ہے۔ اعلیٰ وارفع انسان کو مشکل وقت درپیش بھی ہو تو وہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگتا بلکہ اپنے دوستوں کی مدد کرتا ہے ان کے ساتھ تعاون کرتا ہے"۔ [1]

اسلام میں انسان کا رتبہ بہت بلند ہے۔ اللہ نے انسان کو شاہانہ فطرت دی ہے۔ لیکن اگر بنی نوع انسان اپنے احساسِ شرف کو بھول کر شیطانی روش اختیار کرلے تو اس کو قرآن نے ایسے بیان کیا ہے۔

﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ۔ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ [2]

(میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں اور اگر تمام نشانیاں دیکھ لیں تب بھی وہ ان پر ایمان نہ لائیں، اور اگر ہدایت کا راستہ دیکھیں تو اس کو اپنا طریقہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اس کو اپنا طریقہ بنالیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے۔ اور یہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں کو اور قیامت کے پیش آنے کو جھٹلایا انکے سب کام غارت ہوگئے۔ ان کو وہی سزا دی جائے گی جو کچھ یہ کرتے تھے)۔

13۔ معتدل رویہ

کنفیوشس کے مطابق حاکم کا رویہ معتدل ہو یعنی نہ اس میں سختی اور نہ اس میں بہت نرمی ہو صورتحال کے مطابق حاکم کو اپنا فیصلہ کرنا چاہیے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس:12:19

(2) سورۃ الاعراف:147-146/7

"کامل انسان اپنے ہر کام میں درمیانے راستے کے بارے میں سوچتا ہے وہ اپنی امیدیں کسی خاص شعبے سے منسلک نہیں کرتا بلکہ اس کا مطمع نظر جائز ذریعہ سے کمائی ہوئی آمدنی ہوتی ہے۔ لیکن وہ اپنی کمائی اور ترقی کے لیے ہمیشہ درمیانی راستہ اختیار کرتا ہے کٹ اور ٹیڑھے راستوں پر چلنا اس کی فطرت سلیمہ سے سرانجام نہیں ہوتا۔ اسی وجہ سے وہ کسی حالت میں پریشان نہیں ہوتا، نہ انا پرستی سے اور نہ ہی غربت اور آفات سے، بلکہ ہر حالت میں خوش رہتا ہے"۔[1]

اسلامی تعلیمات کے مطابق میانہ روی ایک بہترین عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا﴾[2]

(اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ ان دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں)

4۔ دوہرا پن نہ ہونا

کنفیوشس حاکم کی تعریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ بادشاہ کا قول و فعل متضاد نہیں ہوتا۔

"کامل انسان دوٹوک ہوتا ہے دوغلہ یا اڑیل نہیں ہوتا"۔[3]

اسلام میں بھی حاکم اعلیٰ و مثبت کردار کا حامل ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے ایک کامل نمونہ ہوتا ہے۔ جو غیروں کو نیکی اور خیر کے کاموں کی نصیحت تو کرتے ہیں مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ کچھ کرتے نہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اللہ عزوجل ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾[4]

(کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو، حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سمجھتے؟)

اس آیت کریمہ میں ڈانٹ نیکی کے عمل کو ترک کرنے پر پلائی گئی ہے نہ کہ نیکی کا حکم کرنے پر۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب حکیم میں ایک ایسی قوم کی مذمت بیان فرمائی ہے کہ جو نیکی کے کاموں کا حکم تو دیا کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔

---

(1) مکالمات کنفیوشس 6:13

(2) سورۃ الفرقان: 67/25

(3) ایضاً: 16:6

(4) سورۃ البقرہ: 44/2

15۔ عالمی بھائی چارے کا تصور

کنفیوشس ازم اور اسلام کے مطابق تمام انسان آپس میں بھائی ہیں۔ کنفیوشس کا قول ہے:

"چاروں سمندروں میں جو بھی انسان ہیں وہ سب بھائی بھائی ہیں۔ پھر ایک انسان کیونکر غمزدہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی بھائی نہیں۔"(1)

اسلام بھی عالمی بھائی چارے کا درس دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَّ اُنثىٰ وَ جَعَلنَاكُم شُعُوباً وَّ قَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا﴾(2)

(اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنا دیے تاکہ تم پہچانے جاؤ)۔

16۔ انجامِ کار پر نظر

کنفیوشس ازم اور اسلام کے مطابق ہر انسان کو اعمال سے پہلے اس کے انجام پر نظر رکھنی چاہیے۔ عظیم کتاب میں درج ہے:۔

"The superior man must be watchful over himself when he is alone.(3)"

(عظیم انسان کو تنہائی میں ہمیشہ محتاط رہنا چاہیے)

کنفیوشس کا قول ہے کہ:

"ابتداء پر توجہ دینے سے قبل انجام کو سوچ لو۔ اس صورت میں کوئی مشکل نہ ہو گی"۔(4)

اسلام میں بھی یہی تعلیم و تصور ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی بھی عمل کی مقبولیت کے لیے نیت کا خالص ہونا بنیادی شرط ہے۔ نیز اعمال کا دارومدار ہی نیت پر رکھا گیا ہے۔ حدیث نبوی ہے:

(إِنَّمَا الاَعمَالُ بِالنِّيَّةِ،)(5)

(عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے)۔

نیت میں فتور آجانے سے بڑے سے بڑا عمل رد کر دیا جاتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق شہید، قاری قرآن اور سخی ہونا

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 14:1

(2) سورۃ الحجرات: 13/49

(3) *The Great learning*, Chap No VI. 1, 9.

(4) دیدات، کنفیوشس زرتشت اور اسلام، 20۔

(5) صحیح مسلم، كتاب الإمارة، باب قوله صلى الله عليه وسلم إنما الأعمال بالنية وأنه يدخل فيه الغزو وغيره من الأعمال حدیث: 4927، 149/2۔

بہت بڑے اعزاز کی بات اور بہت فضیلت والے اعمال ہیں۔ لیکن نیت میں فتور آجانے کی وجہ سے ایسے اعمال کی اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی قدر و قیمت یا وقعت نہیں ہے۔

17۔ حاکم کا خوش اخلاق اور مہذب ہونا

کنفیوشس نے حاکم کو کہا کہ اس کو خوش اخلاق اور مہذب ہونا چاہیے اس کے مطابق اپنے آپ کو فتح کرنا اور خوش اخلاق میں بولنا محبت ہے۔ اگر ہم خود کو ایک دن کے لیے فتح کرلیں اور خوش اخلاق میں بدل لیں تو آسمان کے نیچے تمام چیزیں محبت میں بدل جائیں گی۔ پوچھا گیا محبت کی کیا علامتیں ہیں؟

کنفیوشس نے جواب دیا:

"ہمیشہ اپنی نظر کے خوش اخلاق رہو اور ہمیشہ کان کے خوش اخلاق رہو"۔

کنفیوشس کے اقوال ہیں:

''جب باہر نکلو تو لوگوں سے اس طرح پیش آؤ جیسے تم ایک معزز مہمان کی خدمت بجالا رہے ہو''۔[1]

''لوگوں سے تمہارا سلوک اس طرح ہونا چاہیے گویا تم ایک عظیم قربانی دے رہے ہو''۔[2]

دینِ اسلام ایک ایسا عالمگیر دین ہے کہ جو ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی پاسداری کی تاکید کرتا ہے۔ اور ہر ممکن حد تک ممکن کوشش کے ذریعے انسانی تقدس کو پامال ہونے سے بچانے کے لیے اقدامات کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ یہی چیز دینِ اسلام کو انسان دشمن کی بجائے انسان دوست بناتی ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُولُوا لِلنَّاسِ حُسناً﴾[3]

(لوگوں سے اچھے انداز سے بات کرو)۔

18۔ سعیٔ مسلسل اور جدوجہدِ پیہم کا تصور

کنفیوشس مسلسل جدوجہد کا حامی و داعی ہے۔ عظیم سبق میں لکھا ہے:۔

The superior man in everything uses his utmost endeavors.[4]

(عظیم انسان ہر چیز میں بہترین کوشش کوتا ہے)۔

اسلامی تعلیمات میں بھی جہد مسلسل کی تاکید و تلقین فرمائی گئی ہے۔

---

(1) دیدات، کنفیوشس زرتشت اور اسلام، 20۔

(2) ایضاً، 20۔

(3) سورۃ البقرۃ: 83/2

(4) The Great Learning, Chap II,1,5

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾[1]

(اللہ کے راستے میں ایسے جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے)۔

﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾[2]

(اور جو لوگ ہمارے راستے میں جدوجہد کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں پر گامزن کر دیتے ہیں)

19۔معاملات میں کفایت شعاری

کنفیوشس حکمرانوں سے سادگی اپنانے کا کہتا ہے کہ

"رسم ورواج کے موقع پر اسراف اور خرچ کرنے کی بجائے کفایت شعاری سے کام لیا جائے"۔[3]

اسلام ہر شعبہ زندگی میں سادگی، اعتدال اور میانہ روی کی تلقین کرتا ہے۔ فضول خرچی، عیش و عشرت اور نمود و نمائش سے نہ صرف منع کرتا ہے بلکہ اس کی شدید مذمت بھی کرتا ہے۔

فضول خرچی کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾[4]

(کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ بیشک وہ بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا)۔

فضول خرچی کی نہ صرف مذمت کی گئی بلکہ سخت تنبیہ کی گئی ہے اور ایسے کرنے والوں کو شیطان کے بھائی کہا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ﴾[5]

(بیشک فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں)۔

علاوہ ازیں کھانے کے لیے سونے چاندی کے برتنوں کا استعمال، مردوں کیلیے ریشمی کپڑے، شادی بیاہ کے موقع پر خواتین کا بے جا اسراف وغیرہ سب فضول خرچی کے زمرے میں آتے ہیں، جو قطعاً حرام ہیں اور جن کی مذمت ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ سے بھی ملتی ہے۔

20۔عاجزی وانکساری

---

(1) سورۃ الحج:78/22

(2) سورۃ العنکبوت:69/29

(3) مکالمات کنفیوشس4:3

(4) سورۃ الاعراف:31/7

(5) سورۃ الاسراء:27/17

حاکم کو تکبر اور برتری سے گریز کرنا چاہیے جیسا کہ ایک بار تزو کنگ(Tzu Kung) نے کنفیوشس سے پوچھا؛ایسے غریب آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو غریب ہوتے ہوئے بھی انکساری نہیں کرتا یا ایسے امیر آدمی کے بارے میں جو امیر ہونے کے باوجود مغرور نہیں؟

کنفیوشس نے جواب دیا: قانع غریب اچھا ہے لیکن شائستگی کا مشتاق امیر زیادہ اچھا ہے۔[1]

اسلام بھی حاکم کو کہتا ہے کہ وہ عاجزی اور انکساری سے زندگی بسر کریں:۔ارشاد ہے:۔

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ-وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ﴾[2]

(لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اکڑ کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خورے کو اللہ پسند نہیں فرماتا۔اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے)۔

عاجزی وانکساری سے حاکم کی قدر اور چمک دمک بڑھ جاتی ہے اور لوگ اس کس گرویدہ ہو جاتے ہیں۔

21۔احسان و بھلائی کا تصور

کنفیوشس کے مطابق حاکم کو چاہیے عدل وانصاف سے کام لے کر نیکی کو بڑھاوا دے۔

"ظلم کا بدلہ انصاف سے دو،نیکی کا احسان سے اور برائی کا بدلہ مہربانی سے دیا جائے"۔[3]

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾[4]

(برائی کا جواب بھلائی سے دو)۔

22۔شکوک رفع کرنے کے لیے مشاہدہ

کنفیوشس کے مطابق حاکم کو اپنے روزمرہ کے طریقوں پر غور کرنا چاہیے۔ان پر غور کرنے سے انسان کی نیت کا بھی پتہ چلتا ہے۔کردار انسان کی نیت کا مظہر ہوتا ہے۔کنفیوشس کے نزدیک

"شکوک رفع کرنے کے لیے مشاہدہ اور سننے پر توجہ دینی چاہیے اس سے تمہاری خطائیں کم رہ جائیں گی اور محتاط

---

(1) مکالمات کنفیوشس: 1:15

(2) سورۃ لقمان:31/18-19

(3) دیدات، کنفیوشس زرتشت اور اسلام،24۔

(4) سورۃ حمٓ السجدہ:41/34

رہنے سے پچھتاوے کی نوبت کم ہو جائے گی اور معاشرے میں انسانی کردار کی برتری اسی میں مضمر ہے"۔[1]

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ [2]

(اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہو گا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے)

﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا﴾ [3]

(اور انہیں اس کا کوئی علم نہیں، وہ تو صرف گمان کے پیچھے ہیں اور بیشک گمان یقین کی جگہ کچھ کام نہیں دیتا)

23-معاشرتی تفریق سے اجتناب

کنفیوشس ازم میں کنفیوشس نے اس انسانی طبقاتی اور معاشرتی تفریق کو قبول نہ کیا۔ تفریق کی بنا پر کنفیوشس ازم میں تنظیمی ڈھانچے کی منظوری ایک مضبوط اخلاقی وابستگی کے ساتھ شروع ہوئی جو کہ عام لوگوں، غریبوں اور ضرورت مندوں کی کے لیے اچھا نہ تھا۔ ژانگ Xunzi کے مطابق

"اگر کوئی فرد کسی بادشاہ، جاگیر دار، بہادر یا کسی بڑے امیر کی اولاد ہو اگر وہ رسومات یا اخلاقی ضوابط کے معیار پر پورا نہیں اترتا تو اُس کو اس کے عہدے سے برطرف کیا جائے۔ اسکے برعکس اگر کوئی عام انسان کا بچہ ہو اور وہ ثقافت، ادب اور رسومات کو ادا کرنا جانتا ہو تو اُس کو وزیرِ اعظم یا کوئی بھی بڑا عہدہ دیا جا سکتا ہے"۔[4]

دنیا کا یہ مسلمہ رواج ہے کہ جو طبقہ قانون بناتا ہے، وہ اپنے طبقے کے لیے خصوصی مراعات کا تعین کرتا ہے یا جو خاندان قانون بناتا ہے، وہ اپنی نسل کے لیے برہمنی تفوقات کا پہلے سے دائرہ کھینچ لیتا ہے، لیکن خود احتسابی کی یہ مثال رسول ﷺ کی زندگی میں ملے گی، نبی ﷺ نے خود اپنی نسل کے لیے مسلمانوں کے سب سے بڑے فنڈ "زکوۃ" کو ممنوع قرار دے دیا، اور اقربا پروری کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کر کے بے لاگ احتساب کا شیریں چشمہ فیض تا ابد جاری فرمایا یہ کر کہ

(کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقوی کے)۔[5]

---

(1) مکالمات کنفیوشس:2/18

(2) سورۃ الحجرات:12/49

(3) سورۃ النجم:28/53

(4) Xunzi Vol 2,ch,9, on the regulation of king 9.1, 94

(5) محمد حسینی، اسلام دین حکمت (کراچی: جامعۃ تعلیمات اسلامی، 1982)، 609۔

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ [1]

(اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے)

24۔معاشی خوش حالی

کنفیوشس کے مطابق لوگوں کی معاشی حالت کو بہتر کرنا زیادہ مشکل نہیں۔ اگر لوگوں کے درمیان زمین کی مساوی تقسیم اور ٹیکس کم کر دیے جائیں تو معاشی حالت بہتر ہو سکتی ہے۔ شاگرد منشس نے استاد کی تائید کرتے ہوئے کہا:

"سیاسی بد انتظامی، بھاری ٹیکس، سخت معاشی کنڑول، زمین کی تقسیم میں بد عنوانی اور زمین کی حدوں کی درست تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے معاشی حالت خراب ہوتی ہے۔ جب بُری حکومتوں کو بہتر کیا جائے یا اس کی اصلاح کی جائے تو لوگ اچھی زندگی گزاریں گے-جب ان کے لیے اپنے خاندان کی ضروریات کو پوری کرنا آسان ہو جائے، تو اس کے بعد اس کے لیے اچھائی کو سیکھنا آسان ہو جائے گا نیز وہ اپنے بزرگوں اور خاندان کی اچھی نگہداشت کر سکے گا"۔ [2]

اسلام میں ملکیت کا مرکز اللہ ہے اور ضروری ہے کہ تمام انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اس لیے چند لوگ دولت کو اپنا حق نہ جانیں بلکہ اہل دولت خدمت گر بن جائیں۔

﴿كَیْ لَا یَكُوْنَ دُوْلَةًۢ بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْكُمْ﴾ [3]

(تاکہ وہ دولت تمہارے مالداروں کے درمیان (ہی) گردش کرنے والی نہ ہو جائے)

جب فتوحات ہونے لگیں اور بیت المال میں مال غنیمت آنے لگا تو آپ ﷺ کے ایک عمل مبارک کو حضرت انسؓ اس طرح روایت کرتے ہیں۔

(أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ البَحْرَيْنِ، فَقَالَ: «انْثُرُوهُ فِي المَسْجِدِ» وَكَانَ أَكْثَرَ مَالٍ أُتِيَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صلّى الله عليه وسلم، فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الصَّلاَةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَيْهِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلاَةَ جَاءَ فَجَلَسَ إِلَيْهِ، فَمَا كَانَ يَرَى أَحَدًا إِلَّا أَعْطَاهُ) [4]

---

(1) سورۃالحجرات۔13/49

(2) Erin M. Cline, *Justice and Confucianism*, 170.

(3) سورۃالحشر:7/59

(4) صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، بَابُ القِسْمَةِ، وَتَعْلِيقِ القِنْوِ فِي المَسْجِدِ، حدیث:126/1,421۔

(بحرین سے خراج اور جزیے کا مال بارگاہ نبوی ﷺ میں پہنچا تو آپ نے فرمایا۔اس مال کو مسجد کے صحن میں پھیلا دو۔بقول راوی آپ ﷺ کے پاس جتنے بھی اموال آئے ان میں یہ سب سے زیادہ تھا۔(محدثین نے ایک لاکھ درہم کا اندازہ لگایا ہے) جب آپ نماز کے لیے باہر تشریف لائے تو مال کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا جب نماز ہو چکی تو آپ ﷺ مال کے پاس بیٹھ گئے پس جو بھی نظر آتا اسے ضرورت کے مطابق عطا فرما دیتے۔آپ ﷺ اس وقت تک نہ اُٹھے جب تک سارا مال تقسیم نہ ہو گیا اور ایک درہم بھی باقی نہ بچا)

25۔ یکساں معیارِ تعلیم

کنفیوشس ازم میں تعلیم کا معیار سب کے لیے ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔

"جب معیار تعلیم ایک جیسا ہو گا تو تعلیم فائدہ مند ہو گی اور طبقاتی کشمکش ختم ہو جائے گی۔کیونکہ تعلیم ہی سے انسان اپنا معیارِ زندگی بہتر بنا سکتا ہے"۔[1]

تعلیم کے سلسلہ میں ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کے لیے حصول تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔حق تعلیم کی فراہمی میں ریاست کے کردار کے بارے میں شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء میں تحریر کرتے ہیں:

”خلیفہ پر واجب ہے کہ جس قدر ہو سکے علوم دینیہ کو قائم رکھے۔اور ہر شہر میں مدرسین کو مقرر کرے۔جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں مقرر کیا اور معقل بن یسار اور عبداللہ بن معقل کو تعلیم وتدریس کے لیے بصرہ بھیجا۔[2]

26۔ جزاو سزا کا تصور

رشید احمد اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جہاں تک جزاو سزا کا تعلق ہے، کنفیوشس کی تعلیمات میں اس کے اشارے ملتے ہیں۔مثلاً ایک موقع پر اس نے کہا:

"اچھے بادشاہ اور نیکو کار عہدیدار جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کیے ہوں گے، مرنے کے بعد ان کو آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہو گی"۔[3]

اسلام اس بارے میں بھی واضح تصور دیتا ہے۔جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ-وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾ [4]

---

(1) مکالمات کنفیوشس:7:7

(2) شاہ ولی اللہ، ازالۃ الخفاء عن خلافت الخلفاء(کراچی: قرآن محل، س۔ن)134/1۔

(3) بشیر احمد ڈار، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، 107۔

(4) سورۃ الانفطار:82/13-14

(بیشک نیک لوگ نعمتوں (جنت) میں ہوں گے اور فاجر لوگ جہنم میں)۔

﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ﴾ (1)

کسی جان نے جو اچھا کمایا وہ اسی کیلئے ہے اور کسی جان نے جو برا کمایا اس کا وبال اسی پر ہے۔

27- عمل (قول و فعل میں یکسانیت) کی تاکید و اہمیت

کنفیوشس کی تعلیمات میں عملی مثال (مظاہرہ) پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ

"جب تک کوئی راہنما اخلاقی اصولوں پر خود عمل کر کے نہ دکھائے تب تک کسی انقلاب کی توقع نہیں کی جاسکتی"۔ (2)

"وہ شخص جو خود جھک (گر) جاتا ہے دوسروں کو کس طرح سیدھا کر سکتا ہے"۔ (3)

حدیث پاک میں ارشاد ہے: "اعمالکم عمالکم" (تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران ہیں۔)

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (4)

(جو بھی مرد یا عورت ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا، ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے اور ان کے اعمال کا احسن اجر اور جزاء دیں گے)۔

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (5)

(اللہ کے نزدیک یہ بات بڑی ناراضگی والی ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو کرتے نہیں ہو)۔

28۔ اصلاحِ قلب پر زور اور نظم و ضبط کا قیام

کنفیوشس خاندانی، معاشرتی اور عالمی نظم و ضبط کے قیام کا داعی و حامی ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل اقوال اس بات پر شاھد ہیں:

"حسن سیرت خاندانی ہم آہنگی پر منتج ہوتا ہے۔"

"خاندانی ہم آہنگی قومی نظم و ضبط پیدا کرتی ہے۔"

"قومی نظم و ضبط عالمی امن پر منتج ہوتا ہے۔" (6)

---

(1) سورۃ البقرہ: 286/2

(2) رشید، تاریخ مذاہب، 110۔

(3) ایضا، 23

(4) سورۃ النحل: 97/16

(5) سورۃ الصف: 3/61

(6) دیدات، کنفیوشس زرتشت اور اسلام، 22۔

اسلام بھی قیام امن اور نظم وضبط کا پر زور حامی وداعی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا ﴾ (1)

(جس نے کسی ایک جان کو بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد پھیلانے کے لئے قتل کر دیا گویا اس نے پوری انسانیت کا قتل کیا)

﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾(2)

(اور فتنہ وفساد قتل سے بھی زیادہ شدید ہے)۔

﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا﴾(3)

(اور زمین میں اس کی درستی کے بعد فساد وبگاڑ پیدا نہ کرو)۔

29۔ حب الوطنی

انسان کیا حیوان بھی جس سر زمین میں پیدا ہوتا ہے، اُس سے محبت واُنس اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ وطن سے محبت کے بغیر کوئی قوم آزادانہ طور پر عزت ووقار کی زندگی گزار سکتی ہے نہ اپنے وطن کو دشمن قوتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ جس قوم کے دل میں وطن کی محبت نہیں رہتی پھر اُس کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے اور وہ قوم اور ملک پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے کہ:

"اگر کوئی شخص اپنے ملک کی خدمت کے جذبہ سے محروم ہو تو وہ انسانیت کے درجہ سے گرا ہوا ہے۔"(4)

اسلام بھی اپنے ماننے والوں کو اپنے وطن کے ساتھ محبت ووفا کا درس دیتا ہے بلکہ حب الوطنی کو ایمان کا جزو قرار دیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے وقت مکہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

(ما أطيبَكِ من بلدٍ وأحبَّكِ إليَّ ، ولولا أنَّ قومي أخرجوني منكِ ما سكنتُ غيرَكِ)(5)

(تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا)۔

---

(1) سورۃ المائدۃ:32/5

(2) سورۃ البقرۃ:191/2

(3) سورۃ الاعراف:56/7

(2) بشیر احمد ڈار، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق،1-2۔

(5) الترمذی،كتاب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب في فَضْلِ مَكَّةَ ،حديث:3926،723/5۔

30۔ حاکم اور رعایا کا باہمی رویہ

کنفیوشس ازم اور اسلام کے مطابق حاکم اور رعایا کو ایک دوسرے کا خیال رکھنا چاہیے۔ کنفیوشس کے نزدیک:۔

"رعایا کو ہر حال میں حاکم کی اطاعت کرنی چاہیے اور حاکم کو بھی رعایا کے حقوق کا لحاظ رکھنا چاہیے"۔

ایک اچھے حاکم کو لوگوں کی رائے کا احترام کرکے اور ان کی رائے کو وزن دے کر اور مدِ نظر رکھ کر حکومت کرنی چاہیے۔ جیسا کہ کنفیوشس سے پوچھا گیا کہ برتر انسان کون ہے؟ تو اس نے جواب دیا،

"وہ دوسروں کو یعنی رعایا راحت پہنچا کر ہی حاکم اپنی ذات کو ترقی دے سکتا ہے۔ اور میری یہ بات یاؤ اور شن (Yau and Shun) کو بھی بتادو تاکہ ان کو علم ہو جائے"۔[1]

اسلام نے بھی حاکم کی اطاعت کی تاکید کی ہے، جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَطِیعُوا اللہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ وَ اُولِی الاَمرِ مِنکُم﴾[2]

(اللہ تعالیٰ، رسول (کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور حاکم کی اطاعت کرو)۔

خلیفہ اوّل سیدنا صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہُ نے اپنے خطبۂ خلافت میں واضح طور پر فرمایا:

"اَطِیعُونِی مَا اَطَعتُ اللہَ وَرَسُولَهُ فَاِذَاعَصَیتُ اللہَ فَلَا طَا عَتُه فِیَّ عَلَیکُم"[3]

(جب تک میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کروں، اسوقت تک میری اطاعت کرنا۔ بصورت دیگر تم پر میری اطاعت لازم نہیں)۔

اس لیے دین اور سلطنت کے معاملات میں اتحاد ہونا بہت ضروری ہے۔ اور سلطنت کا جو بھی کام کیا جائے اس کو احکام الٰہی کے مطابق کرنا چاہیے کیونکہ اللہ کی رضا کے لیے جو کام کیا جائے وہ عین عبادت الٰہی ہے۔ یہاں تک امیر کا اپنی رعایا کے لیے کام کرنا اور رعایا کا اپنے امراء کی اطاعت کرنا بھی اطاعت الٰہی ہے۔ خلفائے راشدین نے نبیؐ کے احکام کی پیروی کی۔

31۔ عفو و درگزر

کنفیوشس مذہب کے مطابق حکمران کو عفو و درگزر سے کام لینا چاہیے درگزر سے مراد کہ رعایا کی غلطیوں کو نظرانداز کرنا چاہیے اگر عوام سے غلطی کوتاہی ہو جائے تو حاکم کو لچک دار رویہ اختیار کرنا چاہیے۔

یوتزو نے کہا:

---

(1) مکالمات کنفیوشس 14:45

(2) سورۃ النساء: 59/4

(3) حضرت شمس بریلوی، تاریخ الخلفاء (کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، س۔ن)، 131۔

"شائستگی اختیار کرنے کے عمل میں لچک داری اہم ہے۔ قدیم بادشاہ اس میں ماہر تھے۔ عظیم تر اور کم تر دونوں نے ہی لچک دار رویہ اپنایا تاہم تمھیں آگاہ رہنا ہو گا اگر تم لچک داری کو سمجھتے اور اسے استعمال کرتے ہو لیکن خود کو موزوں سماجی رویے میں نہیں ڈھالتے تو معاملات ٹھیک نہیں رہیں گے۔"[(1)]

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَ اَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ﴾[(2)]

(اے محبوب معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو)

﴿وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[(3)]

(اور اگر معاف کرو اور در گزر کرو اور بخش دو تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ

"کاروبار حکومت اس وقت تک درست نہیں رہتا جب تک اس میں اتنی شدت نہ کی جائے جو جبر نہ بن جائے اور نہ اتنی نرمی کی جائے جو سستی سے تعبیر کی جائے"۔[(4)]

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 1:12

(2) سورۃ الاعراف: 199/7

(3) سورۃ التغابن: 64/14

(4) تاریخ الخلفاء، حضرت شمس بریلوی، 221۔

فصل سوم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی اخلاقی متفرقات

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔اسلام نے ہر پہلو کے حوالے سے کھل کر بات کی ہے۔یہاں تک کہ لوگوں کی فہمائش کی خاطر اگر مچھر کے پر سے تشبیہ دینا پڑی تو اس میں شرم محسوس نہیں کی گئی اور ہر طریقے سے لوگوں کی رہنمائی کے لیے احکام و مسائل وضع کیے،اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کالایا ہوا دین ہی ہے جو پیدائش سے موت تک زندگی کے تمام مراحل اور گوشوں کے حوالے سے نہایت جامع اور تفصیلی ہدایات رکھتا ہے۔جبکہ کنفیوشس ازم میں ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مذہب صرف محدود تعلیمات کا مجموعہ ہے۔کنفیوشس ازم میں آداب سے ہی انسانی اخلاق کی تکمیل ممکن ہے کیونکہ آداب سے ہی انسان اور حیوان میں فرق ممکن ہے اسی لیے قدیم علماء چین نے لوگوں کی تربیت میں اخلاق کو ضروری قرار دیا۔کنفیوشس ازم میں فرد کا اخلاق اسلام جیسا ہے لیکن فرق ھدف اور نیت کا ہے کنفیوشس اخلاق کو دنیوی زندگی کے مطابق درست کرنے کا کہتا ہے جبکہ اسلام کا ھدف دنیا اور آخرت دونوں ہیں۔

1۔ افراط و تفریط

کنفیوشس ازم افراط و تفریط کا شکار ہے جیسا کہ باپ اور بیٹے کے رشتے میں،بیٹے کا باپ کی وفات کے بعد اندھا دھند اطاعت کرنا،وفات کے بعد سوگ کا عمل اور شوہر کی وفات کے بعد دوسری شادی کا تصور اور میراث میں بڑے بھائی کا زیادہ حصہ شامل ہے۔اس کے علاوہ اولاد کے حقوق،والدین کے حقوق،یتیموں بیواؤں کے حقوق متعین نہیں ہے۔کنفیوشس کے مطابق صرف پانچ رشتے جوابدہ ہیں اور انسان باقی معاملات میں مکلف نہیں ہے۔

جبکہ دین اسلام میں ہر ایک کے حقوق و فرائض متعین ہیں اور تمام احکام وامور افراط و تفریط سے مبرا ہیں۔دین اسلام کی تعلیمات تمام تر اعتدال و میانہ روی پر مبنی ہیں،چاہے ان کا تعلق قول و عمل سے ہو یا اخلاق و معاملات یا دوسرے امور سے۔یہ عظیم و نمایاں خصوصیت اسی کا حصہ ہے، جس سے دنیا کے تمام ادیان و مذاہب عاری ہیں اور یہ ان بیش بہا خصوصیات واوصاف میں سے ایک ہے جن کی وجہ سے دین اسلام کو دنیا وآخرت میں کامیابی کا واحد ذریعہ ہونے کا امتیاز حاصل ہے۔اسلام میں کسی بھی معاملے میں سختی نہیں ہے۔جیسا کہ اللہ قرآن میں فرماتے ہیں۔

﴿لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰىهَا﴾[1]

(کسی شخص کو اللہ تکلیف نہیں دیتا مگر اتنی ہی جتنی طاقت اسے دے رکھی ہے)۔

اسلام ہر انسان کی بنیادی ضروریات یعنی دین، جان، نسل،مال اور عقل کی حفاظت کو ضروری قرار دیتا ہے اسلام نے بھی واضح طور

---

(1) سورۃ الطلاق:7/65

پر ہر معاملے میں اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا﴾[1]

(اس طرح ہم نے آپ کو امت وسط بنایا)۔

﴿وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا﴾[2]

(اور جو خرچ کرتے ہیں تو نہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ ان کا خرچ ان دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے)۔

2۔ فرد کی تربیت کا طریقہ کار

کنفیوشس ازم اور اسلام معاشرے میں فرد کی تربیت کی بات تو کرتے ہیں لیکن دونوں کا طریقہ کار مختلف ہے۔ دونوں مذاہب میں انسانی کردار کی مضبوطی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اگرچہ کنفیوشس ازم میں شخصیت کے نکھار کے طریقے مختلف ہیں۔ کنفیوشس اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے:۔

"آسمان کے فرامین کے مطابق لوگ زندگی بسر کریں اور "لی" کی پیروی کر کے اپنے اخلاق و کردار کو نکھار سکتے ہیں۔ رسم و رواج کو اس قدر مانا جائے کہ وہ انسانی زندگی کا لازمی جزو بن جائیں"۔[3]

جبکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے کہ پانچ وقت نماز ادا کرو، رمضان کے مہینے میں روزے رکھو، زکوۃ دو اور حج کے لیے جاؤ۔ قرآن اور حدیث انسانی نیت کو اعلیٰ وارفع بنا سکتے ہیں۔ اگر کوئی شخص تمام عقائدِ اسلامیہ کو خلوصِ نیت سے ادا کرتا ہے تو ایسا شخص اپنے کردار کو مضبوط بنا کر شیطانی ہتھکنڈوں سے بچ سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَه لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَه اَجْرُه عِنْدَ رَبِّه وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[4]

(سنو جو بھی اپنے آپ کو خلوص کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکا دے۔ بیشک اسے اس کا رب پورا بدلہ دے گا، اس پر نہ تو کوئی خوف ہو گا، نہ غم اور اداسی)۔

3۔ معافی کا تصور

کنفیوشس ازم میں خدا کا تصور واضح نہ ہونے کی بناء پر توبہ اور معافی کا کوئی باقاعدہ نظام نہیں ہے۔ جبکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو کہتا ہے کہ اللہ کے احکامات کو مانو اور غلطی ہو جائے تو توبہ کا در ہر وقت کھلا ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ

---

(1) سورۃ البقرہ:143/2

(2) سورۃ الفرقان:67/25

(3) James Legge (tr), The Doctrine Of Mean(New York: Hurd and Houghton, Inc. 1970),87.

(4) سورۃ البقرہ:112/2

اسلام معاشرے کو برائیوں سے بالکل پاک اور صاف ستھرا کرنا چاہتا ہے اس لیے گناہ کے ارتکاب کے بعد شرمندگی کے ساتھ ساتھ توبہ نصوحہ کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ معاشرتی فساد کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جاسکے۔اسی ضمن میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾[1]

(اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ نصوحہ کے ذریعے توبہ/رجوع کرو)۔

توبہ نصوحہ سے مراد ایسی توبہ ہے کہ جس کے بعد دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزمِ مصمم کیا جائے۔

4۔ اولاد کے مابین مساوات

کنفیوشس ازم میں بیٹے کو بیٹی پر فوقیت دی گئی ہے اور بیٹے کو ہی نسل بڑھانے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔

The guiding principle of gender relations in Confucianism is "male as superior and women as subordinate" *(nan zun nv bei)*. Sons are more valued than daughters, and only production of male progeny is viewed as the continuity of family line.[2]

(کنفیوشس ازم میں نسل کے بارے میں بنیادی اصول یہ ہے کہ مرد اعلیٰ ہے اور خاتون اس کی ماتحت ہے۔بیٹے بیٹیوں سے زیادہ قیمتی ہیں اور نسل بڑھانے کا واحد ذریعہ ہیں)۔

جبکہ اسلام میں بیٹا اور بیٹی کو مساوی حقوق تفویض کیے گے ہیں۔اسلام میں بیٹی کی اہمیت کا اندازہ ہم حضور نبی ﷺ کے اس فعل سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ نے بیٹیوں کو کتنا بلند مقام دیا ہے۔بد قسمتی ہمارے ہاں بیٹی کے پیدا ہوتے ہی والدین اپنے اوپر بوجھ محسوس کرنا شروع کر دیتے ہیں۔اولاد اللہ تبارک و تعالیٰ کا انعام ہے۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے لڑکی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے لڑکا عطا کرتا ہے۔

﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ﴾[3]

(آسمانوں کی اور زمین کی سلطنت اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جسے چاہے بیٹے دیتا ہے)

---

(1) سورۃ التحریم:8/66

(2) Hong W, Yamamoto J, Chang Dong San, et al. *Sex in Confucian Society. The American Academy of Psychoanalysis*. 1993;21(3):405–419

(3) سورۃ الشوریٰ:49/42

بچیوں سے نفرت اور بیزاری کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے اور دونوں کی تربیت پر مساوی توجہ دینی چاہیے۔ کیونکہ بیٹا اللہ کی نعمت اور بیٹی اللہ کی رحمت ہے۔

﴿اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓي اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ﴾[1]

(جب کہنے لگے البتہ یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے ہمارے باپ کو ہم سے اور ہم ان سے قوت والے لوگ ہیں، البتہ ہمارا باپ صریح خطا پر ہے)۔

حضرت یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ باپ کی خدمت تو ہم کرتے ہیں، کما کر ہم لاتے ہیں، مشکل کے وقت کام ہم آتے ہیں اور شفقت اور پیار ہمارے بجائے یوسف اور اس کے بھائی پر ہوتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ باپ کی توجہ ہماری طرف ہوتی لیکن توجہ کا مرکز یہ دونوں بنے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے باپ کی صریح غلطی ہے۔ لفظ ضلال مبین کا دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ ان حقائق کے باوجود ہمارا باپ انھیں دونوں کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ حضرت نعمان ابن بشیرؓ سے روایت ہے کہ (ایک دن) ان کے والد (حضرت بشیرؓ) انہیں رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ

(إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً ، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ : أَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هَذَا ؟، قَالَ: لاَ، قَالَ : فَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلاَدِكُمْ ، قَالَ: فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَهُ.)[2]

(میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام ہدیہ کیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا آپ نے اپنے سب بیٹوں کو اسی طرح ایک ایک غلام دیا ہے؟، انہوں نے کہا: "نہیں"، آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر (نعمان سے بھی) اس غلام کو واپس لے لو۔)

5۔ سوگ اور ماتم

کنفیوشس ازم میں اگر کسی کے والدین وفات پا جائیں تو تین سال تک سوگ منانا چاہیے اور والدین کی موت کے بعد سوگ کی رسومات کے بارے کنفیوشس کہتا ہے کہ

"جب ایک اطاعت شعار بیٹا والدین کے لیے سوگ مناتا ہے تو وہ ماتم کرتا ہے لیکن زیادہ دیر تک سسکیاں نہیں بھرتا، اس رسم کے دوران وہ اپنی ظاہری حالت پر توجہ نہیں دیتا وہ بناوٹی باتیں نہیں کرتا، وہ عمدہ کپڑے پہننا

(1) سورۃ یوسف:8/12

(2) صحیح بخاری، كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب الإشهاد في الهبة، حدیث:2587، 454/1 ۔

گوارہ نہیں کرتا، جب وہ موسیقی سنتا ہے تو وہ کوئی دلکشی محسوس نہیں کرتا جب وہ کوئی اچھی غذا کھاتا ہے تو اس کے ذائقے کی طرف دھیان نہیں دیتا۔اس طرح کی دکھ اور غم کی کیفیت ہوتی ہے"۔(1)

اس کے علاوہ کنفیوشس ازم میں اگر کوئی دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس وقت مرد و عورت گریہ وزاری کرتے ہیں۔

The women beat their breasts, and the men stamp with their feet, wailing and weeping, while they sorrowfully escort the coffin to the grave. (2)

(عورتیں اپنے سینوں کو پیٹتی ہیں،اور مرد اپنے پیروں پر مہر لگاتے ہیں، چیخ وپکار کر روتے ہیں، جبکہ وہ غم کے ساتھ تابوت کو قبر کے پاس لے جاتے ہیں)۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق سوگ کی مدت تو صرف تین دن ہے صرف بیوہ اپنے شوہر کی موت پر چار مہینے اور دس دن سوگ منائے اور عدت کے دوران وہ زیب وزینت سے اجتناب کرے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (3)

(اور جو لوگ مر جاویں تم میں سے اور چھوڑ جاویں اپنی عورتیں تو چاہیے کہ وہ عورتیں انتظار میں رکھیں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن، پھر جب پورا کر چکیں اپنی عدت کو تم پر کچھ گناہ نہیں اس بات میں کہ کریں وہ اپنے حق میں فائدے کے موافق اور اللہ کو تمہارے تمام کاموں کی خبر ہے)

اس کے علاوہ اسلام میں کوئی ایسے اصول وضوابط نہیں کہ ان کی وجہ سے انسانی زندگی میں مشکلات پیدا ہوں۔اسلام میں والدین کے لیے دعا ہر لمحہ اور ہر لحظہ دعا کی جانی چاہیئے۔

6۔ باپ کی اہمیت میں زیادتی

کنفیوشس ازم میں باپ کو ماں کی نسبت زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔جیسا کہ فرزندانہ سعادت والد کی اطاعت سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔

اسلام میں والد کا درجہ بھی بہت زیادہ ہے کیونکہ ایک باپ جو صبح سے شام تک اولاد کی پرورش ان کی تربیت کے سلسلہ میں بے چین

(1) James W.Dye, *Religions of the World*(New York:Meredith Corporation , 1967),296-297.

(2) *The Sacred Books of China*,365-368.

(3) سورۃالبقرۃ:234/2

رہتا ہے وہ اس خیال میں محو رہتا ہے کہ اخراجات کی تکمیل کیسے ہو؟ اس کا مقام بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ) (1)

(رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے)۔

اسلام میں والد کے ساتھ ماں کو ایک خاص عزت و احترام دیا گیا ہے۔ کیونکہ ماں کو بچے کی پرورش میں بہت سی تکالیف و مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اسلام میں والد کا مقام بھی کوئی کم نہیں ہے، اگر ماں کو جنت قرار دیا گیا ہے تو باپ کو اس کا دروازہ قرار دیا گیا ہے۔

(مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ " أُمُّكَ " . قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " ثُمَّ أُمُّكَ " . قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " ثُمَّ أُمُّكَ ". قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ " ثُمَّ أَبُوكَ ". وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي وَلَمْ يَذْكُرِ النَّاسَ)۔(2)

(ایک شخص آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا: یا رسول اللہ! سب لوگوں میں کس کا زیادہ حق ہے مجھ پر سلوک کرنے کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تیری ماں کا۔ "وہ بولا: پھر کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" : تیری ماں کا۔ "وہ بولا: پھر کون؟ فرمایا" : تیری ماں کا۔ "وہ بولا: پھر کون؟ فرمایا" : تیرے باپ کا)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(حُبّبَ إِلَيَّ مِنْ دنياكُمْ النّساءُ والطيبُ وجُعِلَتْ قرةُ عيني في الصّلاةِ)(3)

"دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو میرے لیے محبوب بنادی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے"

7۔ لڑکی کو خاوند کے چناؤ کا حق

کنفیوشس ازم میں مرد و عورت کو اپنی پسند سے شادی کا حق نہیں دیتا۔ نہ ہی شادی سے پہلے کوئی ایک دوسرے کو دیکھ سکتا ہے۔

Male and female, without the intervention of the matchmaker, do not know each other's name. Unless the marriage presents have been received, there should be no communication nor affection between

(1) ترمذی، كتاب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ،باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدين،حدیث:1900

(2) صحیح مسلم، كِتَاب الْبِرِّ وَالصِّلَةِ وَالْآدَابِ، باب بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَأَنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ ،حدیث:6500،317/2۔

(3) نسائی،احمد بن شعیب،سنن،كتاب عشرة النساء ،بَابُ : حُبِّ النِّسَاءِ،حدیث:3391 ۔

them.[1]

(مرد و عورت رشتہ کروانے والی کے مداخلت کے بغیر ایک دوسرے کا نام نہیں جان سکتے۔جب تک شادی کے تحائف وصول نہ ہو جائیں وہ ایک دوسرے کے بارے میں جان نہیں سکتے۔)

جبکہ اسلام نے عورت کو یہ حق دیا ہے۔اسلام نے نکاح میں مرد و عورت کو پسند اور ناپسند کا اختیار دیا ہے اور بالغہ عورت سے بغیر اس کی اجازت کے نکاح کرنے سے منع کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتَّى تُسْتَأْذَنَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ إِذْنُهَا قَالَ أَنْ تَسْكُتَ) [2]

(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثیبہ عورت کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے اور نہ باکرہ کا بغیر اس کی اجازت کے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ! باکرہ کی اجازت کس طرح معلوم ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ اس کا خاموش رہنا ہی اس کی اجازت ہے)

بلکہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کے دور مبارک میں ایک عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر ہوا,اس نے آپ ﷺ سے عرض کیا تو آپ نے اس کا نکاح فسخ کر دیا۔حضرت خنساء بنت خذام انصاریہ کہتی ہیں

((أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهْيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَلِكَ فَأَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَها)) [3]

(کہ میرے والد نے ایک جگہ میرا نکاح کر دیا اور میں ثیبہ تھی اور مجھے وہ نکاح منظور نہ تھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے میرا نکاح فسخ کر دیا)

یہ روایات اس بارے میں خوب واضح ہیں کہ عورت کی پسند کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا نکاح کیا جائے۔شریعت نے جہاں نکاح میں عورت کی پسند اور ناپسند کو ملحوظ رکھا ہے وہاں ساتھ یہ راستہ بھی بتا دیا کہ تمام معاملات اولیاء کے ہاتھوں سرانجام ہوں،اسلام نے جہاں اس بات کی اجازت دی کہ ایک مسلمان خاتون کا نکاح بلا تمیز رنگ و نسل، عقل و شکل اور مال و وجاہت ہر مسلمان کے ساتھ جائز ہے وہاں اس نے انسانی فطرت کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ پابندی بھی عائد کی ہے کہ اس عقد سے متاثر ہونے والے اہم ترین افراد کی

---

(1) Li ki,144.

(2) صحیح بخاری، کتاب النکاح، بَاب لَا يُنْكِحُ الْأَبُ وَغَيْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّيِّبَ إِلَّا بِرِضَاهَا، حدیث،5136 ,277/2۔

(3) ایضا، کتاب ا لنکاح، بَاب إِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهُ وَهِيَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهُ مَرْدُودٌ، حدیث:5138،277/2۔

رضامندی کے بغیر بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے تا کہ اس عقد کے نتیجے میں تلخیوں، لڑائی جھگڑوں کا طوفان برپا نہ ہو جائے۔

8۔ عورت کی عزت واحترام

کنفیوشس کی تعلیمات میں عورت کی کوئی عزت نہیں ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ

"عورتوں اور نچلے درجے کے لوگوں سے معاملہ کرنا بہت مشکل ہوتا ہے"۔[1]

اس جملے سے بات واضح ہوتی ہے کہ ایک تو عورت کو کم تر طبقے سے ملا دیا گیا ہے اور دوسرا یہ کہ عورت معاملات کو نہیں سمجھ سکتی۔ کنفیوشس ازم میں عورت کا کردار تین طرح سے ہے۔

- وہ خاوند کے لیے جنسی تسکین کا ایک ذریعہ تھی۔
- وہ خاوند کے خاندان کا نام آگے بڑھانے کا ایک ذریعہ تھی۔
- اور پورے خاندان کے لیے ایک ملازمہ تھی۔

قدیم چین میں عورت کی زندگی تین مراحل پر منقسم تھی۔ لڑکی کے طور پر، بیوی کے طور پر اور ماں کے طور پر لڑکے کی پیدائش کو بڑی خوشی اور لڑکی کی پیدائش کو چھوٹی خوشی کہا جاتا ہے۔ کنفیوشس ازم نے عورتوں کے طرز عمل کے بارے میں تین اطاعتوں اور چار اوصاف کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس تصور کے مطابق ایک کنواری لڑکی کو اپنے باپ کی فرمانبرداری کرنی چاہیے، شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر کی اطاعت کرنی چاہیے اور بیوہ کو اپنے سب سے بڑے بیٹے کی اطاعت کرنی چاہیے۔ اس کے علاوہ اس کے چار بنیادی اوصاف میں اخلاقیات، بولنے کا ہنر، لہجے میں انکساری اور مستقل مزاجی شامل ہے۔[2]

اسلام میں عورت چونکہ تمدن انسانی کا مرکز و محور اور باغ انسانیت کی زینت ہے اس لیے اسلام نے عورت کو باوقار طریقے سے وہ تمام معاشرتی حقوق عطا کیے جس کی وہ مستحق تھی۔ اس کو گھر کی ملکہ قرار دیا گیا۔ ذاتی مال وملکیت رکھنے کا حق عطا کیا۔ شوہر سے ناچاقی کی صورت میں خلع کا حق دیا، نکاح ثانی کی اجازت دی، وراثت میں حصہ دلایا اور اس کو معاشرے کی قابل احترام ہستی قرار دیا۔ قرآن کریم میں اللہ نے فرمایا:۔

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾[3]

(اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھارے لیے تمھی میں سے بیویاں پیدا کیں، تا کہ تم ان کی طرف

---

(1) مکالمات کنفیوشس، 17:25

(2) Paul R. Goldin,ed, *Women in Early China: Views from the Archaeological Record(*Routledge:Handbook of Early Chinese History,:2018),11.

(3) سورۃ الروم: 21/30

(جا کر)آرام پائواوراس نے تمھارے درمیان دوستی اور مہربانی رکھ دی، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے
یقینا بہت سی نشانیاں ہیں جو غور کرتے ہیں)

آپ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک پر اس قدر ابھارہ کہ اس کو ایمان جیسی اعلی شے کا جزو قرار دیا۔ حدیث پاک میں ارشاد ہے:

((خَیرُکُم خَیرُکُم لِاَھلِہٖ)) (1)

(تم میں سے سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے حق میں بہتر ہو)

((الدنیا متاع، وخیر متاع الدنیا: المراۃ الصالحۃ)) (2)

(دنیا کل کی کل برتنے کی چیز ہے'اوراس دنیا کی بہترین متاع نیک عورت (بیوی) ہے)

9- باپ بیٹے کا رشتہ

باپ کے دل میں بیٹے کی محبت فطری ہے۔اگر والدین میں سے کوئی غلطی کردے تو بیٹے کو چاہیے کہ وہ والدین کو آرام اور لیاقت سے سمجھائے اور والدین کے ساتھ اور زیادہ حسن سلوک کرے کہ وہ خوش ہو جائے۔اور اگر باپ سے غلطی سر گزد ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ باپ کی غلطی پر دہ ڈالے۔

اسلام میں سب بلا تفریق تمام رشتوں کے ساتھ ایک جیسا سلوک کرنے کا کہا گیا ہے۔قرآن مجید میں ہے:۔

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَاءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا﴾ (3)

(اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، ہو جاؤ تم قائم کرنے والے انصاف کو (حق کے) گواہ بن کر اللہ (کی رضا) کے لیے، اگرچہ وہ تمہاری اپنی ذات ہی کے خلاف کیوں نہ ہو، یا اس کی زد تمہارے اپنے ماں باپ یا رشتہ داروں ہی پر کیوں نہ پڑتی ہو، اگر وہ شخص مالدار ہے یا غریب تو (تم اس کی پرواہ نہ کرو کہ) اللہ بہر حال ان دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے پس تم انصاف کرنے میں خواہش کی پیروی میں نہ پڑ جانا، اور اگر تم نے کج بیانی سے کام لیا یا پہلو تہی کی، تو (اس کا نقصان تمہیں بہر حال بھگتنا ہو گا کہ) بیشک اللہ پوری خبر رکھتا ہے ان سب کاموں کی جو تم لوگ کرتے ہو)

(1) سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب حسن معاشرۃ النساء، حدیث، 1977، 636/1۔

(2) صحیح مسلم، کتاب الرضاع، باب خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ، حدیث، 3649، 547/1۔

(3) سورۃ النساء: 135/4

10۔ تعدد ازواج

کنفیوشسں ازم میں ایک مرد جتنی چاہے شادیاں کر سکتا ہے۔ جیسا کہ امراء سات، صاحب حکومت تین اور عام لوگ ایک شادی کر سکتے ہیں۔ جبکہ اسلام میں مرد کی فطرت اور ضرورت کے تحت ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت دی ہے وہاں ایک شرط بھی لگائی ہے کہ ایک مرد ایک وقت چار سے زائد شادیاں نہیں کر سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾[1]

(کہ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار سے نکاح کر لو لیکن اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی نکاح کرو)

یعنی اگر دو شادیاں کر سکتے ہو تو کرو، تین شادیاں کر سکتے ہو تو کرو، حد یہ ہے کہ چار تک شادیاں کر سکتے ہو لیکن عدل اس کی شرط ہے۔ عدل کا معنٰی ہے تمام معاملات میں برابری کرنا، ہر بیوی کو اس کا پورا حق ادا کرنا اور کسی کو ترجیح نہ دینا۔ ارشاد ہے۔

﴿وَلَن تَسْتَطِيعُوا أَن تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَإِن تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا﴾[2]

(بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے لہٰذا (قانون الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اِس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے)۔

11۔ خاتون کی دوسری شادی

کنفیوشسں ازم کے مطابق بیوہ خاتون کی عزت طلاق یافتہ سے زیادہ ہوتی ہے، بیوہ عورت دوبارہ شادی تو کر سکتی ہے لیکن اس کی شادی کو پہلے جیسا مقام و مرتبہ نہیں ملتا۔

"وہ خاتون جو خاوند کی وفات کے بعد اپنی زندگی کو ختم کر لے اس کو، اس کے خاوند کے گھر میں، اس کے خاندان اور سارے معاشرے میں بہت قدر سے دیکھا جاتا ہے۔ تاریخ میں بھی ایسی خواتین کو پاکیزہ اور نیک کہا گیا ہے اس رسم کو منگ سلطنت (1368-1643) تک سرکاری حیثیت حاصل تھی۔ اگر منگی والی لڑکی کا

---

(1) سورۃ النساء: 3/4

(2) سورۃ النساء: 129/4

منگیتر وفات پاجاتا تو اس کو بیوہ تصور کیا جاتا تھا۔ دوبارہ شادی کی صورت میں عورت کو اس کے سابق خاوند کی برابری سے حصہ نہیں ملتا۔ صرف اس کو عزت اس صورت میں مل سکتی ہے کہ وہ سابق خاوند کے گھر میں عزت سے زندگی گزارے شادی نہ کرے، خاندانی وقار کو زیادہ عزت دی جاتی ہے نہ کہ بیوہ عورت کو"۔[1]

. Once mated with her husband, all her life she will not change (her feeling of duty to him) and hence, when the husband dies she will not marry.([2])

(ایک بار اپنے شوہر کے ساتھ ہم آہنگی کرنے کے بعد، ساری زندگی وہ تبدیل نہیں ہو گی (اس کا اس کے ساتھ ڈیوٹی کا احساس) اور اسی وجہ سے، جب شوہر مر جائے گا تو وہ شادی نہیں کرے گی)

کنفیوشس ازم میں اگر خاتون دوسری شادی کرلے تو اس کو اچھا نہیں جانا جاتا۔ جبکہ اسلام میں عورت کو دوسری شادی کرنے کی مشروط طور پر (یعنی عدت گزارنے کے بعد) نہ صرف اجازت دی گئی ہے بلکہ بیوہ عورت کی برابری کا رشتہ ملتے ہی اس کا نکاح کرنے کا حکم دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں دوسری شادی ممنوع نہیں۔ اسلام میں دوسری شادی کی تلقین اصلاً یتیموں اور بیواؤں کی مدد کے لیے کی گئی ہے۔

12۔ کنفیوشس ازم میں شادی کا تصور

کنفیوشس ازم اور اسلام میں شادی والدین یا رشتہ کروانے والے کرواتے ہیں۔ لیکن دونوں کے طریقہ کار اور مقصد میں فرق ہے کنفیوشس ازم میں شادی کے معاملے میں عورت کا کردار اتنا زیادہ نہیں ہے۔

"منگنی کے بعد بھی لڑکی اپنے منگیتر کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ جب لڑکی کی شادی ہو جاتی تھی تو اس کے نہ صرف خاوند بلکہ اس کے تمام گھر والوں کی خدمت کرنا ہوتی تھی۔ خاص کر ساس کی طرف خصوصی توجہ کرنا ہوتی تھی کیونکہ اس کا خاندان میں مضبوط کردار ہوتا تھا۔ چینی معاشرے میں بہو کو خوش مزاج ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ عورت کو شادی کے ایک سال کے اندر بچہ پیدا کرنا ضروری ہوتا تھا اگر عورت بچہ نہ پیدا کر سکے تو اس سے برا سلوک کیا جاتا تھا اور اس کو خاندان کا نام نہ بڑھانے کا طعنہ دیا جاتا اس کے بعد اس کو میکے بھیج دیا جاتا اور اس

(1) You, E.S.L. *Chinese Women: Part a Parent request (*TX: ide House, Inc,1983), 12.
See also, Xiuping Li , An Analysis Of Chinese Efl Learners' Beliefs About The Role Of Rote Learning In *Vocabulary Learning Strategies*, A Thesis Submitted In Fulfilment Of The Requirements Of The University Of Sunderland For The Degree Of Doctor Of Philosophy ,April 2004.

(2) Li ki,210.

کے ساتھ برا سلوک ہوتا۔ پھر خاوند دوسری شادی کر لیتا اور دوسری بیوی کا انتخاب بھی خود پہلی بیوی کرتی"[1]۔

جبکہ اسلام میں عورت کو مرضی سے شادی کا حق بھی حاصل ہے اور اس کے علاوہ تعلیم و تربیت بھی انسان کا حق ہے۔ دوسری شادی بھی اگر مرد کرنا چاہے تو پہلی بیوی کی مشاورت سے کر سکتا ہے اور اس کے علاوہ اسلام نے شادیوں کی تعداد متعین کر دی۔ اگر اسلام نے مرد کو قوام بنایا تو ساتھ میں عورت کو گھر کی ملکہ بھی بنایا۔ ارشاد الٰہی ہے:۔

﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا﴾[2]

(مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں، پس نیک فرمانبردار عورتیں خاوند کی عدم موجودگی میں بحفاظت الٰہی نگہداشت رکھنے والیاں ہیں اور جن عورتوں کی نافرمانی اور بددماغی کا تمہیں خوف ہو انہیں نصیحت کرو اور انہیں الگ بستروں پر چھوڑ دو اور انہیں مار کی سزا دو پھر اگر وہ تابعداری کریں تو ان پر کوئی راستہ تلاش نہ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے)۔

13۔ وراثت میں برابری نہ ہونا

کنفیوشس ازم میں بڑے بھائی کو باپ کی جائیداد میں سے زیادہ حصہ دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ عورت کو وراثت میں کوئی حصہ نہ تھا۔[3]

اسلام نے سب کو وراثت میں حصہ دار بنایا ہے اس میں رشتوں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ سورۃ النساء میں ہے۔

﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَاۗءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ

---

(1) Howard J Curzer,*Contemporary Rituals andThe Confucian Tradition:A Critical Discussion(*A journal of Chinese Philosophy, 39(2) June 2012)300.
See also Ruiwen Zheng ,*The Relationships between Confucian Family Values and Attitudes toward Divorce in Mainland China: An Explor ce in Mainland China: An Exploratory Study,* Thesis,August 2019,7-

(2) سورۃ النساء:34/4

(3) THE LI Kl. BK. X,458.

لَه وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّه وَلَدٌ وَّوَرِثَه اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ فَاِنْ كَانَ لَه اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَا اَوْ دَيْنٍ اٰبَاؤُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴾[1]

(خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولاد میت صرف لڑکیاں ہی ہوں (یعنی دو یا) دو سے زیادہ تو کل ترکے میں انکا دو تہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اس کا حصہ نصف۔ اور میت کے ماں باپ کا یعنی دونوں میں سے ہر ایک کا ترکے میں چھٹا حصہ بشر طیکہ میت کے اولاد ہو اور اگر اولاد نہ ہو اور صرف ماں باپ ہی اس کے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ۔ (اور یہ تقسیم ترکہ میت کی) وصیت (کی تعمیل) کے بعد جو اس نے کی ہو۔ یا قرض کے (ادا ہونے کے بعد جو اس کے ذمے ہو عمل میں آئے گی) تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں، پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے خدا کے مقرر کیے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

14۔ بہو کا کام

کنفیوشس ازم میں بہو کا اہم ترین فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی دیکھ بھال اور سسرال والوں کی خدمت کرے۔ جبکہ اسلام میں عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے خاوند کی تابعداری کرے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کے مال کی حفاظت کرے۔ اسلام میں عورت کو حتی الامکان خاوند کی اطاعت کرنی چاہیے اور اسلام میں عورت کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ خاوند کے گھر والوں کی خدمت کرے۔ قرآن مجید میں ہے۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾[2]

(عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر حق ہے)۔

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[3]

(اور ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو)۔

اس میں ہر وہ برتاؤ شامل ہے جو ایک عورت کے لیے ذہنی سکون کا باعث ہے۔ اسلام میں عورت کو شوہر کی مکمل

---

(1) سورۃ النساء: 11/4

(2) سورۃ البقرہ: 228/2

(3) سورۃ النساء: 17/4

فرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہے، اگر شوہر بیوی کو کسی بات سے منع کر دے تو بیوی پر اس کی بات کا ماننا لازم ہے، حدیث میں تو یہاں تک ہے کہ:۔

(لَو کُنتُ آمِرًا أَحدًا أَن يَّسجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرتُ المَرأَةَ أَن تَسجُدَ لِزَوجِهَا)(1)

(اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ روا ہوتا، تو عورت کو حکم ہوتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے)

ہاں خلافِ شرع امور میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں ہے؛ بلکہ شوہر اگر بیوی کو کسی معصیت کا حکم کرے، تو بیوی کے لیے اس کی بات ماننا جائز نہیں ہے۔

15۔ شوہر کی وفاداری

کنفیوشس ازم میں بیوی کے بارے میں تو کہا گیا ہے کہ وہ ہر حال میں خاوند کی اطاعت گزار رہے لیکن خاوند کے حقوق و فرائض کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ منشس کہتا ہے

> At the marriage of a young woman, her mother admonishes her, accompanying her to the door on her leaving, and cautioning her with these words, You are going to your home. You must be respectful; you must be careful. Do not disobey your husband?(2)

(ایک لڑکی شادی کے وقت جب اس کی ماں اس کو گھر کے دروازے تک چھوڑتی ہے تو وہ اس کو نصیحت کرتی ہے کہ تم اپنے گھر جارہی ہو۔ آپ کو احترام کرنا چاہئے۔ تمہیں محتاط رہنا چاہئے. اپنے شوہر کی نافرمانی نہ کریں)

جبکہ اسلام میں اگر خاوند بیوی کو عزت نہیں دیتا تو گھر کا نظام مستحکم نہیں ہو سکتا۔ دونوں کی گھر میں دلچسپی ضروری ہے۔ ارشاد ہے۔

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾(3)

(وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم پوشاک ہو ان کی)

16۔ تصور طلاق

کنفیوشس ازم اور اسلام میں طلاق کا تصور موجود ہے۔ کنفیوشس ازم میں مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر خاوند اپنی

---

(1) سنن ترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق الزوج علی المرأة، حدیث 1159، 465/3۔

(2) Legge, The four books, 133.

(3) سورۃ البقرہ: 187/2

بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ جیسا کہ بیٹا نہ ہونے کی بناء پر، والدین/ساس سسر کی نافرمانی، بے ہودہ گفتگو کرنے والی۔ چوری، حسد اور بغض رکھنے والی، ناقابل علاج بیماری وغیرہ شامل ہیں۔[1]

دینِ اسلام اس کے برعکس ہر ممکنہ صورت میں ازدواجی زندگی کے نبھا کی تلقین کرتا ہے لیکن انتہائی ناگزیر حالات پیدا ہو جانے کی صورت میں بگاڑ کے خاتمے کے لیے طلاق کی اجازت دیتا ہے۔ ایسی صورت کے پیدا ہونے پر اسلام اجازت دیتا ہے کہ رشتہ ختم کر کے سکون واطمینان کی زندگی اختیار کر لی جائے اور نئے سرے سے دونوں افراد اپنی زندگی بسالیں۔ اس کے لیے اسلام نے شوہر کو طلاق کا حق عطا کیا ہے، لیکن اسے حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ شے شمار کیا ہے۔[2]

اسلام میں اگرچہ طلاق ایک جائز عمل ہے لیکن "كان الطلاق أبغض الحلال إلى الله"[3]

(اللہ تعالیٰ تمام حلال افعال میں سے ناپسندیدہ ترین فعل ہے)

اس کا استعمال اس صورت میں ہے جب نبھا کی صورت باقی نہ رہے۔ پھر اس کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں اس کی گنجائش پیدا کی ہے کہ انسان اگر اس اقدام پر مجبور ہو تو اقدام کرنے کے بعد اور قطعی فیصلہ سے قبل دونوں کو اس ازدواجی زندگی کی قدر کا احساس ہو سکے۔[4] اسلام میں طلاق اور خانگی زندگی کے بارے میں باقاعدہ اور مفصل قوانین موجود ہیں۔

اسلام تو کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی گزاری جائے۔ اگر خرابیاں ہوں پھر بھی رشتہ کو نبھانے کی کوشش کی جائے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾[5]

(ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کو ورثے میں لے بیٹھو انہیں اس لیے روک نہ رکھو کہ جو تم نے انہیں دے رکھا ہے، اس میں سے کچھ لے لو ہاں یہ اور بات ہے کہ وہ کوئی کھلی برائی اور بے حیائی کریں ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بودوباش رکھو، گو تم انہیں ناپسند کرو لیکن بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے)

---

(1) Lang,U,Chinese family and society(Hamden: Arch on Books,1986),85.

(2) مودودی، حقوق زوجین، 38۔

(3) ابو ابراہیم عزالدین محمد بن اسماعیل بن صلاح بن محمد الحسني، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِير، الكحلاني ثم الصنعاني (الریاض: مکتبۃ دار السلام، ط، اولی، 1432ھ، 2011)، 3/555۔

(4) مودودی، حقوق زوجین، 38 ۔

(5) سورۃ النساء: 4/19

17۔دنیاوی زندگی پر زور

کنفیوشس ازم میں صرف دنیا کی زندگی پر زور دے کر اس کو بہتر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جہاں تک کنفیوشس کے تصورِ جزاو سزا کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں مبہم اشارات ملتے ہیں۔ کنفیوشس نے ایک موقع پر کہا کہ اچھے بادشاہ اور نیکو کار عہدیدار، جنہوں نے اپنی زندگی میں نمایاں کام کیے ہوں گے، مرنے کے بعد انہیں آسمان پر خدا کی قربت نصیب ہو گی اور ان کو اپنے ان مشاغل کو دیکھنے کا اختیار ہو گا جو دنیا میں ان کو پسند تھے۔یی کنگ Yi- King نامی کتاب جو کنفیوشس کی جانب منسوب کی جاتی ہے اس میں تحریر ہے کہ "جو خاندان نیکی کرتا ہے وہ بے انتہا خوشیاں جمع کرے گا اور جو گھرانہ برائیوں کے درپے رہتا ہے اسے غم و افسوس سے واسطہ پڑے گا۔"ایک اہم اور صحت بخش سچ یہ ہے کہ والدین کی اچھائیاں اور برائیاں بچوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ کنفیوشسی ادب میں جنت جہنم کا ذکر نہیں ملتا۔[1]

جبکہ اسلام نے دنیا کو امتحان گاہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:۔

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾[2]

(وہ ذات جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزما سکے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرتا ہے)

حدیث پاک کے مطابق دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے:

(أَنَّ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ)[3]

(دنیا آخرت کی کھیتی ہے)

دنیا آخرت کی کھیتی اس طرح سے ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے جیسے اعمال کرے گا ویسا ہی آخرت میں اس کا بدلہ پائے گا۔ جیسا کہ اردو مقولہ ہے: جو بوؤ گے وہی کاٹو گے۔ دنیا کی زندگی میں انسان بوتا ہے اور آخرت میں اسے اپنے بوئے ہوئے کا پھل ملتا ہے۔

18۔والدین کی بیماری اور وفات پر طرز عمل

کنفیوشس ازم میں اگر کسی کے والدین بیمار ہو جائیں تو اس کو مخصوص طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

When his father or mother is ill, (a young man) who has been capped should not use his comb, nor walk with his elbows stuck out,

(1) James, *Religious System of The World*, 74.

(2) سورۃ الملک: 2/67

(3) احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری (بیروت: دار المعرفۃ، 1379)، كِتَابُ الرِّقَاقِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ وَلَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الْآخِرَةِ، حدیث 6412: 230/11۔

nor speak on idle topics, nor take his lute or cithern in hand. He should not eat of (different) meats till his taste is changed, nor drink till his looks are changed He should not laugh so as to show his teeth, nor be angry till he breaks forth in reviling. When the ill- ness is gone, he may resume his former habits.

(جب کسی کے ماں باپ بیمار ہو جائیں تو اس کو کنگھی نہیں کرنی چاہیے۔ نہ اس کو کہنیوں کے بل چلنا چاہیے۔ نہ ہی اس کو فضول باتوں میں حصہ لینا چاہیے۔ اس کے وہ تب تک کھانا نہیں کھا سکتا جب تک اس کا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائیں، اس کو اتنا نہیں مسکرانا چاہیے کہ اس کے دانت نظر آئیں۔ نہ ہی اتنا غصہ کرے کہ وہ کسی کی بے عزتی کردے۔ جب اس کے والدین تندرست ہو جائیں تو، وہ اپنی سابقہ عادات دوبارہ شروع کر سکتا ہے)

اس کے علاوہ اگر والدین وفات پا جائیں تو تین سال تک سوگ منانا چاہیے۔

جبکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق سوگ تو صرف تین تک منایا جائے گا لیکن والدین کے لیے دعا ہر لمحہ اور ہر لحظہ کی جانی چاہیے۔ نہ صرف یہ بلکہ حدیث شریف کے مطابق والدین کے لیے دعا کرنے والی نیک اولاد کو ان اعمال میں گردانا گیا ہے جن کی وجہ سے انسان کو مرنے کے بعد بھی نفع حاصل ہوتا رہتا ہے۔ اسی ضمن میں حدیث نبوی ﷺ ہے:

(إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلاَّ مِنْ ثَلاَثَةٍ إِلاَّ مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)[1]

(انسان جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین اعمال کے، صدقہ جاریہ، علمِ نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے)۔

19۔ مسؤلیت انسان

کنفیوشس ازم میں انسان مخصوص رشتوں کے معاملے میں جواب دہ ہے۔ اسلام میں انسان صرف خونی رشتوں، دولت اور اپنے دوستوں کا جواب دہ بلکہ ہر ایک معاملے میں جواب دہ ہے۔ جیسا کہ پڑوسیوں، مسکینوں اور غرباء کے بارے میں بھی جواب دہ ہے۔

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾[2]

(آپ سے پوچھتے ہیں کیا چیز خرچ کریں کہہ دو کہ جو کچھ تم خرچ کرو مال سو ماں باپ کے لیے اور قرابت والوں

---

(1) صحیح مسلم، كِتَابُ الْوَصِيَّة ، بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ ،حدیث: 4310 ،68/5۔

(2) سورۃ البقرہ: 215/2

کے لئے اور یتیموں کے لئے اور محتاجوں کے لئے اور مسافروں کے لئے اور جو کچھ کروگے تم بھلائی سو وہ بے شک اللہ کو خوب معلوم ہے)

20۔ تربیت بذریعہ سزا

کنفیوشس لوگوں کے ساتھ ادب واحترام سے بات کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی مقررہ کردہ اصول نہیں ہے۔ کنفیوشس ازم میں انسانی تربیت قانون کی سختیوں کی بجائے اخلاق سے ہونی چاہیے۔

اسلام میں وعظ و نصیحت اور مثالی کردار کے ذریعے سے اگر اصلاح نہ ہو سکے تو علماء کے مطابق بچوں اور بڑوں کے لیے حتمی اور قطعی علاج ضروری ہے۔ لیکن اصلاح و تربیت کا آغاز اللہ پاک کے اس فرمان کے مطابق ہونا چاہیے۔

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾(1)

(اے نبی اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ دعوت دو)

21۔ تخلیق انسان

کنفیوشس ازم ایک ایسا نظام فکر ہے جس میں ذاتی، معاشرتی، اخلاقی اور سیاسی امور پر توجہ دی جاتی ہے اور اس کی تاکید انسانی زندگی پر ہے۔ دنیا کی تمام مخلوقات میں، انسان سب سے عمدہ ہے۔ کنفیوشس ازم کے نزدیک انسان آسمان کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے۔ اس کے علاوہ تخلیق انسانی کی تفصیلات بیان نہیں کی گئیں۔ لیکن اسلام تخلیق انسان کی مکمل تفصیلات فراہم کرتا ہے کہ کس طرح اللہ پاک نے انسان کو پیدا کیا۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰي عَلَي الْعَرْشِ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ﴾(2)

(اللہ ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن کے اندر پھر قائم ہوا عرش پر کوئی نہیں تمہارا اس کے سوائے حمایتی اور نہ سفارشی پھر کیا تم دھیان نہیں کرتے)

﴿الَّذِيْ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَه وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ﴾(3)

(جس نے خوب بنائی جو چیز بنائی اور شروع کی انسان کی پیدائش ایک گارے سے)

22۔ عورت کی تعلیم و تربیت

کنفیوشس ازم میں خاتون مخصوص طرح سے تعلیم حاصل کر سکتی ہے۔ وہ دس سال کی عمر سے گھر کے باہر نہیں نکلتی۔

---

(1) سورۃ النحل: 125/16

(2) سورۃ السجدہ: 4/32

(3) سورۃ السجدہ: 7/32

اس کو معلمہ گھر کے خاص امور سکھاتی ہے۔ جیسا کہ کپڑے سینا، دھاگہ بننا اور اون سے چیزیں بنانا وغیرہ شامل ہے۔ جبکہ اسلام میں مرد و عورت کے لیے تعلیم میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔(1)

23۔زندگی اور موت کی حقیقت

کنفیوشس ازم انسان کی زندگی کو خوشگوار اور لطف اندوز سمجھتا ہے اور لوگوں کو معاشرتی زندگی میں فعال طور پر حصہ لینے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسانی زندگی خوشگوار ہے، اور موت ابدی سکون اور زندگی کا خاتمہ ہے۔ جو شخص اخلاقیات پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کی خدمت کرتا ہے اس کی زندگی میں خوشی ہوگی۔ زندگی کا فطری انجام موت ہے۔

﴿الَّذي خَلَقَ المَوتَ وَالحَياةَ لِيَبلُوَكُم أَيُّكُم أَحسَنُ عَمَلًا وَهُوَ العَزيزُ الغَفورُ﴾ (2)

(جس نے موت اور زندگی کو ایجاد کیا تاکہ تم لوگوں کو آزما کر دیکھے تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے)

﴿كُلُّ نَفسٍ ذائِقَةُ المَوتِ﴾ (3)

(آخرکار ہر شخص کو مرنا ہے)

24۔ شادی شدہ خاتون کے ساتھ میکے والوں کا رویہ

کنفیوشس ازم میں شادی کے بعد خاتون کے ساتھ ایک مخصوص طرح کا برتاؤ کیا جاتا تھا۔ لی کی میں لکھا ہوا ہے۔

> When a married aunt, or sister, or daughter returns home (on a visit), no brother (of the family) should sit with her on the same mat or eat with her from the same dish. (Even) the father and daughter should not occupy the same mat.(4)

(جب ایک شادی شدہ پھوپھی، یا بہن، یا بیٹی گھر (دورے پر) واپس آجاتی ہے تو خاندان کے بھائی ایک چٹائی پر اس کے ساتھ بیٹھ سکتا یا ایک ڈش سے اس کے ساتھ کھا سکتا ہے۔ حتی کہ باپ اور بیٹی کو ایک ہی چٹائی پر قبضہ نہیں کرنا چاہئے)

جبکہ اسلام میں شادی شدہ پھوپھی، یا بہن، یا بیٹی کے ساتھ ایسا کوئی برتاؤ نہیں کیا جاتا۔ اسلام میں عورت کی بہت عزت کی جاتی ہے اور اس کی میکے میں آمد پر بہت خوشی کی جاتی ہے۔

25۔بے جا رسومات

---

(1) James, *Religious System of The World*,74-

(2) سورۃ الملک: 2/67

(3) سورۃ ال عمرآن: 185/3

(4) Li KI, SECT. I. PT. III,77.

کنفیوشس ازم اور اسلام میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ کنفیوشس ازم میں بہت سی بے جا رسومات ہیں۔ جیسا کہ بچے کی پیدائش سے لے کر وفات تک بے شمار رسومات ہیں۔ کنفیوشس کہتا ہے۔

“The family that has married a daughter away, does not extinguish its candles for three nights, thinking of the separation that has taken place. The family that has received the (new) wife for three days has no music ; thinking her bridegroom is now in the place of his parents- After three months she presents herself in the ancestral temple, and is styled " The new wife that has come." A day is chosen for her to sacrifice at the shrine of her father-in-law ; expressing the idea of her being (now) the established wife.When a wife was about to have a child, and the month of her confinement had arrived, she occupied one of the side apartments, where her husband sent twice a day to ask for her. If he were moved and came himself to ask about her ' she did not presume to see him, but made her governess dress herself and reply to him.When the child was born, the husband again sent twice a day to inquire for her. He fasted now, and did not enter the door of the side apartment. If the child were a boy, a bow was placed on the left of the door ; and if a girl, a handkerchief on the right of it. After three days the child began to be carried, and some archery was practised for a boy, but not for a girl”.(1)

(جب بیٹی کی شادی ہوتی ہے تو بیٹی کی جدائی میں تین دن تک گھر میں روشنی نہیں کی جاتی۔اس کے علاوہ جو خاندان نئی بہو کو لے کر آتا ہے وہ تین دن تک موسیقی نہیں سنتا یہ سوچ کر کہ اس کا دلہا اس کے والدین کی جگہ پر ہے۔اس کے بعد شادی کے تین مہینوں کے بعد وہ اپنے آپ کو آبائی ہیکل میں پیش کرتی ہے، اور اسے "نئی بیوی جو آئی ہے۔"اس کے لیے اپنے سسر کے مزار پر قربانی دینے کا دن منتخب کیا گیا ہے۔اس نے (اب) قائم شدہ بیوی ہونے کے خیال کا اظہار کیا۔ جب ایک بیوی کے پاس ایک بچہ پیدا ہونے والا تھا، اور جب بچے کی پیدائش کا وقت آتا ہے، تو اس نے ایک ساتھ والے اپارٹمنٹ پر بسیرا کرنا ہوتا ہے۔، جہاں اس کا شوہر نے دن

---

(1) THE LI Ki, BK. X,472.

میں دو بار اس کی خیریت طلب کرنے کے لیے آتا ہے اسے اگر وہ حرکت میں آگیا اور خود ہی اس کے بارے میں پوچھنے آیا تو وہ اسے دیکھنے کا خیال نہیں کرتی تھی، بلکہ اس کی آیا اسے جواب دیتی تھی۔ جب بچہ پیدا ہوا، شوہر نے دن میں دو بار اس کی تفتیش کے لیے آتا۔ اس نے اب روزہ رکھا ہوتا تھا، اور ساتھ والے اپارٹمنٹ کے دروازے میں داخل نہیں ہوا تھا۔ اگر بچہ لڑکا ہوتا تو، دروازے کے بائیں طرف کمان رکھ دیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی لڑکی، اس کے دائیں طرف رومال۔ تین دن بعد بچے کو لے جانے کا کام شروع ہوا، اور کچھ تیر اندازی لڑکے کے لیے کی گئی، لیکن لڑکی کے لیے نہیں)

قرآن نے قدیم رسوم ورواج کی مناسب اصلاح کی اور صرف ان رسوم کو باقی رکھا جو اسلام کے بنیادی تصورات سے متعارض نہ تھیں۔ چنانچہ وہ تمام رواج جو انسان کی فطرت سے مناسبت نہیں رکھتے تھے یا جو اعلیٰ اخلاقی اصولوں سے ٹکراتے تھے اور صدیوں سے عربوں کی گھٹی میں پڑے ہوئے تھے، قرآنی ثقافت نے انھیں یک قلم منسوخ کر دیا، مثلاً غم کے موقعے پر بین کرنا، بال بکھیر کر چہرہ پیٹنا، ایامِ حج میں ستر کو ظاہر کرنا، جسم کو گودنا اور ایسا بناؤ سنگھار کرنا جس سے زینت ظاہر ہو اور نامحرموں کے لیے کشش پیدا ہو، منع فرمایا۔ قرآن نے ایسی تمام رسوم ورواج کو تبرج جاهلیہ سے تعبیر کیا ہے۔

﴿وَقَرنَ فِي بُيوتِكُنَّ وَلا تَبَرَّجنَ تَبَرُّجَ الجاهِلِيَّةِ الأولى وَأَقِمنَ الصَّلاةَ وَآتينَ الزَّكاةَ وَأَطِعنَ اللَّهَ وَرَسولَهُ إِنَّما يُريدُ اللَّهُ لِيُذهِبَ عَنكُمُ الرِّجسَ أَهلَ البَيتِ وَيُطَهِّرَكُم تَطهيرًا﴾[1]

اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو اور اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ اہلِ بیتِ نبیؐ سے گندگی کو دور کرے اور تمہیں پوری طرح پاک کر دے

26۔ میاں بیوی کی ذاتی جائیداد

کنفیوشس ازم اور اسلام میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ کنفیوشس کے ماننے والے میاں بیوی ذاتی جائیداد نہیں رکھ سکتے۔ کنفیوشس ازم میں ہے۔

A son and his wife should have no private goods, nor animals, nor vessels; they should not presume to borrow from, or give anything to, another person.[2]

(بیٹے اور اس کی بیوی کے پاس نہ تو کوئی سامان ہوگا، نہ جانور، نہ برتن۔ انہیں کسی دوسرے شخص سے قرض لینے

(1) سورۃ الاحزاب: 33/33

(2) THE LI Kl. BK. X,468.

،یا کچھ دینے کا گمان نہیں کرنا چاہئے)۔

﴿لِّلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ﴾[1]

(مردوں کے لیے ان کی کمائی سے حصّہ ہے اور عورتوں کے لیے ان کی کمائی سے حصہ)

الغرض کنفیوشس ازم اور اسلام کی تعلیمات کا موازنہ کیا جائے تو دونوں کی تعلیمات میں اساسی فرق ہے۔ کنفیوشس ازم میں توہم پرستی اور اخلاقیات کا نظام صرف پانچ رشتوں پر مبنی ہے۔ اس میں باقی تعلقات جیسا کہ پڑوسی، مسکینوں، کمزوروں، یتیموں کے حقوق شامل نہیں ہیں۔ اسلام ایک فطری دین ہے اور اس نے ہر ایک کے حقوق کے بارے میں بات کی ہے اور معاشرے کے کسی بھی انسان کے ساتھ حق تلفی نہیں کی۔ انسانیت کی بنیاد پر ہر ایک سے ہمدردی اور ن مساوات کی تلقین کی گی۔ کسی کو کسی پر برتری نہیں دی گی۔ اسلام کی تعلیمات واضح ہیں۔ جبکہ کنفیوشس ازم ایک وضعی دین ہے اس میں ہر ایک رشتے میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔

---

(1) سورۃ النساء:32/4

فصل چہارم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی سیاسی متفرقات

کنفیوشس ازم اور اسلام کی سیاسی متفرقات درج ذیل ہیں۔

کنفیوشس ازم اور اسلام کی سیاسی تعلیمات کا مقصد معاشرے کی فلاح و بہبود اور معاشرے سے ناہمواری دور کرنا ہے۔اگرچہ اہداف ایک ہے لیکن دونوں کے طریقہ کار میں واضح فرق ہے۔ مسلمان ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اسی کو ہی اپنا معبود اور خالق ومالک جانتے ہیں اور ان کا اعتقاد ہے کہ اچھے اعمال پر اللہ ان بدلہ دے گا۔ جبکہ کنفیوشس ازم میں انسان اپنے کردار کی اصلاح آسمان کے قوانین کے مطابق کرتا ہے۔اس کے علاوہ کنفیوشس ازم میں حاکم اور رعایا کا رشتہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس تعلق کی وجہ سے انسان کی اجتماعی زندگی اثر انداز ہوتی ہے۔ کنفیوشس میں حاکم اور محکوم کا تعلق شفقت اور درگزر کا ہونا چاہیے اور حاکم کو اپنے دل سے سختی اور لالچ کو نکال دینا چاہیے اور اپنی رعیت کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کرنا چاہیے۔دین اسلام جہاں عدل وانصاف کا رویہ اختیار کرنے کا کہتا ہے وہاں تقوی کی تلقین بھی کرتا ہے کیونکہ اگر تقوی ہو گا تو ظلم ختم ہو جائے گا اور یہی تقوی جود و کرم اور رحم وشفقت کا ضامن ہو گا۔

1۔ حاکمیت اور ملکیت کا مالک اللہ کا ہونا

کنفیوشس ازم میں بادشاہ آسمان کا بیٹا ہوتا ہے اور یہ قوانین سے مبرا ہوتا ہے۔ بادشاہ عوامی طاقت کا نمائندہ ہے اور بادشاہ ہی سے تمام قانونی معاملات کی تصدیق کرنی ہوتی ہے کیونکہ بادشاہ کو دنیا کی رہنمائی کے لیے آسمان سے یہ اختیار ملا ہے۔ کنفیوشس کہتا ہے۔

> The ruler was understood to be at once the Son of Heaven, and the father of the people, ruling under the Mandate of Heaven.[1]

(حاکم کو آسمان کا بیٹا اور لوگوں کا باپ کہا جاتا ہے کیونکہ اس کو آسمان کی طرف سے یہ اختیار ملا ہوتا ہے)۔

جبکہ اسلام میں حاکم خلیفۃ الارض ہوتا ہے۔اور وہ قوانین کا پابند ہوتا ہے۔ زمین کا اصل حکمران چونکہ اللہ تعالیٰ ہی ہے، انسان کی حیثیت اس میں حاکم کی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے نائب اور اسکے خلیفہ کی ہے، جس کا اصل کام اور ذمہ داری اللہ تعالی کے احکام کی تنفیذ ہے اس لیے زمین کا امن اور اسکی سلامتی اس میں ہے کہ اسکے ہر گوشے میں اللہ تعالیٰ ہی کا قانون چلے۔ارشاد الٰہی ہے۔

---

(1) Song-Chong Lee, The Role and Meaning of Religion for Korean Society(Basil:MDPI, 2019),117.

﴿ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً ﴾[1]

(اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ میں بنانے والا ہوں زمین میں ایک نائب)

اقتدار اعلیٰ تمام کائنات اور پوری زمین پر صرف اللہ تعالیٰ کا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾[2]

(دیکھو سب مخلوق اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے)

اسلام میں حاکمیت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے نہ کہ کسی خاص فرد یا خاندان کے لیے، اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق اور مالک ہے اور اس لیے اللہ کے قانون کے علاوہ کسی کا حکم نہیں لاگو ہو سکتا۔

2۔اساسی طرز فکر

اسلام اور کنفیوشس ازم کی طرز فکر بنیادی طور پر مختلف ہے اسلامی سوچ کی بنیاد توحید پر ہے جبکہ کنفیوشس کی تعلیمات وضع کردہ ہیں۔انسانی تعلیمات میں تغیر و تبدل ہو سکتا ہے جبکہ آسمانی طرز فکر اٹل ہوتا ہے۔کنفیوشس نے معاشرے کی اصلاح کے لیے ماضی کے حکمرانوں کا طریقہ کار اپنانے کا کہا کنفیوشس نے اپنی کتاب میں امیر کو سابق بادشاہوں جیسا کہ یاؤ، شون، بیو کے مطابق حکومت کرنے کی تاکید کی۔کنفیوشس کی تعلیمات کا منبع و مرکز سیاست اور اخلاق تھا کنفیوشس نے اپنی تعلیمات میں تین سلطنتوں جیسا کہ کنفیوشس ازم یو، شن اور یو کی تعلیمات کو شامل کیا اس بناء پر انھوں نے مثالی معاشرے کا تصور پیش کیا کیونکہ اس دور میں علماء دولت اکٹھی کرنے میں جمع تھے اور اس وجہ سے معاشرے میں بہت اضطراب اور فساد تھا اس لیے انھوں نے اجتماعی طور پر معاشرے کی فلاح و بہبود کا تصور پیش کیا۔کنفیوشس کہتا ہے۔

"Great indeed was Yao as a sovereign! How majestic was he! It is only Heaven that is grand, and only Yao corresponded to it. How vast was his virtue! The people could find no name for it.[3]

(یاؤ ایک بادشاہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا! کتنا شاندار تھا وہ؟ یہ صرف آسمان ہی ہے جو عظیم الشان ہے، اور صرف یاؤ ہی اس کے مطابق ہے۔اس کی پرہیزگاری کتنی وسیع تھی! لوگ اس کو کوئی نام نہ دے سکے)

Yao and shun led on the kingdom with benevolence, and the people

---

(1) سورۃ البقرہ:30/2

(2) سورۃ اعراف:54/7

(3) The Analects Of Confucius, Chap Xlx.1, 62.

followed them.[1]

(یاؤاورشن نے کریم النفسی کے ساتھ بادشاہت کی قیادت کی،اور لوگ ان کے پیچھے چل پڑے)

جبکہ اسلام حکمرانوں کی سیاسی اور اخلاقی تربیت کا کہتا ہے اور حاکم اللہ اور اسکے رسول کی اخلاقی تعلیمات کو مد نظر رکھ کے حکمرانی کرے[2]۔ قرآن میں ہے۔

﴿اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ﴾[3]

(یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں تو یہ قائم کریں گے نماز کو اور ادا کریں گے زکٰوۃ کو اور حکم دیں گے نیکی کا اور روکیں گے برائی سے اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے سب کاموں کا انجام)

مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اسلام اور سیاست میں لکھتے ہیں:۔

کہ اسلام میں حکمرانی کا مقصد حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔اسلام میں قیادت نہ جاہ و منصب کا فریب،نہ عیش وعشرت کا دھوکہ نہ مال و دولت کی کثرت اور نہ شان و شوکت کا تماشہ ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور ان کے بندوں کے حقوق کی بجاآوری کے لیے سعی و محنت اور جدوجہد کی ذمہ داری کا نام ہے۔[4]

سید قطب المصری اسلامی سیاسی نظام کے ممیزات میں کہتے ہیں:۔

اسلام کے اجتماعی اور سیاسی وحکومتی نظم کسی بھی قدیم جدید نظام سے مختلف ہے۔کیونکہ اسلامی نظام کے بنیادی اصول دوسرے نظاموں سے مختلف ہیں۔اس کی بنیاد اس اصول پہ ہے۔کہ حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے اور وہی انسانیت کے لیے شریعت و قانون وضع کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔[5]

اس لیے کہا جاسکتا ہے کہ اسلامی قوانین اور کنفیوشس کے نظریات میں واضح فرق ہے۔

3۔بادشاہ کا چناؤ

کنفیوشس نے حکماء اور حکمرانوں کے لیے ایک طریق کار متعین کیا کہ ایک حکمران کو کائنات منتخب کرتا ہے۔اگر حاکم اہل نہ ہو تو حاکمیت دوسرے تک منتقل ہو جاتی ہے۔کنفیوشس ازم کے مطابق بادشاہ کا انتخاب آسمان پر ہوتا ہے۔منشس کہتا ہے:۔

---

(1) The Great Learning,13,Chap, Ix.

(2) دی اسکالرز(جولائی-دسمبر 2017)پاکستان کو امن میں درپیش سیاسی مسائل اور ان کا حل(سیرت طیبہ کی روشنی میں)1-21۔

(3) سورۃ الحج:41/22

(4) مولانا اشرف علی تھانوی،اسلام اور سیاست(ملتان ادارہ تالیف اشرفیہ،:1427 ھ)،17۔

“The Emperor cannot give the Empire to another.” Instead, “Heaven gave it to him.” He then explains how Heaven’s choice is revealed: When Emperor Yao died, Shun, who had served Yao for twenty-eight years, left the empire in the hands of Yao’s son and took leave. Nonetheless, “the [regional rulers] of the Empire coming to pay homage and those who were engaged in litigation went to Shun, not to Yao’s son, and ballad singers sang the praises of Shun, not of Yao’s son.” Mencius takes this to be a sign that Heaven favored the appointment of Shun, rather than Yao’s son. He adds that Heaven “sees with the eyes of its people” and that it “hears with the ears of its people.(1)

(بادشاہ ایک دوسرے کو سلطنت نہیں دے سکتا۔اس کے بجائے آسمان اسے دیتا ہے۔اس کے بعد وہ یہ بتاتے ہیں کہ آسمانی انتخاب کا انکشاف کیسے ہوتا ہے: جب شہنشاہ یاؤ کا انتقال ہو گیا، تو شن نے اٹھائیس سال تک یاؤ کی خدمت کی تھی، نے سلطنت یاؤ کے بیٹے کے ہاتھ میں چھوڑ دی اور رخصت لی۔ بہر حال سلطنت کے [علاقائی حکمران] خراج عقیدت پیش کرنے آرہے تھے اور قانونی چارہ جوئی میں مصروف تھے، وہ یاؤ کے بیٹے کی طرف نہیں، شن گئے تھے، اور گلوکاروں نے یاؤ کے بیٹے کی نہیں، شن کی تعریفیں گائیں۔"منشس اس بات کو یہ علامت سمجھتا ہے کہ یاؤ بیٹے کے بجائے آسمان شن کی تقرری کے حق میں ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ آسمان اپنے لوگوں کی نگاہوں سے دیکھتا ہے" اور یہ کہ وہ" اپنے لوگوں کے کانوں سے سنتا ہے)

"In the Book of History' it is said 'Heaven, having produced the inferior people, appointed for them rulers and teachers, with the purpose that they should be assisting to God, and therefore distinguished them throughout the four quarters of the empire.(2)

(تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے کہ آسمان نے کمتر لوگوں کو پیدا کیا اور ان کے لئے حکمران اور اساتذہ مقرر کیے، اس مقصد کے ساتھ کہ وہ خدا کی مدد کریں، اور اسی وجہ سے سلطنت کے چاروں حصوں میں ان کی تمیز کی جائے)۔

(1) Analects 20:1.
See also Mencius 5A.6.

(2) The Four Books,283-

اسلام کے سیاسی نظام میں تقرر حکمرانی کی بڑی اہمیت ہے کیونکہ لوگوں کی اجتماعی اور معاشرتی زندگی اسی کی مرہون منت ہے۔ یہ قانون فطرت بھی ہے کہ اگر انسان اپنے قول وفعل میں آزاد ہو تو کمزور لوگوں کی عزت ومال خطرے میں پڑ جائیں گی اور معاشرے میں بہت فساد برپا ہو جائے گا۔ لہذا اسی شر سے بچنے کے لیے ایک حاکم کی تعیناتی ضروری ہے تاکہ وہ لوگوں کے درمیان عادلانہ حکومت کرے اور لوگ اس کی اطاعت کر کے معاشرے میں نظم وضبط سے زندگی بسر کریں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ﴾(1)

اللہ نے ان لوگوں سے وعدہ کیا ہے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کیے کہ انہیں ضرور ملک کی حکومت عطا کرے گا جیسا کہ ان سے پہلوں کو عطا کی تھی، اور ان کے لیے جس دین کو پسند کیا ہے اسے ضرور مستحکم کر دے گا اور البتہ ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا، بشرطیکہ میری عبادت کرتے رہیں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں، اور جو اس کے بعد ناشکری کرے وہی فاسق ہوں گے۔

3۔ معاشرے کی تصحیح

کنفیوشس اور اسلام میں حکومت کا مقصد عام لوگوں کی اخلاقی بہتری ہے۔ لیکن دونوں کے بنیادی طریقہ کار میں فرق ہے۔ مثلاً کنفیوشس کا کہنا ہے۔

“To govern is to correct. If you set an example by being correct, who "would dare to remain incorrect?”(2)

حکومت کرنا درست ہے اگر آپ درست ہو کر مثال قائم کرتے ہیں تو کون غلط رہنے کی ہمت کرے گا؟

The government of the ' state depends on the regulation of the family.(3)

دین اسلام حاکم کو اخلاق کی درستگی کا کہتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ معاشرے کے تمام افراد کو بھی اپنے اعمال درست کرنے کا کہتا ہے۔ اصلاح کے میدان میں اہم ترین ترجیحات میں سے ایک یہ ہے کہ معاشرے کی تعمیر سے پہلے فرد کی تعمیر کا اہتمام کریں۔ دوسرے الفاظ میں نظام اور اداروں میں انقلاب سے پہلے فرد میں انقلاب لانا ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ اسے ہم قرآن کے الفاظ میں بیان کر دیں، جس نے فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ کوئی بھی انقلاب ہو اس کے لیے نفس کی تبدیلی ضروری ہے۔

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءًا فَلَا مَرَدَّ

---

(1) سورۃالنور:55/24

(2) Analects 12.17.

(3) Legge,The works of Mensius,162.

لَهٗوَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِه مِنْ وَّالٍ﴾[1]

(بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے، اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے پھر اسے کوئی نہیں روک سکتا، اور اس کے سوا ان کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا)۔

4۔ عدل وانصاف

معاشرتی انصاف کے پہلو میں کنفیوشس ازم اور اسلام کے مابین فرق ہے۔ کیونکہ کنفیوشس کے مطابق گورنر پالیسیاں بناتا ہے اور صرف اخلاقیات سے معاشرے کے نظام میں بہتری ہو سکتی ہے۔ کنفیوشس پہلے اوپر کے طبقے سے پھر نچلے طبقے کی بات کرتا ہے۔ جبکہ اسلام نے کوئی طبقاتی تقسیم نہیں کی۔ کنفیوشس ازم نے معاشرتی انصاف پر بہت زور دیا ہے اور ایک پرامن معاشرے کے لیے سیاسی ہم آہنگی کو اس طرح کا درجہ دیا ہے۔ کہ گورنر ایک منصفانہ سیاسی ماحول پیدا کرے اور معاشرے کے گورنر پالیسی کا ایک سیٹ نافذ کریں جو لوگوں کی حفاظت کر سکے اگر لوگوں کو بالادستی سے فتح حاصل کریں اور لوگوں کو کنٹرول کرنے کے لیے دبانے کا راستہ استعمال کریں۔ تو لوگ خوف کی وجہ اپنے خیالات ان سے چھپائیں گے۔ اگر گورنر اخلاق کے ذریعے لوگوں کو متاثر کرے تو ریاست کا انتظام آسان ہو جائے گا۔ اگر عدل وانصاف کے مطابق کی جائے تو یہ بہت عظیم کام اور زمین پر اللہ تعالیٰ کے خلیفہ کی نشانی ہے۔ اسلام اجتماعی زندگی چاہتا ہے جو فطرت کا تقاضا ہے۔ اس کے لیے ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جس میں ہر فرد کو اپنی ذمے داری کا احساس ہو۔ قرآن کریم ایک ایسے معاشرے کا خواہاں ہے جس میں ہر شخص عدل وانصاف پر عمل کرنا اپنا فرض سمجھتا ہو اور اسلام میں حاکم کے لیے پہلی شرط عدل ہے۔ حکامِ وقت عوام کے محافظ اور نگران ہوتے ہیں۔ ان کی ضروریات کی فکر کرنا اور انہیں خدشات و مشکلات سے محفوظ رکھنا ان کی ذمے داری ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُه وَرُسُلَه بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾[2]

(البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازوئے (عدل) بھی بھیجی تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں، اور ہم نے لوہا بھی اتارا جس میں سخت جنگ کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے، بے شک اللہ بڑا زور آور غالب ہے)

5۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر

(1) سورۃ الرعد: 11/13

(2) سورۃ الحدید: 25/57

لوگ ملک کی بنیاد ہوتے ہیں۔ ملک میں امن وسکون کا دار مدار حاکم پر ہوتا ہے۔ کنفیوشس ازم کے مطابق حاکم کو ایسے قوانین کا نفاذ کرنا چاہیے کہ جس سے ملک کی عوام محفوظ ہوں اور اس کے لیے اس کو مہربانی کا طرز عمل اپنا کر لوگوں سے سختی سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اسلام کے مطابق اگر معاشرے میں امر بالمعروف ونہی المنکر ہوتا رہے تو لوگ اعمال صالحہ کی طرف مبذول ہو جائیں گے۔ ارشاد ہے۔

﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُوْلَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (1)

(اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو نیک کام کی طرف بلاتی رہے اور اچھے کاموں کا حکم کرتی رہے اور برے کاموں سے روکتی رہے، اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں)

6۔ حدود تعزیرات

ہر جماعت اور حکومت معاشرتی اصلاح کی علمبردار ہوتی ہے۔ کنفیوشس کی فکر کے مطابق لوگوں کو سخت قوانین اور سزاؤں کے برعکس اخلاقی مضبوطی کے ذریعے کردار کی اصلاح کی جائے۔ کنفیوشس کہتا ہے:۔

"If the people be led by laws, and uniformity sought to be given them by punishments, they will try to avoid the punishment but have no sense of shame.(2)

(اگر لوگوں کو قوانین کی رہنمائی کی جائے، اور سزا میں یکسانیت کی کوشش کی جائے، تو وہ سزا سے بچنے کی کوشش کریں گے لیکن انہیں شرمندگی کا کوئی احساس نہیں ہوگا)

اسلام نے معاشرے کی اصلاح کے لیے سزاؤں کا ایک مکمل نظام رکھا ہے۔ سزاؤں میں حکمت یہ ہے کہ معاشرے کو جرائم سے دور رکھا جائے تاکہ معاشرہ فتنہ وفساد سے پاک ہو۔(3) قانون کی حکمرانی کسی بھی معاشرے کے ارتقاء اور بقا کے لیے ضروری ہے۔ اسلامی شرعی سزاؤں کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں معاشرتی استحکام یقینی ہو جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(4)

---

(1) سورۃ ال عمران: 104/3

(2) Confucian Analects Book 2 Chap -3,2.

(3) القلم دسمبر 2009، شریعت اور سزا کا تصور، 10۔

(4) سورۃ النور: 2/24

(بدکار عورت اور بدکار مرد پس دونوں میں سے ہر ایک کو سو سوڈُرّے مارو، اور تمہیں اللہ کے معاملہ میں ان پر ذرار حم نہ آنا چاہیے اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیے)

7۔سیاست کے بنیادی اهداف

دونوں مذاہب کے اھداف سیاست میں فرق ہے۔ مثلا اسلام کی سیاست کا بنیادی مقصد شریعت کی بالادستی اور آخرت کی اچھائی ہے۔ حکومت کے تمام دستوری، سیاسی اور انتظامی امور شریعت کے مطابق ہوں۔[1] ایک ایماندار انسان صرف اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر سب لوگوں سے یکساں حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔اس کا یہ کریکٹر نہ کسی دنیاوی منفعت کے لیے ہوتا ہے اور نہ کسی وقتی مادی فائدے کی خاطر۔اسلام میں حاکم اور محکوم کو خدا کے متعین کردہ عوامل کے تحت کام کرنا ہے۔۔اسی لیے اسلامی طرز حکومت کنفیوشس سے مختلف ہے کنفیوشس ازم میں حکومت کا مقصد اچھے اخلاق ہے۔

8۔فلاحی ریاست کا قیام

اگرچہ اسلام اور کنفیوشس ازم کا مقصد ایک فلاحی ریاست کا قیام تھا لیکن دونوں مذاہب کا فلاحی ریاست کے قیام کا نقطہ نظر مختلف تھا۔اسی طرح کنفیوشس نے اپنی ساری زندگی لوگوں کی اخلاقی تربیت اور فلاحی ریاست کے قیام میں صرف کر دی۔

9۔بادشاہ کی وفات پر سوگ

کنفیوشس ازم میں بادشاہ کی وفات پر تین سال تک سوگ منایا جاتا ہے۔

The one year's mourning was made to extend only to the great officers, but the three years' mourning extended to the Son of Heaven. [2]

(بڑے افسروں کی وفات پر ایک سال جبکہ آسمان کے بیٹے کی وفات پر تین سال سوگ منانا چاہیے)

جبکہ اسلام میں ایسا کچھ نہیں ہے۔

10-دولت کی مساوی تقسیم

کنفیوشس ازم صرف مادیت پرست مذہب ہے اس کے مطابق دولت کی مساوی تقسم سے لوگ خوشحال ہو سکتے ہیں۔جبکہ قرآن کے مطابق اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کو مان کر ملک ترقی کر سکتا ہے۔

﴿إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالعَامِلِينَ عَلَيهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُم وَفِي الرِّقَابِ وَالغَارِمِينَ وَفِي

(1) القلم۔جون 2017،اصول سیاست۔نصوص قرآنیہ کی روشنی میں،266۔

(2) The Doctrine of the Mean, p 16 Chap. XVIII. 1.

سَبيلِ اللَّهِ وَابنِ السَّبيلِ ۖ فَريضَةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَليمٌ حَكيمٌ﴾[1]

(یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور اُن کے لیے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں ایک فریضہ ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے)

11۔حاکم کا پر خلوص ہونا

دونوں مذاہب امیر حکومت کی اخلاص کی بات تو کرتے ہیں لیکن ان دونوں کے اخلاص کا نقطہ نظر مختلف ہے۔ کنفیوشس کے مطابق اگر آپ مضبوطی سے کھڑے ہونا چاہتے ہیں، آپ کو دوسروں کی مدد کرنی چاہئے۔ اگر آپ کامیاب ہونا چاہتے ہیں تو پہلے آپ دوسروں کو کامیاب ہونے دینا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں میں اخلاص کی مختلف سطحیں ہوں۔ اللہ، اور یہ انسانوں کو مختلف سطحوں پر منتخب کرتا ہے۔

12۔غربت کا خاتمہ

اسلام اور کنفیوشس ازم دونوں میں ہمیں دولت مشترکہ کرنے، ضرورت مندوں کی مدد کرنے، اور مالی فائدہ سے بڑھ کر معاشرتی بھلائی کی قدر کرنا ایک روحانی لازمی امر محسوس ہوتا ہے۔ اسلام اور کنفیوشس ازم دونوں غربت کے خاتمے پر زور دیتے ہیں لیکن دونوں کا طریقا کا مختلف ہے۔ مثال کے طور پر، کنفیوشس کا ایک مشہور قول یہ اعلان کرتا ہے۔

دریں اثناء، اسلام میں، زکوٰۃ یا خیرات دینا عقیدہ کے پانچ ستونوں میں سے ایک ہے۔ صدقات دینا صرف وہی کام نہیں ہے جس کی وجہ سے مسلمانوں کو ترغیب دی جاتی ہے۔ یہ ایک اسلامی طرز زندگی کے لیے بالکل لازمی ہے۔ ایسی دنیا کی تعمیر کے خواہاں میں جس میں دولت زیادہ مساویانہ طور پر مشترکہ ہو، جس میں لوگ رکھنا اور حاصل کرنے سے زیادہ دینا زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، ہم ان روحانی روایات کو اخلاقی رہنمائی کے ذریعہ دیکھ سکتے ہیں۔

﴿وَالَّذينَ يَكنِزونَ الذَّهَبَ وَالفِضَّةَ وَلا يُنفِقونَها في سَبيلِ اللَّهِ فَبَشِّرهُم بِعَذابٍ أَليمٍ﴾[2]

(اے ایمان لانے والو، اِن اہل کتاب کے اکثر علماء اور درویشوں کا حال یہ ہے کہ وہ لوگوں کے مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ سے روکتے ہیں دردناک سزا کی خوش خبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے)

13۔ انسانی وضع کردہ قانون

---

(1) سورۃ توبہ: 60/9

(2) سورۃ توبہ: 34/9

کنفیوشس ازم اور اسلام کے سیاسی نظریے میں فرق یہ ہے کہ کنفیوشس کے تمام قوانین انسانی وضع کردہ ہیں۔ جبکہ اسلام کی سیاسی تعلیمات قرآن اور سنت پر مبنی ہیں اور اس میں خوف خدا، قلب و نظر کی پاکیزگی شامل ہیں۔ لہذا اسلام میں سیاست کا مقصد آخرت کی بہتری ہے۔ قرآن میں ہے۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾[1]

اور نہ وہ اپنی خواہش سے کوئی بات کہتے ہیں نہیں ہے وہ مگر ایک وحی (جو) اس پر بھیجی جاتی ہے

14۔ طاقت اور قوت کا منبع

کنفیوشس ازم میں بادشاہ کو طاقت کا سرچشمہ جانا جاتا تھا جبکہ اسلام میں اللہ کی ذات ہی اصلی طاقت کا مرکز ہے۔ قرآن میں ہے۔

﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ﴾[2]

(انہوں نے اللہ کی کچھ بھی قدر نہ کی، بے شک اللہ زور والا غالب ہے)

15۔ سوچ اور فکر کا دائرہ

کنفیوشس ازم میں حکومت کا بنیادی مقصد عوام کو خوش کرنا اور خوش رکھنا ہوتا ہے۔

"Riches adorn a house, and virtue adorns; the person. The mind is expanded, and the body is at ease. Therefore, the superior man must make his thoughts sincere.[3]

(امیر گھر سجاتے ہیں اور نیکوکار لوگوں کو خوبصورت بناتے ہیں ذہن وسیع ہو جائے تو جسم میں آسانی ہو جاتی ہے۔اس لیے عظیم آدمی اپنی سوچ کو مخلص بناتا ہے)۔

جبکہ اسلام انسان کو اپنے ہر عمل کے ذریعے اللہ کو خوش کرنے کی تلقین کرتا ہے۔اللہ کی رضا میں سب کی رضا ہے اور اس کی ناراضگی سب کی ناراضگی ہے۔

16۔ عالمگیریت

کنفیوشس ازم میں اس بات کی صلاحیت نہیں کہ وہ پوری دنیا میں بسنے والے ہر انسان کی ضرورت پوری کر سکے۔ جبکہ اسلام ایک عالمگیر مذہب ہے۔

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾[1]

---

(1) سورۃ النجم: 3-4/53

(2) سورۃ الحج: 74/22

(3) The Great Learning, Chap: VI. 4, 9.

(اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

17۔ ضابطہ و مربوطیت

کنفیوشس ازم میں نہ ہی کوئی ضابطہ حیات ہے اور نہ ہی کوئی روحانیت۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اس کی تعلیمات باہم مربوط اور منظم ہیں جو عبادات کی صورت میں دیرپا روحانی تسکین کی ضامن ہیں۔

﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا﴾(2)

(بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بڑا ثواب ہے)

18۔ حاکم اللہ کو جواب دہ

کنفیوشس ازم اور اسلام میں یہ فرق بھی ہے کہ اسلام میں حاکم اپنے اعمال و افعال کا اللہ کو جواب دہ ہے جبکہ کنفیوشس ازم میں ایسا نہیں ہے۔

19۔ بادشاہ کا موسیقی سے شغف

کنفیوشس ازم میں بادشادہ کو بہت سی رسومات ادا کرنی پڑتی ہیں اور ان رسوم میں موسیقی شامل ہوتی تھی۔ اسلام میں موسیقی کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

20۔ مساوات

کنفیوشس ازم میں عہدیداروں کے جوازِ حکمرانی کی اساس ان کی اخلاقیات پر تھی۔ جیسے جیسے عہدہ بڑھتا جاتا، نیکی کا معیار بھی بڑھتا جاتا۔ سب سے اونچے درجے پر متمکن بادشاہ 'آسمان کا بیٹا' کہلاتا، جس سے برتر بس خدائی طاقت ہی ہوتی۔ جبکہ اسلام میں انسانوں کے مابین کوئی تفریق نہیں۔

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾ (3)

(اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں قومیں اور قبیلے بنایا تاکہ تم آپس میں پہچان رکھو، بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا

---

(1) سورۃ الأنبياء : 107/21

(2) سورۃ الاسراء: 29/17

(3) سورۃ الحجرات: 13/49

خبر دار ہے)

الغرض کنفیوشس کا اخلاقی فلسفہ مذہبی عبادات اور خیرات، سماجی و سیاسی اداروں اور روزمرہ آداب زندگی سے متعلق اصول و قوانین پر مشتمل ہے۔اسی اخلاقی فلسفے پر کنفیوشس نے اپنے سیاسی خیالات کی بنیادیں استوار کیں۔ وہ بادشاہت کے خلاف نہیں تھا لیکن حکمرانوں کے آمرانہ رویے کو غیر اخلاقی اور نا قابل قبول قرار دیتا اور ان کے اختیارات کو محدود کرنے پر اصرار کرتا تھا۔ عوام کے ساتھ نرم اور منصفانہ رویہ کو حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری قرار دیتا۔ عوام کو صالح حکمرانوں کی اطاعت کی تلقین کرتا تھا۔ قدیم اخلاقی و سماجی معیارات اس کو بھاتے تھے اور وہ لوگوں کو انھیں اپنانے کا درس دیتا۔ کنفیوشس کا سیاسی فلسفہ احساس ذمہ داری پر مبنی ہے۔ہر فرد کو اپنی ذمہ داری پوری کرنے پر توجہ کرنی چاہئے جو کردار کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں جب کہ کردار روایت میں موجود اقدار کی پیروی سے مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔اچھی حکومت کے بارے میں وہ کہتا ہے، ''اچھی حکومت اس بات پر مبنی ہے کہ حکمران ایک حکمران کے طور پر کام کرے، وزیر وزیر کے طور پر، باپ باپ کے طور پر اور بیٹا بیٹے کے طور پر''۔ حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ضبط نفس حاصل کریں، اپنے محکوموں سے محبت کا سلوک روا رکھیں۔اسی طرح عوام کو بھی چاہئے کہ وہ قانون کی حکمرانی کے لیے اپنا ذمہ دارانہ کردار ادا کریں۔ قوانین کے اطلاق کے ذریعے سزائیں دے کر عوام کو جرم سے دور کرنے اور ان میں مثبت اقدار کو فروغ دینے کی کوشش کی نسبت کنفیوشس ایک دوسرا طریقہ کار اختیار کرنے پر اصرار کرتا ہے کہ حکمران اپنے اعلیٰ طرز حکومت اور رویے سے عوام میں اخلاقی فضیلت کو بڑھانے کی کوشش کرے تا کہ لوگوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہو اور وہ سزا کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے احساس ندامت کی وجہ سے جرم اور گناہ سے گریز کریں۔ برے حکمران بری عوام کے خالق ہوتے ہیں۔یوں حکمران کا اخلاقی طور پر اعلیٰ درجے پر فائز ہونا کنفیوشس کے لیے معاشرتی اصلاح کے عمل میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ تمام عہدوں پر مطلوبہ اہلیت کے حامل افراد کی تعیناتی معاشرے کی اخلاقی عظمت کا تعین کرتی ہے۔

فصل پنجم

کنفیوشس ازم اور اسلام کی دیگر متفرقات

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ کنفیوشس کے سیاسی اور اخلاقی نظام بہت حد تک عملی طور پر کارآمد ہے اور اس میں انسان کو کامیاب اور کامران کرنے کے لیے مکمل لائحہ عمل موجود ہے۔ لیکن ایمان باللہ اور ایمان باآخرت کے بغیر کوئی نظام مستقل اور پائیدار نہیں ہو سکتا۔ کنفیوشس کے اقوال میں مبہم طور پر خدا، آخرت، حیات بعد الممات اور کارخانہ قدرت کے تصورات موجود ہیں لیکن اس نے واضح طور پر کچھ نہیں کہا۔ اس نے آباؤاجداد کی پرستش پر زور دیا جو کہ اسلام کے بالکل متضاد ہے۔

1۔ خدا اور صفاتِ خداوندی

کنفیوشس کہتا ہے کہ خدا کی بخشش اور رحمت کا مظاہرہ ہمیں ہر جگہ نظر آتا ہے۔ ہم اس کو دیکھنا چاہتے ہیں لیکن وہ نظر نہیں آتا۔ ہم اس کی آواز سننے کی خواہش کرتے ہیں لیکن کچھ سنائی نہیں دیتا، مگر اس کے باوجود وہ سب میں (ہر جگہ) موجود ہے اور اس کے بغیر اور علاوہ کچھ نہیں۔ سیلاب کے پانی کی طرح وہ اپنے عبادت گزار بندوں کے سروں پر دائیں بائیں (ہر) طرف موجود ہے۔(1)

بشیر احمد ڈار رقمطراز ہیں کہ :

"کنفیوشس خدا کے وجود کا منکر نہیں تھا لیکن خدا کا صحیح اور واضح تصور اس کے کلام میں کہیں نہیں ملتا"۔(2)

جہاں تک کنفیوشس کے خُدائی تصور کے بارے میں متضاد خیالات ہیں۔ بعض مورخین کے مطابق اس نے اس موضوع کے متعلق کوئی بات نہیں کی۔ کنفیوشس کی کتاب میں اس کے بارے مندرجہ ذیل اقوال درج ہیں۔

"اپنے آپ کو کسی انسان دوستی کے فرض کے لیے سنجیدگی سے وقف کر دینا اور ارواح کی تعظیم کے دوران ان سے دور رہنا عقلمندی کہلاتا ہے۔"(3)

"جب تم حقوق العباد ادا کرنے کے قابل نہیں رہے تو تم ارواح کے حقوق کس طرح ادا کر سکتے ہو؟"(4)

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کنفیوشس کی تمام تر دلچسپی اخلاقی تصورات میں ہے۔ وہ یقین رکھتا تھا کہ لوگ آسمان کی حدود و قیود میں زندگی گزارتے۔ اس کا آسمان کے ساتھ مصنوعی تعلق ہے اور وہ جانتا تھا کہ آسمان نے اسے کیا ذمہ داری سونپی ہے؟ اس لیے اس

---

(1) بشیر احمد ڈار، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، 3۔

(2) ایضاً، 18۔

(3) Walay,The Analects of Confucius,120,vi,20.

(4) Ibid,155,xi,11.

نے کہا کہ میرے ماننے والے آسمان کو نذرانے دیں۔[1]

تاریخ مذاہب میں رشید احمد پروفیسر لگ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" کنفیوشس کی تعلیمات میں ہستیٔ اعلیٰ کا تصور پایا جاتا ہے۔ وہ خدا کی اطاعت پر زور دیتا ہے"۔[2]

" کنفیوشس کا اعتقاد تھا کہ لوگ آسمان کی حدود و قیود میں زندگی گزارتے ہیں۔ (اس کے نزدیک) آسمان سے مراد ہستیٔ مطلق کے علاوہ فطرت اور فطری مناظر بھی ہیں۔"[3]

اسلام میں ''الٰہ واحد'' کا واضح تصور موجود ہے۔ وہی خالق، مالک، رازق، رحیم و کریم، نافع وضار ہے۔ وہی احد و یکتا معبود کی تمام بہترین صفات مقدسہ کی حامل ہستی ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ -اللَّهُ الصَّمَدُ - لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ-وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ﴾[4]

﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا﴾[5]

(اور اللہ کے بہترین اسمائے مقدسہ ہیں انہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو پکارو)

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴾[6]

(اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم ضرور ان کی برائیوں کو ان سے دور کر دیں گے اور ضرور انہیں اس کا بہترین بدلہ دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے)

2۔ روح کی ازلیت وبقاء

کنفیوشس کا قول ہے کہ انسانی جسم موت کے بعد فنا ہو جاتا ہے لیکن روح ہمیشہ قائم رہتی ہے۔

تاریخ مذاہب میں مرقوم ہے:

''اگرچہ کنفیوشس مردوں کی قوت کا معترف ہے لیکن اس نے (اپنی کچھ حکمتوں اور مصلحتوں کے پیشِ نظر) کھلے

(1) مکالمات کنفیوشس، 11-12

(2) رشید احمد، تاریخ مذہب، 70۔

(3) مکالمات کنفیوشس، 12۔

(4) سورۃ الاخلاص: 1-4/112

(5) سورۃ الاعراف: 180/7

(6) سورۃ العنکبوت: 7/29

الفاظ میں روح کو غیر فانی نہیں کہا"۔[1]

اسلام کے مطابق روح امرِ ربّی ہے جو لازوال ہے ازلی وابدی ہے: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي﴾[2]

(روح کے بارے میں آپ (ﷺ) سے سوال کرتے ہیں، آپ فرمادیں کہ روح میرے رب کا امر ہے)

.3۔ملائکہ اور جنّات کا تصور

کنفیوشس نے فرشتوں اور جنّات کا ایسا صحیح اور واضح تصور تو نہیں دیا جیسا کہ اسلام میں موجود ہے البتہ اس کے نزدیک کسی نہ کسی صورت میں ملائکہ اور جنّات کا تصور ضرور پایا جاتا ہے۔ کتاب "الربیع والخریف" میں منقول ہے کہ:

"والانسان ان كان فاضل الاخلاق و صالح الاعمال فروحه يرتقى بعد وفاته الى السماء و ضم نفسه الى صفوف الملائكة و اصبح منهم،والانسان ان كان سئى الاخلاق والاعمال فهو يصير بعد موته روحاً شريراً و ضم نفسه الى الصفوف الجنّ، فيخوف الناس و يضرهم"[3]

(انسان اگر حسن اخلاق اور اعمال صالح والا ہو تو مرنے کے بعد اس کی روح آسمان کی چڑھتی ہے اور ملائکہ کی صفوں میں شامل کر دی جاتی ہے اور اگر برے اخلاق واعمال والا ہو تو اس کی موت کے روح روح شریر بن جاتی ہے اور جنوں کی صفوں میں شامل کر دی جاتی ہے پس وہ لوگوں کو ڈراتا اور نقصان پہنچاتا ہے)

4۔کائنات سے متعلق نظریہ

بشیر احمد ڈار لکھتے ہیں:

"کائنات کے بارے میں کنفیوشس کا نظریہ واضح تھا اور ہر قسم کی رہبانی آمیزش سے پاک تھا۔(ایک اور مقام پر لکھا ہے کہ) کنفیوشس کے نزدیک یہ کائنات بلا مقصد نہیں اور انسانی نصب العین محض اس سے فرار نہیں۔اس کے خیال میں انسان کا وجود اور معاشرہ کی تشکیل فطری امور ہیں جن کی تہہ میں ارادۂ الٰہی کار فرما ہے۔انہی کی اصلاح میں انسانیت کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔"[4]

قرآن کریم میں بھی کائنات کے بارے میں یہی تصور واضح طور پر موجود ہے:

---

(1) رشید احمد، تاریخ مذاہب، 106۔

(2) سورۃ الاسراء: 85/17

(3) الربیع والخریف، 1006۔

(4) بشیر احمد ڈار، حکمائے قدیم کا فلسفہ اخلاق، 20۔

﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا﴾[1]

(اے ہمارے پروردگار! یہ سب تونے بیکار پیدا نہیں کیا۔

5۔تصورِ آخرت

کنفیوشس ازم کی تعلیمات میں اشارۃً آخرت کا تصور ملتا ہے۔ کنفیوشس نے بتایا کہ بعد کی زندگی انسانی فہم سے بالا تر ہے۔ انسانوں کو زندہ رہنا چاہئے اور اس طرح کا سلوک کرنا چاہئے تا کہ مثالی معاشرتی تعلقات کو فروغ دیا جاسکے، بجائے یہ کہ موت کے بعد انعامات یا سزا کی توقعات پر مبنی عمل کریں۔[2]

اسلام میں آخرت کا تصور بہت واضح ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾[3]

(اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی خیر عطاء فرمااور آخرت میں بھی خیر عطاء فرمااور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما)

6۔موسیقی سے گریز

گانا بجانا کسی بھی صورت میں اور کسی بھی موقع پر جائز نہیں، نیز جائز گانوں میں بھی موسیقی کی آمیزش ہو تو جائز نہیں۔

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ﴾ [4]

بعض لوگ ایسے ہیں جو لہو ولعب کی چیزیں خریدتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بھٹکا دیں۔

((حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ مِسْكِينٍ، عَنْ شَيْخٍ شَهِدَ أَبَا وَائِلٍ فِي وَلِيمَةٍ فَجَعَلُوا يَلْعَبُونَ يَتَلَعَّبُونَ يُغَنُّونَ، فَحَلَّ أَبُو وَائِلٍ حَبْوَتَهُ، وَقَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،يَقُولُ:"الْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ"))[5]

(سلام بن مسکین ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں جو ابو وائل کے ساتھ ایک ولیمہ میں موجود تھے کہ لوگ کھیل کود اور گانے بجانے میں لگ گئے، ابو وائل نے اپنا حبوہ کھولا اور بولے: میں نے عبداللہ بن مسعود کو کہتے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: "گانا بجانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے)

---

(1) سورۃ آل عمران: 191/3

(2) دیدات، کنفیوشس ازتشت اور اسلام،20 ۔

(3) سورۃ البقرۃ:201/2

(4) سورۃ لقمان:6/31

(5) سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب كَرَاهِيَةِ الْغِنَاءِ وَالزَّمْرِ، حدیث:4929،435/4۔

7۔آباءپرستی اور مردہ پرستی

کنفیوشس ازم میں مردہ پرستی،اوہام پرستی، آباؤ و اجداد کی پرستش اور ان کے نام پر قربانیاں دی جاتی ہیں۔آثار قدیمہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ شانگ(Shang)کے دور میں آباءپرستی بہت مقبول تھی۔کامیاب اور نیکوکار عظیم تاریخی شخصیات،جو کسی بھی خاندان سے تعلق رکھتیں،ان کی پیش روکی حیثیت سے پرستش Hall of Light میں کی جاتی،جہاں "آسمان"کی پوجا کی جاتی تھی۔اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آباءپرستی اتنی ہی اہم ہے جتنی "آسمان" کی پرستش۔کنفیوشس نے اس طرز عمل کی حوصلہ افرائی کی۔[1] جبکہ اسلام کامل توحید کا دین ہے۔

8۔تصور آغاز و اختتام کائنات

کنفیوشس کو کائنات سے کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی اس بات سے کوئی تعلق ہے کہ دنیا کس طرح ختم ہو جائے گی؟اسے صرف حال سے سروکار ہے کہ دنیا میں ہمیں کیا کرنا ہے؟اور یہی اس کا مطمع نظر ہے۔[2]

9۔تخلیق کائنات

کنفیوشس کو تخلیق کائنات سے کوئی دلچسپی نہ تھی نہ ہی اس کو اس سوال سے لگاؤ تھا کہ دنیا کب ختم ہو گی؟اس نے اس بات پر غور کرنے کی بجائے کہ دینا کب ختم ہو گی،اپنی تمام توجہ اس امر کی طرف مرکوز کی کہ زندگی کیسے بسر کرنی ہے؟کیونکہ وہ کہتا ہے کہ لوگ جب دنیا میں آتے ہیں سب نیک ہوتے ہیں۔اس لیے انسان کا اہم ترین مقصد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اچھا رکھے۔[3] کنفیوشس نے صرف حال پر اپنی توجہ مرکوز کی اور حال کو ہی بہتر بنانے پر زور دیا۔جبکہ اسلام میں تخلیق کائنات کی مکمل حقیقت کو واضح کیا اور اس میں ماضی،حال اور مستقبل تینوں کے احکامات موجود ہیں۔

10۔الہامی مذہب

کنفیوشس مذہب الہام کا دعوی نہیں کرتا کنفیوشس خود کہتا ہے:۔میں اسلاف کا سرمایہ منتقل کرتے والا ہوں خود کچھ بنانے والا نہیں ہوں مجھے اسلاف سے محبت بھی ہے اور عقیدت بھی۔

A transmitter and not a maker, believing in and loving the ancients, I venture to compare myself with our old Pang."([4])

جبکہ اسلام اور کنفیوشس ازم کی تعلیمات میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام ایک الہامی مذہب ہے اور اس کی تعلیمات کو

---

(1) Vergilius Ferm, *Living Schools of Religions* (USA:Littlefield, Adam & Co,1985),102.

(2) تاریخ مذاہب،رشید احمد(کوئٹہ:زمرد پبلیکیشنز،2000)،96۔

(3) ایس ایم شاہد،تعارف مذاہب عالم،227۔

(4) Analects,BK Vi, Chap. l.,46-

محفوظ کیا گیا ہے۔اسی ضمن میں ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾[1]

(ہم نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)۔

قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جس کے لاکھوں کی تعداد میں حفاظ موجود ہیں۔اس کتاب میں اگر کوئی تھوڑی سی بھی تبدیلی کرنے کی جسارت کرے گا تو وہ اپنے اس مقصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا۔کیونکہ یہ ایسی کتاب ہے جس کو ایک بڑی تعداد نے اپنے سینوں میں محفوظ کر رکھا ہے۔اور یہ امر محال ہے کہ کسی کے سینے سے کسی چیز کو حذف کیا جا سکے۔

اسلام کے تمام بنیادی احکامات جیسا کہ نماز، روزہ، حج، زکوۃ آج بھی ویسے ہی ہیں جیسا کہ نبی ﷺ کے دور میں تھے۔ قرآن پاک آج بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا اور قرآن کی تشریح آج بھی حدیث سے ثابت ہوتی ہے۔حالانکہ دنیا بھر میں اس کو ماننے والے مختلف ثقافتوں کے لوگ ہیں۔

11۔مذہبی کتب کی تحریف

کنفیوشس مذہب کی اکثر کتب ترمیم و تنسیخ کا شکار ہو گئیں۔کنفیوشس ازم کی مذہبی کتب کے بارے میں تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ ان کتابوں کو مختلف آزمائشوں سے گزرنا پڑا ہے۔ڈیوک نے چین کے تمام صوبوں کو اپنے زیر نگیں کر کے 221 قبل مسیح میں ایک عظیم حکومت کی بنیاد رکھی، اس نے جاگیرداری نظام کو ختم کر کے 36 صوبوں کی بنیاد رکھی اور دیوارِ چین کی بنیاد رکھی۔اس کے ساتھ ساتھ اس نے حکم دیا کہ کنفیوشس کی تمام کتب کو جلا دیا جائے نیز اس دور میں 420 کنفیوشس علماء کو زندہ دفن کر دیا گیا۔[2]

جبکہ اس کے برعکس پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ پر نازل کردہ قرآن مجید موجودہ وقت میں واحد ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے منزہ و مبرہ کتاب ہے۔اس کتابِ الٰہی کے علاوہ اس وقت موجودہ دور میں ہر کتاب میں تحریف ممکن ہے اگرچہ وہ آسمانی کتب ہی کیوں نہ ہوں۔تاریخ شاہد ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ ہر آسمانی کتاب میں بھی تحریف کی گئی، جس کے ذریعے اس آسمانی کتاب کی اصلی صورت کو تبدیل کر دیا گیا اور اپنے مطلب کی چیزیں شامل کر لی گئیں اور مخالف چیزوں کو حذف کر دیا گیا۔قرآن مجید تحریف اس لیے محفوظ ہے کیونکہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا۔ارشادِ ربانی ہے:

﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ﴾[3]

اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی

(1) سورۃ الحجر: 9/15

(2) دیدات، کنفیوشس، زرتشت اور اسلام، شیخ احمد، 29۔

(3) سورۃ حم السجدہ: 41/24

طرف سے اتاری ہوئی ہے قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جس کے لاکھوں میں حفاظ موجود ہیں۔اس کتاب میں اگر کوئی تھوڑی سی بھی تبدیلی کرنے کی جسارت کرے گا تو وہ اپنے اس مقصد میں ہر گز کامیاب نہیں ہو سکتا۔کیونکہ یہ ایسی کتاب ہے جس کو ایک بڑی تعداد نے اپنے سینوں میں محفوظ کر رکھا ہے۔اور یہ امر محال ہے کہ کسی کے سینے سے کسی چیز کو حذف کیا جاسکے۔معلوم ہوا کہ قرآن مجید واحد ایسی کتاب ہے جو ہر قسم کی تحریف اور تغیر و تبدل سے مبرہ ہے۔

12۔ بین الاقوامی مذہب

کنفیوشس بین الاقوامی مذہب نہیں، اس کی تعلیمات فقط چین کی افتادہ طبع کے عین مطابق ہے۔جب کہ اسلام ایک بین الاقوامی مذہب ہیں۔

﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[1]

(ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہاں مگر (یہ صحیح ہے) کہ لوگوں کی اکثریت بے علم ہے)

کنفیوشس کو فوت ہوئے تقریباً پچیس سو سال گزر چکے، لیکن اس کی تعلیمات عصرِ حاضر میں بھی موجود ہیں۔اس نے کبھی اعلیٰ وارفع ہستی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا، بلکہ وہ ایک مصلح تھا جس نے اپنے آباء واجداد کی تعلیمات کو از سرِ نو زندہ کیا۔اگرچہ کنفیوشس ازم کی بعض تعلیمات اسلام کی تعلیمات سے مختلف ہیں مگر یہ بھی امر مسلم ہے کہ کنفیوشس ازم کی متعدد تعلیمات ایسی بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات سے یکسانیت رکھتی ہیں۔کنفیوشس ازم کی جو تعلیمات اسلام کی بنیادی تعلیمات سے متضاد و مختلف ہیں ان میں، خدا، ارواح اور آخرت کے بارے میں اشارات کے باوجود ابہام و اشکال کا پایا جانا، الہامی مذہب نہ ہونا، رسولوں پر ایمان نہ ہونا، مابعد الطبیعات (روحانی پہلو) کو نظر انداز کرنا، مردہ پرستی، اوہام پرستی، دیوی دیوتاؤں کی پوجا، مذہبی کتب میں تغیر وغیرہ جیسے عقائد و نظریات شامل ہیں۔

---

(1) سورۃ سبأ،34/ 28

نتائج

1۔ کنفیوشس ازم اور اسلام کے تحقیقی مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کنفیوشس ازم کی معاشرتی اور سیاسی تعلیمات ظاہری طور پر اسلام سے ملتی ہیں لیکن اس کے علاوہ اسلام اور کنفیوشس ازم کے مابین جوہری فرق ہے۔

2۔ اسلام ایک الہامی دین ہے اس میں دنیا اور آخرت کا تصور ہے جب کہ کنفیوشس ازم میں ایسا تصور نہیں ملتا۔ کنفیوشس ازم میں صرف معاشرے کی اصلاح کی بات کی جاتی ہے۔ لیکن روح کو سمجھنے کے لئے یہ ناکافی ہے۔ اسلام کی تعلیمات ہی صرف خالص اور حقیقی ہیں جو کہ روح اور جسم کی ضروریات کو پورا کر سکتی ہیں۔

3۔ کنفیوشس ازم اور اسلام کی تعلیمات کا مقصد لوگوں کو راحت دینا اور معاشرے میں امن وسکون کی فضا برقرار کرنا ہے۔

4۔ کنفیوشس نے چینی عوام کے بنیادی اعتقادات کو ملا کر ایک نظام وضع کیا۔ اس کا فلسفہ شخصی اخلاقیات اور خاص کر حکومت کے تصور پر مبنی ہے جو عوام کی خدمت کرتی اور اپنی اخلاقی مثال کی بنیاد پر ہی حکمرانی کرتی ہے۔ اس فلسفہ نے چینی زندگی اور تہذیب کو دو ہزار سے زائد برسوں تک اپنے سحر تلے رکھا اور دنیا کی آبادی کے ایک بڑے حصہ پر گہرے نقوش مرتب کیے۔

5۔ چینی عوام میں کنفیوشس کے اس قدر مقبول ہونے کی وجہ ان کی اپنی اخلاص مندی، دیانت داری، معتدل مزاجی اور عمل پسندی تھی۔ نہ ہی وہ انسانوں سے ایسی شے کا تقاضہ کرتے تھے' جو ان کی سکت سے زائد ہوں۔

6۔ کنفیوشس ازم اخلاقی اور سیاسی تعلیمات کا مجموعہ ہے جو قدیم چینی فلسفے نے لوگوں کے آگے پیش کیا، باقاعدہ کوئی مذہب نہیں ہے بلکہ ایک ایسا مذہب ہے جس کی تعلیمات کی بنیاد عقل انسانی پر ہے۔ اس کی تعلیمات کا مرکز معاشرتی اصلاح ہے کہ کس طرح اخلاقی لحاظ سے لوگوں کے طرز عمل کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔ جبکہ اسلام ایک مکمل مذہب اور دین ہے جس کی تعلیمات اور ہدایات جامع ہیں جو حقیقی ہیں جو دین و دنیا کے تمام امور پر مشتمل ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

7۔ کنفیوشس ازم میں اخلاقی اور سیاسی تعلیمات انسانی فکر کا نتیجہ ہیں۔ جبکہ اسلام میں موجود تمام تعلیمات واحکام کا انحصار وحی الٰہی پر ہے۔ اسلام میں ایمان اور عمل اور دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں ربط موجود ہے۔ جبکہ کنفیوشس ازم میں ایسا نہیں ہے۔

8۔ کنفیوشس ازم کا مقصد حیات مادیت پر مبنی ہے۔اس نے خدا کے متعلق نہ کوئی راہنمائی دی ہے اور نہ اس بارے میں فلسفہ دیا۔ بلکہ اس مذہب کے بانی کنفیوشس نے کبھی بھی نبی ہونے کا دعوی نہیں کیا۔وہ بنیادی طور پر ایک بے دین فلسفی تھے۔اس میں مابعد الطبیعات کے بارے مکمل اجتناب برتا گیا ہے۔

9۔ کنفیوشس ازم میں صرف اکابر پرستی، روایت پرستی اور غیر ضروری رسومات موجود ہیں جبکہ اسلام میں ان چیزوں کی سختی سے ممانعت ہے۔ اسلام دنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی فلاح و بہبود پر زور دیتا ہے جبکہ کنفیوشس ازم صرف دنیا کی کامیابی پر انحصار کیا گیا ہے۔

10۔ کنفیوشس کی دلچسپی کا مرکز شخصی اور سیاسی اخلاق و کردار تھا۔ان کا نظریہ تھا کہ حکومت کے وجود کا مقصد عوام کی فلاح ہے۔اس امر پر ان کا شدید اصرار رہا کہ ایک فرمانروا کو طاقت کی بجائے اخلاقی قوت کے سہارے حکمرانی کرنی چاہیے۔

11۔ کنفیوشس ازم کی تعلیمات میں افراط و تفریط ہے۔ مثلا والدین کے احترام میں غلو پایا جاتا ہے یہاں تک کہ مرنے کے بعد والدین کی پوجا کی تلقین بھی کی جاتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں اسلام میں عبادت کی مستحق ذات صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔اس کے علاوہ بیویوں کو شوہر کی وفات کے بعد بیوہ کا شادی نہ کرنا۔اس کے برعکس اسلام میں ہر کسی کے حقوق و فرائض متعین کیے گے ہیں۔

12۔ کنفیوشس کے مطابق لوگوں کی ذہنی اور جذباتی مضبوطی ان کے کردار و عمل کی اصلاح ہے نہ کہ ان کو سزا دے کر زبردستی سنوارنے کی ناکام کوشش کی جائے۔اس سے جبراً ظاہری طور پر لوگ قوانین کو مان لیتے ہیں لیکن اندر سے باغی اور سرکش ہو جاتے ہیں اور موقع کی تلاش میں ہوتے ہیں کہ کس طرح معاشرے میں فتنہ و فساد پھیلایا جائے۔اس کے برعکس اسلام میں معاشرے میں امن و سکون کے لیے لوگوں کو سزائیں دینا ضروری ہے کیونکہ معاشرے میں فطری طور پر خیر اور شر موجود ہوتا ہے۔

13۔ اسلام میں جس طرح ایک عورت کو خاص مقام سے نوازا گیا ہے اس طرح کنفیوشس ازم میں عورت کا کوئی خاص مقام نہیں ہے۔

14۔ امتداد وقت نے کنفیوشس ازم کی تعلیمات کو اس قدر مسخ کیا کہ اس کی تعلیمات اصل شکل و صورت میں باقی نہیں رہی اور اس کے برعکس اسلامی فلسفہ اخلاق قرآن کریم اور احادیث کی کتب میں اپنی اصل شکل میں موجود ہیں۔

تجاویزات وسفارشات

1. اقوام عالم کو عالمی سطح پر یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ مذاہب کے درمیان ان حقیقتوں اور سچائیوں کو تلاش کر کے ان پر عمل کروایا جائے جس سے اقوام عالم کے درمیان انسانی وقار اور تفاہم ممکن ہو سکے۔
2. کنفیوشس ازم اور اسلام کی مشترکہ تعلیمات کی روشنی میں دونوں اقوام کے مابین مذہبی رواداری اور ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔
3. دنیا بھر کے انسانوں کو یہ پیغام پہنچانا چاہیے کہ تمام مذاہب کی تعلیمات کا مطمع نظر انسانی وقار اور مساوات کو قائم کرنا ہے اور اس کے لیے تمام مذاہب کے پیروکاروں کو اس کی کوشش کرنی چاہیے۔
4. احترامِ انسانیت کے تقاضے پوری کرنے کی کوشس میں حقوق و فرائض کی ادائیگی میں عملی کوششیں بروئے کار لائی جانی چاہئیں اور اس مقصد کے حصول میں اقوامِ متحدہ کو اپنا کردار ضرور ادا کرنا چاہیے۔
5. اسلام میں انسانیت کی فلاح اور احترام کا درس موجود ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ رواداری، محبت اور انسانیت کی حرمت کے پیغام کو عام کیا جائے۔
6. قرآن وحدیث میں امن وسلامتی، انسانی حقوق واقدار کی رعایت اور عدل ومساوات کی تعلیمات کو عام کیا جائے۔
7. اسلام کے ماننے والوں کو ہر سطح پر مظالم کے خاتمے کے لیے طاقت کے استعمال کی بجائے انسان کی اخلاقی وفکری تربیت پر زور دیا جائے۔اور لوگوں کے مابین رواداری، محبت اور انسانیت کی حرمت کے پیغام کو عام کیا جائے۔
8. عالمی اور ملکی سطح پر تقابل ادیان کے موضوع پر سیمینار اور کانفرنسز کا انعقاد کیا جائے۔اس سے لوگوں کے مشاہدات اور علم میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اور لوگوں کے پوشیدہ اور مبہم سوالات کا جواب دیا جاسکتا ہے۔

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورة	آیت نمبر	صفحہ نمبر
.1	﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ......﴾	البقرة	30	245
.2	﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ...﴾	البقره	44	210
.3	﴿وقُولُوا لِلنَّاسِ حُسناً.....﴾	البقره	83	212
.4	﴿بَلٰي مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَه لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَه اَجْرُه عِنْدَ ------﴾	البقره	112	223
.5	﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا....﴾	البقره	143	223
.6	﴿وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَه.... ﴾	البقره	251	156
.7	﴿هنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ...﴾	البقره	187	76،235
.8	﴿ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ .....﴾	البقرة	191	219
.9	﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ ...﴾	البقره	201	259
.10	﴿ يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ ...﴾	البقرة	215	239
.11	﴿نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ﴾	البقرة	223	76
.12	﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ--﴾	البقره	228	78،234
.13	﴿ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ...﴾	البقرة	234	78،226
.14	﴿ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ....﴾	البقرة	245	175
.15	﴿ وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ ....﴾	البقرة	251	156،168
.16	﴿ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ ...﴾	البقرة	257	96
.17	﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ ....﴾	البقرة	267	204
.18	﴿يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ....﴾	البقرة	269	169
.19	﴿لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ﴾	البقرة	286	218

20.	﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ ....﴾	آل عمران	92	202
21.	﴿وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ ....﴾	آل عمران	104	250
22.	﴿وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً ....﴾	آل عمران	103	193
23.	﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً ....﴾	آل عمران	118	94
24.	﴿ وَاَمرُهُم شُورىٰ بَينَهُم ....﴾	آل عمران	159	162
25.	﴿كُلُّ نفسٍ ذائِقَةُ المَوتِ﴾	آل عمران	185	240
26.	﴿رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا....﴾	آل عمران	191	187،231
27.	﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ﴾	النساء	3	187
28.	﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ ....﴾	النساء	4	72
29.	﴿يُوْصِيْكُمُ اللهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ ـ لِلذَّكَرِ مِثْلُ ....﴾	النساء	11	234
30.	﴿ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ ....﴾	النساء	12	78
31.	﴿ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ....﴾	النساء	19	74،234
32.	﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ ....﴾	النساء	19	79،189،236
33.	﴿ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ ....﴾	النساء	34	77،190،233
34.	﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰى ....﴾	النساء	58	153،198
35.	﴿اَطِيعُوا اللهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِى الاَمرِ مِنكُم...﴾	النساء	59	220
36.	﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ ....﴾	النساء	75	158
37.	﴿وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ....﴾	النساء	129	71،231
38.	﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ ....﴾	النساء	135	230
39.	﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ....﴾	النساء	138	252

191	176	النساء	﴿فالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌحَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ....﴾	40.
94،164،207	2	المائدہ	﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا ....﴾	41.
172	8	المائدۃ	﴿وَلاَ يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ ....﴾	42.
219	32	المائدہ	﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ ....﴾	43.
168	48	المائدۃ	﴿فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللهُ....﴾	44.
95،192	55	المائدۃ	﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ ....﴾	45.
174	108	الانعام	﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ....﴾	46.
88	151	الانعام	﴿لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ ....﴾	47.
168	165	الانعام	﴿ وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلَيفَ الْاَرْضِ ....﴾	48.
213	31	الاعراف	﴿وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا ....﴾	49.
245	54	الاعراف	﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ....﴾	50.
219	56	الاعراف	﴿وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ....﴾	51.
209	-146 147	الاعراف	﴿سَأَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِينَ يَتَكَبَّرُونَ ....﴾	52.
257	180	الاعراف	﴿وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا....﴾	53.
96،221	199	الاعراف	﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ....﴾	54.
151	27	الانفال	﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللهَ وَالرَّسُوْلَ ....﴾	55.
192،203،252	34	التوبہ	﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا ....﴾	56.
92،93،191	71	التوبہ	﴿الْمُومِنُونَ وَالْمُومِنٰتُ بَعضُهُم اَولِياءُبَعضٍ....﴾	57.
94،181	119	التوبۃ	﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ....﴾	58.
194	22	یونس	﴿ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ....﴾	59.

.60	﴿اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰى اَبِيْنَا ....﴾	يوسف	8	225
.61	﴿وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّه اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا----﴾	يوسف	22	156
.62	﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰ..... ﴾	الرعد	11	197،249
.63	﴿لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ.... ﴾	الرعد	13	27
.64	﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾	ابراهيم	41	83
.65	﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾	الحجر	9	261
.66	﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ.... ﴾	النحل	72	187
.67	﴿اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ .... ﴾	النحل	90	91
.68	﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى .... ﴾	النحل	97	218
.69	﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ.... ﴾	النحل	125	239
.70	﴿اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ .... ﴾	الاسراء	19	254
.71	﴿ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا .... ﴾	الاسراء	24	84
.72	﴿ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ .... ﴾	الاسراء	27	202،213،254
.73	﴿وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰى اِنَّه كَانَ فَاحِشَةً .... ﴾	الاسراء	32	75،195
.74	﴿وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ .... ﴾	الاسرا	23	82،184
.75	﴿ وَقُل رَّبِّ اَدخِلنِى مُدخَلَ صِدقٍ وَّاخرِجنِى .... ﴾	الاسراء	80	182
.76	﴿وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي.... ﴾	الاسراء	85	258
.77	﴿وَاصبِر نَفسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدعُونَ .... ﴾	الكهف	28	94،95
.78	﴿فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ ...... ﴾	الكهف	29	173
.79	﴿وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ اَهْلِيْ ...... ﴾	طه	29-33	183166،208

80.	﴿وَمَا اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾	الانبياء	107	254
81.	﴿مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدۡرِه...... ﴾	الحج	34	253
82.	﴿اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ...... ﴾	الحج	41	177
83.	﴿اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذٍ لِلّٰهِ...... ﴾	الحج	56	181
84.	﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا...... ﴾	الحج	78	212
85.	﴿اَللّٰهُ الَّذِيۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ ...... ﴾	السجده	4	239
86.	﴿الَّذِيۡ اَحۡسَنَ كُلَّ شَيۡءٍ خَلَقَه وَبَدَاَ ...... ﴾	السجده	7	239
87.	﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ﴾	المومنون	23	152
88.	﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا ...... ﴾	النور	2	251
89.	﴿قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ يَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِهِمۡ ...... ﴾	النور	30	195
90.	﴿وَأَنْكِحُوا الْأَيَامَى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ ...... ﴾	النور	32	74،187
91.	﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ ...... ﴾	النور	55	248
92.	﴿اَلۡمُلۡكُ يَوۡمَئِذِ الۡحَقُّ لِلرَّحۡمٰنِ...... ﴾	الفرقان	26	177
93.	﴿وَالَّذِيۡنَ اِذَاۤ اَنۡفَقُوۡا لَمۡ يُسۡرِفُوۡا وَلَمۡ يَقۡتُرُوۡا ...... ﴾	الفرقان	67	202،223
94.	﴿وَعِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِينَ يَمشُونَ ...... ﴾	الفرقان	63	191
95.	﴿ وَالَّذِينَ يَقُولُونَرَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا ...... ﴾	الفرقان	74	86
96.	﴿وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا ...... ﴾	الشعراء	106	163
97.	﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ.....﴾	العنكبوت	7	257
98.	﴿ وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا...... ﴾	العنكبوت	8	184
99.	﴿ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا﴾	العنكبوت	69	213
100	﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ ...... ﴾	الروم	21-20	72،77،229

180	30	الروم	﴿فِطرَةَ اللهِ الَّتِى فَطَرَالنَّاسَ عَلَيهَا...... ﴾	101
259	6	لقمان	﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ ...... ﴾	102
82	14	لقمان	﴿أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ﴾	103
84	15	لقمان	﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ ...... ﴾	104
214	19-18	لقمان	﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ ..... ﴾	105
80	15	لقمان	﴿وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ ...... ﴾	106
242	33	الاحزاب	﴿وَقَرنَ فِي بُيوتِكُنَّ وَلا تبرَّجن تَبرُّجَ الجاهِلِيَّةِ الأولى------﴾	107
164	70	الاحزاب	﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا ...... ﴾	108
262	28	سبا	﴿وَمَا اَرسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا--------﴾	109
85،185	100	الصافات	﴿ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ﴾	110
165	33	ص	﴿يَا دَاوُودُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ...... ﴾	111
236	34	حم السجده	﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾	112
214	41	حم السجده	﴿لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ -----﴾	113
172	15	الشوری	﴿وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمُ﴾	114
224	49	الشوری	﴿لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَخْلُقُ ...... ﴾	115
162	38	الشوری	﴿وَشَاوِرهُم فِى الاَمرِ﴾	116
94	43	الزخرف	﴿الا خلا ءُ يومئذٍ بعضُهم...... ﴾	117
95	41	الدخان	﴿يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾	118
81،89	15	الاحقاف	﴿﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا...... ﴾	119

120	﴿رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ.....﴾	الاحقاف	15	87
121	﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾	الحجرات	10	150،159،193
122	﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ......﴾	الحجرات	12	215
123	﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى...... ﴾	الحجرات	13	211،216،254
124	﴿ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴾	الذاريات	19	175،204
125	﴿اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِىْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا......﴾	النجم	28	215
126	﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى......﴾	لنجم	3-4	253
127	﴿وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ﴾	الرحمان	9	172
128	﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَاَنْزَلْنَا ...... ﴾	الحديد	25	249
129	﴿وَيُؤْثِرُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ ...... ﴾	الحشر	9	96
130	يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ ﴾	الحشر	59	201
131	﴿ يٰاَيها الَّذِينَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ...... ﴾	الصف	3	218
132	﴿وَ اِنْ تَعْفُوْا وَ تَصْفَحُوْا وَ تَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾	التغابن	64	221
133	﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰىهَا﴾	الطلاق	7	222
134	﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا-----﴾	التحريم	8	224
135	﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ...... ﴾	التحريم	66	87،90
136	﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ ...... ﴾	الملک	2	237،240
137	﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ ...... ﴾	نوح	28	84
138	﴿وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ...... ﴾	القيامة	75	197

88	9-8	التكوير	﴿وَإذَا الْمَوْءدَةُ سُئِلَتْ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ﴾	139
217	13	الانفطار	﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ-وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ﴾	140
194	10-9	الشمس	﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا - وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾	141
257	5-1	الاخلاص	﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ...... ﴾	142

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	صفحہ نمبر
1.	آيَةُ المُنَافِقِ ثَلَاثٌ....	152
2.	أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ....	79
3.	أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِنَ البَحْرَيْنِ، فَقَالَ: «انْثُرُوهُ فِي المَسْجِدِ......	216
4.	اَلجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهِ	204
5.	إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِالأَمِيرِ خَيْرًا	157
6.	إِذَا خَطَبَ أَحَدُكُمُ الْمَرْأَةَ......	73
7.	إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ	196
8.	إِذَا مَاتَ الإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ	84,238
9.	اسْمَعْ وَأَطِعْ وَلَوْ لِحَبَشِيٍّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ........	177
10.	السَّاعِي عَلَى الأَرمِلَةِ	160,203
11.	السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ	171
12.	اعْدِلُوا بَيْنَ أَوْلَادِكُمْ فِي الْعَطِيَّةِ.....	91
13.	إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ المُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرآنِ	188
14.	أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ , وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ.....	89
15.	أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ	164
16.	الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ	71
17.	الدنيا متاع، وخير متاع الدنيا	230
18.	إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً ، فَأَمَرَتْنِي أَنْ أُشْهِدَكَ..........	225
19.	إِنَّكُمْ سَتَحْرِصُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتَكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ......	153
20.	أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهْيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِکَ فَأَتَتْ رَسُولَ	228

	اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَها....	
.21	إنَّ أحَبَّ النَّاسِ إلَى اللهِ يومَ القِيَامَةِ	176
.22	أَنَّ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ	237
.23	إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ إِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ	175
.24	إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبَلُ مِنْ الْعَمَلِ إِلَّا ما كَانَ لَهُ	194
.25	إِنَّ اللَّهَ لاَ يَنْظُرُ	206
.26	إِنَّ اللَّهَ لَيُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةً الْجَنَّةَ....	75
.27	إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلَاقًا	167
.28	إِنَّكَ ضَعِيفٌ وَإِنَّهَا أَمَانَةٌ.....	158,199
.29	إنَّما الاَعمَالُ بِالنِّيَّةِ	211
.30	إِنِّي أَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً	225
.31	جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ	83
.32	حُبّبَ إِلَيَّ مِنْ دنياكُمُ النّساءُ والطيبُ	227
.33	خيرُالنّاسِ مَن يَنفَعُ النّاس	159
.34	خيرُكم خيرُكم لِأهلِه	230
.35	رِضَا الرَّبِّ فِي رِضَا الْوَالِدِ.....	227
.36	سُئل رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ العَزْمِ؟	163
.37	فَالْإِمَامُ رَاعٍ	156
.38	فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ	170
.39	فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ	161
.40	كان الطلاق أبغض الحلال إلى الله	236
.41	كُلُّكُمْ رَاعٍ فَمَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ.....	271
.42	كَمَا تَكُونُونَ	155
.43	كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ	181

228	لَا تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتَّى تُسْتَأْمَرَ......	44.
169	لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ	45.
186	لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُرْفَعُ لَهُ بِقَدْرِ غَدْرِهِ، أَلَا وَلَا غَادِر..........	46.
169	لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيرِ	47.
182	لَا يؤمِنُ اَحَدُكُم	48.
235	لَو كُنتُ آمِرًا أَحَدًا أَن يَّسجُدَ لِأَحَدٍ	49.
219	ما أطيبَكِ من بلدٍ وأحبَّكِ إلَيَّ	50.
85	مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ أَفْضَلَ	51.
162	مَامِن إمَامٍ يُغلِقُ بَابَهُ دُونَ ذِي الحَاجَةِ....	52.
89	مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاة وَهمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سَنِيْنَ ، وَاَضْرِبُوْهمْ عَلَيْها وَهمْ ا....	53.
89	مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ	54.
77	مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.......	55.
89.186	مَنْ وُلِدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنِ اسْمَهُ وَأَدَبَهُ.........	56.
93	مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ	57.
227	مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ " أُمُّكَ ...	58.
88	مَن لَا يرحَمُ لَا يرحَمُ........	59.
162	مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ الْمُسْلِمِينَ شَيْئًا....	60.
168	مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ	61.
91,169	يَا بُنَيَّ عَلَيْكَ بِالْحِكْمَةِ....	62.
90	يَا نَبِيَّ اللَّهِ نَحَلْتُ النُّعْمَانَ نِحْلَةً	63.
166	يسروا ولا تعسروا.....	64.

فہرست شخصیات

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
1.	آئی(Ai)	105
2.	ابوالاعلیٰ مودودی	28
3.	پویو(Po-Yu)	21
4.	پوتے زیسی(Zisi)	8
5.	تزوچانگ(Tzu Chang)	100
6.	تزوہسیا	133
7.	Ta Hsueh	32
8.	Tai Jai	141
9.	Tai Tsun	11
10.	Tong	141
11.	Tui Huan	15
12.	تزوکنگ(Tzu Kung)	بکثرت استعمال
13.	تزولو(Tzu lu)	8،945،129،130
14.	Jei& Zhon	141
15.	چنگ زئی(Zhengzai)	3
16.	چنگ تزو	136
17.	چو(Chu)	بکثرت استعمال
18.	چی لو(Chi Lu)	17
19.	چی گانگ تزو(Chi Kang Tzu)	5،127،132
20.	(Duke Ding)	109
21.	Duke of She	131
22.	Duke Tang	131
23.	ڈیوک ای	109
24.	ڈیوک ژنگ(Duke Jing	60
25.	ذیلو۔(Zilu)	5،139
26.	Xuan zong	141

147	Xungزانگ	.27
بکثرت استعمال	Xunziزوجی	.28
5	سسومانیو(Ssu.ma Miu)	.29
5	سقراط اور افلاطون	.30
28	(Sia)سیہ	.31
28	شانگ(Shang)	.32
8	(شوShu)	.33
3	شولیانگ (Shulaung)	.34
استعمال بکثرت	Shang	.35
103	(Shen)	.36
131	طیب اردگان	.37
بکثرت استعمال	(Fan Chi)فان چیہ	.38
2	(Kung)کنگ	.39
2	(کنگ فوتازوKung-Fu-Tze)	.40
3	کیوچولین(Qu Chulin)	.41
2	کیوچولین(Qu Chulin)	.42
120	(Lin Feng)لن فانگ	.43
10	(Liu Pang)لیوپانگ	.44
استعمال بکثرت	منشس	.45
12	(Mao)ماؤ	.46
8،46،180	(Mengzi)مینگ تزو	.47
70	مینگ ہین	.48
70	موچنگ	.49
6	(Wun)ون	.50
29	Wan Wang	.51
12	Wan Yang ming	.52
141	Wn & Tang	.53
29	وان وانگ(Wan Wang)	.54

100	واوچانگ	.55
10،126	Wenوون	.56
138	(Hsiao Kung)ہسیوکنگ	.57
141	Yi yin	.58
132	Yzu	.59
45	Zi Xia	.60
بکثرت استعمال	(Yao)یاؤ	.61
استعمال بکثرت	یاؤ (Yao)	.62
بکثرت استعمال	ین Yin	.63
7	ین ہوائی (Yen Hwuy)	.64
5	ین ہوائی(Yin Hui)	.65
70	یوچنگ کیو،	.66
108،109،117	یین یو(Yen Yuan)	.67
125	(Yunzi)یونزی	.68
32،111،153	یو،(Yu)	.69
125	(Yunzi)یونزی	.70

اماکن

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
.1	(Tsu)تسو	8
.2	Tu -Chengتوچنگ	5
.3	(Chou)چو	4،7،28
.4	(چیQi)	بکثرت استعمال
.5	Duke Chouڈیوک چو	4
.6	(Seuil)سیول	6
.7	Sung	15
.8	Shantingشانگ تونگ	2
.9	Mount Taiکوہ تائی	3
.10	(Qufu)کیوفو	7،12
.11	(Lu)لو	108
.12	(Luoyangلیویوگ	16
.13	Wei	125
.14	Yin	3

مصادر و مراجع

عربی کتب

- القرآن
- ابن جوزی، جمال الدین أبوالفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی، کشف المشکل من حدیث الصحیحین، دار الوطن الریاض (س،ن)
- ابن حبان، محمد بن حبان أبوحاتم البُستی، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، مؤسسة الرسالة—بیروت، ط،ثانی، 1414–1993ء
- ابن کثیر، ابوالفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري ثم الدمشقي تفسیر ابن کثیر، دار طیبة للنشر والتوزیع، ط،ثانی، 1420ھ
- ابن تیمیہ، السیاسۃ الشریعۃ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، مترجم: ابوالعلا محمد اسمعیل) کلام اکیڈمی: کراچی، (س،ن)
- ابن سعد، ابوعبداللہ بن محمد، الطبقات الکبری، الطباعۃ والنشر، دار بیروت (س،ن)
- ابن ماجہ، أبوعبداللہ محمد بن محمد بن یزید القزویني، سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فؤاد عبدالباقی، دار الفکر۔بیروت (س،ن)
- ابوابراہیم عزالدین محمد بن إسماعیل بن صلاح بن محمد الحسني، الکحلاني ثم الصنعاني، التَّنویرُ شَرْحُ الجَامِعِ الصَّغِیرِ، مکتبة دار السلام، الریاض، ط،اولی، 1432ھ، 2011م
- ابن سعد، ابوعبداللہ محمد، سعد الطبقات الکبری، ابن دار البیرت لبنان، 1398ھ
- أبوداؤد، سلیمان بن الأشعث السجتانی، سنن أبي داؤد، دار الکتاب العربی، بیروت (س،ن)
- ابوالحسین، مسلم بن حجاج نیشاپوری، صحیح لمسلم، لاہور: مکتبہ رحمانیہ (س۔ن)
- الألوسی، شہاب الدین محمود بن عبداللہ الحسینی الألوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیة—بیروت، ط،اولی، 1415ھ
- البخاری، امام محمد اسمعیل، صحیح البخاری، لاہور: مکتبہ رحمانیہ (س۔ن)
- الماوردی، ابوالحسن، احکام السلطانیۃ، (مترجم: مفتی انتظام)، مطبع سعیدی، قرآن محل، کراچی، (س،ن)
- البخاری، أبوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ، الجامع الصحیح، دار الشعب۔القاہرۃ، ط/۱۴۰۷۔۱۹۸۷
- الترمذی، أبوعیسیٰ امام، سنن ترمذی، تحقیق أحمد محمد شاکر وآخرون، دار احیاء التراث العربی۔بیروت (س،ن)
- النسائی، ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب، سنن نسائی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ط،اولی، 1411ھ

- امام محی الدین، مترجم (مولانا شمس الدین صاحب) ریاض اصالحین، (مکتبہ العلم: لاہور، (س،ن)
- حاکم، ابو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم بن الحکم الضبی الطھمانی النیسابوري المعروف بابن البیع المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیۃ - بیروت، ط، اولی، 1411ھ–1990ء
- شاہ ولی اللہ، محدث دہلوی، ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، قرآن محل، کراچی (س،ن)
- طبقات ابن سعد، علامہ ابو عبداللہ محمد بن سعد البصری، دار الاشاعت کراچی، 2003
- علي رضا، محمد رشید بن، تفسیر المنار، الھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، 1990
- عبد الباقی، محمد فؤاد، اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیہ الشیخان، مصدر الکتاب، موقع مکتبۃ مشکاۃ، س،ن
- قرطبّی، أبو عبداللہ محمد بن أحمد الانصاري القرطبي، الجامع لاحکام القرآن، دار إحیاء التراث العربي بیروت- لبنان، ط، ثانی، 1405ھ
- کشمیری، محمد انور شاہ، فیض الباری علی صحیح البخاری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، 2005
- مودودی، سید ابو الاعلی، الف باء الاسلام، ، مکتبۃ التراث الاسلامی، القاھرہ، الطبعۃ الثالثۃ، سنہ 1983
- مازون، کتاب الاخلاص، دار الطباعۃ، یان سان، بکین، ط 1، 1991
- ماجو، کتاب الارشادات لاسلامیۃ، دار الطباعۃ الشعبۃ بنیغشیا، الطبعۃ الاولی، سنۃ 1988
- مسلم، ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیساپوری، صحیح مسلم، دار الجیل بیروت (س،ن)

اردو کتب

- اردو دائرہ معارفِ اسلامیہ۔ طبع اول، زیر اہتمام پنجاب یونیورسٹی، لاہور، 1968
- احسن اصلاحی، مولانا امین، تزکیہ نفس، ملک سنز تاجران کتب، فیصل آباد، طبع 1986
- القلم دسمبر 2009، شریعت اور سزا کا تصور
- القلم۔ جون 2017، اصول سیاست۔ نصوص قرآنیہ کی روشنی میں
- امیر، علی خان، اقوال زریں کا انسائیکلوپیڈیا، ممتاز اکیڈمی، لاہور، (س،ن)
- امیر علی مہر، پروفیسر، اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور نشریات اردو لاہور، 2009
- امام حافظ جلال الدین سیوطی، مترجم: حضرت شمس بریلوی، تاریخ الخلفاء، ، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی (س،ن)
- ظفر اللہ بیگ، ڈاکٹر، چینی مذہب کی فکری اساس، تمدنی اور اسلامی اقدار (تاریخی و تجزیاتی مطالعہ) معارف اسلامی 2003
- کنفیوشس (مترجم: یاسر جواد) مکالمات کنفیوشس، اسلام آباد: اکادمی ادبیات، 2006

- تھانوی، مولانا اشرف علی، اسلام اور سیاست، ادارہ تالیف اشرفیہ، ملتان، 1427
- تقی، محمد تقی عثمانی، اسلام سیاسی نظریات، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 2010
- جواد، یاسر مشرق کے عظیم مفکر، تخلیقات پبلشرز، 1997
- جواد، یاسر، عالمی انسائیکلوپیڈیا، الفیصل ناشران وتاجران، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور، 2013
- حسینی، محمد، اسلام دین حکمت، جامعۃ تعلیمات اسلامی کراچی، 1982
- حامد انصاری، مولانا، اسلام کا نظام حکومت، الفیصل ناشران: لاہور، 2015
- خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفصیل ناشران لاہور، 2009
- دیدات، شیخ احمد، کنفیوشس ازم، زرا تشت اور اسلام، مشتاق بک کارنر لاہور۔ 2010
- ڈی وئیر، رابرٹ (مترجم: محمد اشفاق) تاؤاور کنفیوشس ازم، بک ہوم، 2006
- ذاکر نائیک، ڈاکٹر، تقابل ادیان، اسلام بک ڈپو، لاہور، (س،ن)
- ذوالفقار احمد، تابش، اعجاز اللغات، ، سنگ میل پبلیکیشنز، 1995ء
- رضا خان، احمد (مترجم) کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور (س،ن)
- رشید احمد، تاریخ مذاہب، ذمرد پبلیکیشنز، کوئٹہ، 2000
- شاہد، ایس ایم، مذاہب عالم، ایور نیو بک، پبلشر، لاہور، (س،ن)
- شبلی، ڈاکٹر احمد شبلی، تاریخ تعلیم و تربیت اسلامیہ، ، ادارہ ثقافت اسلامیہ پاکستان، 1963
- شیخ عبدالحق، محدث دہلوی، مدراج النبوۃ، (س،ن)
- طارق، سید عبدالصبور، مسلمان قاضیوں کا بے لاگ عدل اور حکمرانوں کے خلاف فیصلے، لاہور البدر پبلیکیشنز، اردو بازار 1987،
- طوسی، نظام الملک (مترجم: منور ایم اے) سیاست نامہ، ریڈنگ پرنٹگ پریس، اردو بازار لاہور، 1961ء
- طہ حسین، ڈاکٹر، حضرت عثمان، نفیس اکیڈمی کراچی، 1987
- عبدالرحمن گیلانی، مولانا، خلافت وجمہوریت، مکتبہ السلام، لاہور، 2002
- غزالی، امام، احیاء علوم الدین (مترجم: ابوانس چشتی)، (پروگریسو بکس، اردو بازار، لاہور (س،ن)
- فضل الرحمان، سید، تفسیر احسن البیان، (تفسیر سورۃ الحجرات) زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، کراچی (س،ن)
- فقیر، محمد ندیم، اخلاق صدیق اکبر، سیرت اکیڈمی فیصل آباد، 1993
- فیوض الرحمان، قاری، اسلام کا نظام حیات، پاشان بک سنٹر لاہور، 1972

- قطب شہید، سید، اسلام میں عدل اجتماعی، اسلامک پبلیشرز لاہور، 1977
- قطب شہید، سید، فی ظلال القرآن، دار الحیاء دار لکتب العربیۃ مصر، (س،ن)
- کاندھلوی، مولانا محمد ادریس کاندھلوی، خلافت راشدہ، مکتبہ عثمانیہ لاہور (س،ن)
- کرم شاہ، پیر محمد ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلشرز لاہور، 1978
- کنفیوشس، مترجم: یاسر جواد، مکالمات کنفیوشس، اکادمی ادبیات، اسلام آباد، 2006
- کیرن آرم اسٹرانگ، مذہب کی ابتدائی تاریخ، لاہور نگارشات پبلشرز 2008
- گھی، او۔پی، اخلاقیات مذاہب عالم کی روشنی میں، اپنا ادارہ: لاہور، 2002
- گنگوی، مفتی محمود الحسن، فتاوی محمودیہ، دار الافتادہ، جامعہ فاروقیہ، کراچی، س ن،
- لیوس، مور (مترجم: یاسر جواد)، مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، نگارشات پبلشرز، 2015
- مبارکپوری، صفی الرحمن الرحیق المختوم (لاہور: المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ، 2010
- مستفیض علوی، ڈاکٹر، ریاست و حکومت کے اسلامی اصول، یورپ اکیڈمی: اسلام آباد، 2010
- محمد شفیع، مفتی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف، کراچی، 2008
- میاں صدیقی، محمد، ڈاکٹر، اسلامی قانونی لغت، (اصطلاحات فقہ) مقتدرہ قومی زبان، 2002
- میاں محمود احمد، پروفیسر، تقابل ادیان، علمی کتاب خانہ: لاہور، 2004
- مودودی، سید ابوالاعلیٰ مودودی، حقوق زوجین، اسلامک پبلیکیشنز، 1971
- مولانا عبدالقدوس ہاشمی، چین کے دو مذاہب، 1982، فکر و نظر ج، 20۔ نمبر 27,3
- نجات اللہ صدیقی، ڈاکٹر، مقاصد شریعت، ادارہ تحقیقات اسلامی، اسلام آباد، 2009
- نواز چوہدری، پروفیسر، مطالعہ مذاہب عالم، پولیمر پبلشر، لاہور، 2005
- ولی الدین، محمد بن عبداللہ الخطیب، مترجم: مولانا عبدالکریم خان مشکوۃ شریف، (س،ن)

English References

- Anselm, Ferm, Vergilius Ture, ed. *Living Schools of Religion*:Religion in the Twentieth Century. Littlefield, Adams,1958.
- Amjad, G. N. *Islam and the World Religions.* Mufid-i-Am Kutab Khana, 1977.
- Bozman,E F. *Everyman's Encyclopedia*. London: J M Dent& Sons Ltd, 1958.
- *Cambridge History Of The World's Religions*. Cambers Harrap Publications, 2005.
- Cayne, Bernard S, ed. *The Encyclopedia Americana*. Grolier, Inc., 1986.
- Chai, Chu. *Confucianism.* New York: Barron Educational Series,1973.
- Chan, Alan. *Filial Piety in Chinese Thought and History*. London:Routledge Curzon 2004.
- Chan, Sin Yee. 2000. "Gender and Relationship Roles in the Analects and the Mencius." *Asian Philosophy* 10, no. 2: 115-132. Academic Search Premier, EBSCO host.
- Chen, Jingpan. *Confucius As A Teacher*.Beijing: Foreign Languages Press,1994-
- Chinghua, Tang. *Treasury Of China's Wisdom*. Beijing: Foreign Languages Press,1996.
- Clarke Peter B., *The World's Religions*.New York: Routledge Taylor & Francis Group,2009.
- Cline, Erin M. *Families of Virtue*. New York: Columbia University Press,2015.
- Cline, Erin M. *Justice And Confucianis*. Philosophy Compass,2014.
- Cline, Erin M. *Rawls and Sence Of Justice*, Desseration For Ph.D.
- Collection of address, *Religious system of the world*. New York: Macmillan & Co,1892.
- Confucius, *Confucian Analects, The Great Learning And The Doctrine of Mean*, New York: Dover, 1971.
- Contemporary Rituals and The Confucian Tradition: A Critical Discussion, Howard J Curzer,*A journal of Chinese Philosophy*, 39(2) · June 2012.
- Dawson, Miles Menander, ed. *The Ethics of Confucius*. New York: G. P. Putnam's Sons,2000.
- De Bary, Wm Theodore, and Richard Lufrano, eds. *Sources of Chinese Tradition*. Columbia University Press, 1999.
- Democracy And Meritocracy Towards A Confucius Perspective,(*Journal Of Chinese Philosophy*34,No-2) Joseph Chen,2007.
- Durant,Will and Ariel. *The Story of Civilization.* New Dehli: Cosmo Publications,2014
- E.E, Kellett. *A Short History Of Religions*. Australia:Penguin Books Ltd,1933.
- Eberhard, Wolfram. *A History of China.* Routledge, 2013.
- Ebrey, Patricia. *East Asia :A Cultural Social And Political History*. Boston: Houghton Milfflin Company,2006.
- Edward, J Jurji. *The Great Religions Of The Modern World*. New Jersey: Preston University Press,1952.
- Edwards, E.D. *Confucius*. London: Blackie &Sons Limited,1940.
- Fellowers, Ward j. *Religions caster wert, Holt*. New York: 1979.
- Frederic, Spiegelberg. Living Religions Of The World, Pitman Press,Press,1957
- Front, Philoso China. Comparative Religion, Confucius and Aristotle On Friendship, A Comparative Study 2007,2(2)291-307, ,Higher Education Press And Springer-Verlag,2007.
- Geoffrey, Parrinder. *The Handbook Of Living Religion*. London: Arthur Barkes Limited, 1967.

- Go VF, Quan VM, Chung A, et al. Gender Gaps, Gender Traps: Sexual Identity and Vulnerability to Sexually Transmitted Diseases among Women in Vietnam. Soc Sci & Med. 2002;55:467–481
- Gowea, Herbert, H. *Outline History Of China*. Boston: French & Company,1917.
- Haboush, Dorothy.*Women and Confucius Culture*. Berkeley: University Of California Press,2003.
- Harbert, Fingarette. *Confucius: The Secular As Sacred, Prospect Heights*. Illinionl Waveland Press,Inc.,1972.
- Harkavy, Michael David, ed. *The New Webster's International Encyclopedia: The New Illustrated Reference Guide*. Trident Reference Publishing, 1991.
- Homer Dubs, The Works of Hsüntze. London: Arthur Probsthain, 1992.
- Hong W, Yamamoto J, Chang Dong San, et al. Sex in Confucian Society. The American Academy of Psychoanalysis. 1993;21(3):405–419
- Huston, Smith. *The Religions of Man*. New York: The New American Library, 1958.
- James, Hastings. *Encyclopedia of Religion And Ethics*. New York: Charles Scribner’s Sons,1974.
- James, W. Dye. *Religions Of The World*. New York: Meredith Corporation,1967.
- John Knablock Lstand Ford (Trans). Xunzi. Stand Ford University Press,1990.
- Jonathan, Clements. *Confucius: a Biography*. Mumbai: Indus Source 2010.
- Joseph, Gaer.*The Wisdom of The Living Religion*.Dodd, Mead,1956.
- Kaizuka, Shigeki, and Geoffrey Bownas. *Confucius: His Life and Thought*. The Macmillan Company,1956.
- Lang, U.*Chinese Family And Society*. Hamden: Arch on Books,1986.
- Legge James (Trans). *The Book of Right*.Oxford Clarendon Press,1885.
- Legge James (Trans*). The Doctrine Of Mean*. New York, 1870.
- Legge James (Trans). *The Four Books*. Hong kong: International Publication,
- Legge James (Trans). *The Sacred Books of China, The Texts of Confucianism, The Hsiao King*. Dehli: Atlantic Publishers and Distributers, 1990.
- Legge James(Trans). *The Works of Mencius*. New York:1870.
- Legge James, The Works of Mencius. New York: 1870.
- Legge, James. *The Work Of Mencius*. Clarendon Press, 1895
- Lei Guo, Lan Wang. Comparison Between Chinese Traditional Marriage Customs and American Marriage Customs. *Humanities and Social Sciences*. Vol. 4, No. 4, 2016
- Leonard, ShihlienHsu.*The Political Philosophy Of Confucianism*. London:Curzon Press,1975.
- May, Sim. *Remastering With Morals With Aristotle And Confucian.* Cambridge University Press,2007
- McArthur, Meher. *Confucius*. New York : Pegasus Books,2010.
- Mircea Elide, *The Encyclopedia of Religion*.New York: Macmillan Publishing Company, 1987.
- Murata, Sachiko، William C. Chittick,*Chinese, trans. Gleams of Sufi Light*, New York: State University,2000۔
- Osman Bin Abdullah, Filial Piety in Confucianism and Islam: A Comparative Literary Analysis Of Quran, Hadith, and Four Chinese Classics.ICR Plutojornals.org.
- Parrinder, Edward Geoffrey. *What World Religions Teach*. Harrap, 1968.
- Philip, Novak. *The World’s Wisdom*. Lahore: Suhail Academy,2004.
- Qu, Chunli, and Haichen Sun. *The life of Confucius.* Beijing: Foreign Languages Press, 1996.

- R.C. Zaehner. *Encyclopedia Of World's Religions*.New York: Barnes &Noble Books, 1988.
- Raymond, Dawson. *Confucius.* Oxford & Press, University 1981.
- Ruiwen, Zheng. The Relationships between Confucian Family Values and Attitudes toward Divorce in Mainland China: An Exploratory Study, Thesis, August 2019.
- S.A, Nigosian, *World Religions.* New York :Bedford: 2000.
- S.E. Frost Jr. *The Sacred Writings of the World's Great Religions*. New York: Garden City Books,1943.
- Smith, Huston. *The world's Religions*. Lahore: Suhail Academy,2002.
- Soothill, William Edward. *The Three Religions of China: Lectures delivered at Oxford*. Hodder and Stoughton,1929.
- Spiegelberg, Frederic. *Living Religions of the World*. Thames and Hudson, 1957.
- Tang, Chinghua. *A Treasury Of China's Wisdom: A Story Book For Everyone.* Foreign Languages Press, 1996.
- Taylor, R Brown. *The Encyclopedia of Religion and Nature.* London: Continiousm, 2005.
- The Analects,(Lun Yu),Translated by D C Lau. Penguin Books,1979,
- *The Encyclopedia Britannica,* Encyclopedia Britannica Inc Chicago,1994
- *The Encyclopedia Of Americana,* GrolierIncorporated,Danbury,198
- The Hutchinson, *Dictionary of world History*. Helicon Publishing Ltd,1998.
- *The New Caxton Encyclopedia*. London: the Caxton publishing company limited,1977.
- *The World Book Encyclopedia*.Chicago: World Book,Inc,2006.
- Tien, Li. *Selected Articles Criticizing Lin Piao and Confucius*. Peking:Foreign Languages Press,1975.
- Van, Norden.*Virtue Ethics And Consequen Tialism In Early Chinese Philosophy*.Combridge University Press,2007.
- Vergilius, *Ferm.Living Schools of Religions* -USA: Littlefield, Adam & Co, 1958.
- Vervorn, Aat. *Friendship In Ancient China*. Institute of Advance Study Austrain National University,2005.
- Waley, Arthur. *Three ways of thought in ancient China*.Stanford: Stanford University Press,1982.
- Waley,Arthur. *The Analects of Confucius*. London: George Allen and Unwin Ltd,1949.
- William H.M.C.Neill. *Classical China*. NewYork : Oxford University Press,1978.
- Wing.Tsit Chan, *Chinese Philosophy*, USA: Princeton University Press,1973.
- Wing-Tsit Chan. *The Great Asian Religion*.London: The Macmillan Company,1969.
- Wu Juan (AISHA),A Comparative Study of the Practice of Integrating Chinese Traditions Bewteen Hui Hui Muslim Scholars and Jesuits Missionaries during 1600A.D.-1730A.D. IIUI,2017.
- Xinping Zhu. *Religious Faith of the Chinese*.Springer, China Social Sciences Press,2018.
- Xiuping Li , An Analysis Of Chinese Efl Learners' Beliefs About The Role Of Rote Learning In Vocabulary Learning Strategies, A Thesis Submitted In Fulfilment Of The Requirements Of The University Of Sunderland For The Degree Of Doctor Of Philosophy ,April 2004
- Yang and Yang,eds. *Records of the Historian*, translated by Sima Qian. Beijing:Foreign Language press 1979.
- Yao, Dan. *Chinese literature*. Chinese University Press, 2008.
- Yao, Xinzhong. *An introduction to Confucianism*. Cambridge University Press, 2000.

- Yong, Huang. Why an Upright Son Does Not Disclose His Father Stealing a Sheep: A Neglected Aspect of the Confucian Conception of Filial Piety, DOI: 10.4312/as.2017.5.1.15-45.
- You, E.S.L. Chinese Women: Part a Parent request, TX: ide House, Inc,1983
- Youngmin Kim,Michael J. Pettid. *Women and Confucianism in Chosan Korea*, New York: State University, 2011.
- Zeng Zi(505-436BCE), Feng Xing Ming(Tr)Xiao – Jing(The book of Filiel piety). 2008.
- Zhang, Jinfan. *The Tradition and Modern Transition of Chinese Law*.New York: Springer, 2014.

Websites

- http://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2013-08-17/5444#.WHxb0fl97IU
- http://www.ourur du.com/forums/index.php?threads
- http://www.vshineworld.com/urdu/library/personalities/5/51/
- https://daily.urdupoint.com/livenews/-11-11/news-788185.html
- https://kufarooq10.blogspot.com/2016/06/blog-post_46.html
- https://daily.urdupoint.com/livenews/-11-11/news-788185.html
- Https://urdutranslations.wordpress.com/2012/08/27